صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی داستانِ حیات

www.KitaboSunnat.com

روشن ستارے

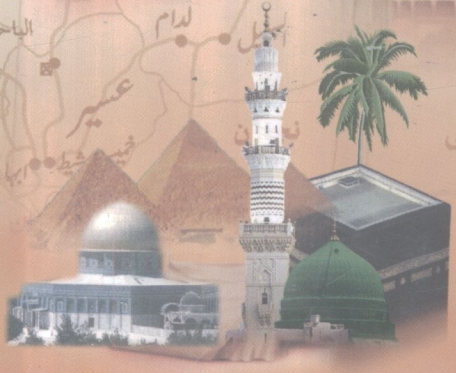

تالیف عبدالوارث ساجد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

308

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحابہ کرامؓ کی داستانِ حیات

روشن ستارے

(تصنیف)

عبدالوارث ساجد

www.KitaboSunnat.com

(ناشر)

کُتب خانہ شانِ اسلام

راحت مارکیٹ اُردو بازار لاہور

فون: 042-7351120

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .....☆..... صحابہ کرامؓ کی داستانِ حیات (روشن ستارے)

تصنیف .....☆..... عبدالوارث ساجد

نظر ثانی .....☆..... احمد سعید

اشاعت اوّل .....☆..... مئی 2008ء

قیمت .....☆..... -/150 روپے

کتب خانہ شانِ اسلام

راحت مارکیٹ اُردو بازار لاہور

فون: 042-7351120

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

	حرفِ آغاز	5
	حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	8
	حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ	28
	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	48
	شہسوارِ رسول حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ	71
	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	85
	حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ	100
	حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ	113
	حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ	124
	حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ	133
	حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ	145
	حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ	160
	حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ	177
	حضرت سیدنا خباب رضی اللہ عنہ	192

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

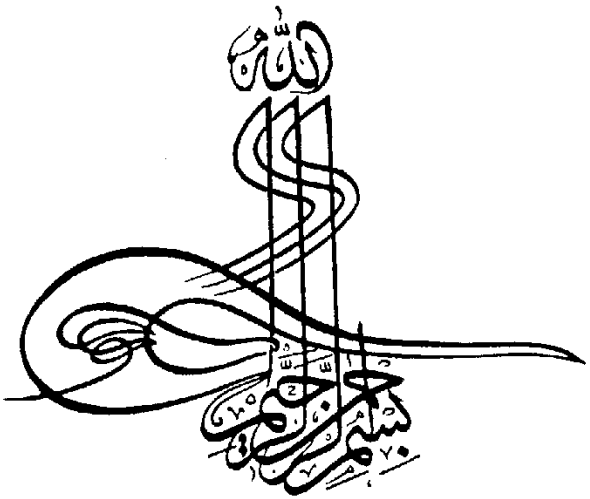

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آغاز

نبوت کے آسمان کے چمکتے ستارے ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم'' اس جماعت کا نام ہے جس کی بدولت آج مسلمانوں کو ایمان ملا ..... قرآن ملا ..... رحمان ملا ..... سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملی ..... محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملی ..... اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملی ان اصحاب نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں اپنی حیات بسر کی اور اپنے پیچھے ایسی روشن مثال چھوڑ گئے کہ آج تک انہی کے نقوش پر اسلام کا بول بالا ہے، ان میں آقا بھی تھے اور غلام بھی تاجر بھی اور مزدور بھی ..... زراعت پیشہ بھی، لیکن انھوں نے اسلام کی خاطر سب کچھ بھلا دیا اور خود کو اسلام پر نثار کر دیا بلاشبہ یہی وہ لوگ تھے جن کا شمار دنیا کی عظیم ترین ہستیوں کی اولین فہرست میں ہے اس سے بڑی خوش بختی اور کیا ہو سکتی ہے کہ انھیں زمین پر چلتے پھرتے بہشت کی بشارتیں سنا دی گئی۔

''آسمانِ نبوت کے چاند کے وہ روشن ستارے اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب تھے کہ ان کے متعلق قرآن میں یوں ارشاد ہوتا ہے:

''یہ وہ لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کا امتحان لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔'' (الحجرات: ۳)

شاید یہی امتحان کی کامیابی کا نتیجہ ہے کہ کلام الٰہی کا مطالعہ جس مقام سے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں اللہ کے ان پیاروں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یاروں رضی اللہ عنہم کا تذکرہ جا بجا ملتا ہے، کسی مقام پر ان کی صداقت کا بیان ہے..... کہیں امانت کا تذکرہ ہے..... کہیں شرافت کا ذکر ہے..... کہیں شجاعت کا اظہار ہے کہیں دیانت ..... ہدایت..... سیاست..... قیادت کا اور کہیں ان کی امامت کے تذکرے ہیں ﴿ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ..... اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ..... اُولٰٓئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ..... اُولٰٓئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ..... اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ..... اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾ کی صفتوں سے بشارتیں پانے والے یہ صحابہ رضی اللہ عنہم آج ہمارے لیے زندہ مثالیں ہیں۔

ہمارے اصل ہیرو اور "ستارے" وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنھوں نے کافروں کے ہاتھوں تکلیفیں برداشت کر کے جہاد کے میدانوں میں اپنا خون بہا کر ہم تک اسلام کی روشنی پہنچائی ان کی زندگی کا لمحہ لمحہ ہمارے لیے راہنمائی مہیا کرتا ہے..... میں نے یہ کتاب "روشن ستارے" اس سوچ کے تحت لکھی کہ نسلِ نو اپنے حقیقی "ستارے" سے آشنائی حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو حقیقی مقصد کی طلب میں بسر کرے۔ کتاب کا نام اس مناسبت سے "روشن ستارے" پسند کیا گیا، علاوہ ازیں محبوب خدا ﷺ کا بھی ان پاک باز ہستیوں کے متعلق فرمان ہے کہ:

"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔"

میں مشکور ہوں محترم قاری عبدالرشید قاسمی صاحب کا انہوں نے کتاب کا مسودہ دیکھا اور اسے پسند فرمایا جب کہ ان کے خلف رشید محترم احمد سعید کا بھی ممنوں ہوں کہ انہوں نے "کتب خانہ شانِ اسلام" کے تحت کتاب کو شائع کر کے قارئین کرام تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیا۔ یہاں میں اپنے عزیز دوست محترم حافظ محمد آصف اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ عتیق الرحمٰن کا بھی احسان مند ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور ہمت کے بعد جن کی دُعاؤں اور حوصلہ افزائی کی بدولت میں یہ کتاب مکمل کر پایا

اللہ رب العزت سے دعاء ہے کہ پروردگار ہم سب کو قیامت کے روز ان پاک باز ہستیوں کا ساتھ نصیب فرمائے۔ (آمین)

عبدالوارث ساجد

24 مئی 2008ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

سخت گرمی کا دن تھا اور دوپہر کا وقت، سورج کی تپش نے پتھریلی زمین کو جھلسا دیا تھا۔ گرم نوکیلے پتھروں پر پاؤں جمائے رکھنا مشکل تھا اس قدر گرم پتھریلی زمین پر چند نوجوان ایک لڑکے کو لٹائے پیٹ رہے تھے۔ پیٹنے والوں میں مکہ کا سردار ابوجہل بھی شامل تھا۔ جو غصے میں آپے سے باہر (بے قابو) ہو رہا تھا۔ جس لڑکے کو پیٹا جا رہا تھا وہ اللہ کے نبی ﷺ کے صحابی سیدنا عمار رضی اللہ عنہ تھے۔

''عمار! کہہ دو کہ میرے خدا لات وعزیٰ ہیں..... ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ ابوجہل نے پتھریلی زمین پر لیٹے ہوئے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو کہا''۔

کئی گھنٹے کی مسلسل مار پیٹ اور تیز دھوپ کی وجہ سے عمار رضی اللہ عنہ نیم بے ہوش ہو چکے تھے۔

ابوجہل کے خاموش ہوتے ہی انہوں نے ''اللہ احد'' کہا تو ابوجہل کا چہرہ غصے سے مزید سرخ ہو گیا۔ اس نے غصے سے قریب کھڑے نوجوان کو اشارہ کیا۔ نوجوان آگے بڑھا اور قریب پڑا ہوا بھاری پتھر اٹھا لایا جسے اس نے زمین پر لیٹے ہوئے عمار رضی اللہ عنہ کے سینے پر رکھ دیا۔ سینے پر پتھر رکھے جانے سے جسم سے رہی سہی طاقت بھی جاتی رہی لیکن پھر بھی وہ زخموں سے چور ''اللہ احد'' پکارتے رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوجہل شیطانی ہنسی ہنستا ہوا آگے بڑھا۔عمار رضی اللہ عنہ کے قریب جھک کر بولا:

''کیوں لات وعزیٰ کو خدا مانتے ہو کہ نہیں.....؟''

عمار رضی اللہ عنہ مسلسل مار کھانے سے اس قدر نڈھال ہو گئے تھے کہ اب بولنے کی سکت بھی نہ رہی تھی وہ کچھ دیر یونہی لیٹے رہے اور ابوجہل ان کو مسلسل گھورتا رہا جب کوئی جواب نہ آیا تو وہ پھر بولا:

''عمار! تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بُرا بھلا کہہ دو ہم تمہیں چھوڑ دیتے ہیں''

عمار رضی اللہ عنہ نے بولنے کی کوشش کی مگر سینے پر بھاری پتھر ہونے کی وجہ سے آواز نکالنا مشکل ہو گئی۔

انہوں نے زمین پر لیٹے لیٹے نفی میں سر ہلا دیا۔

ابوجہل کا غصہ اور بڑھ گیا۔اس نے نوجوانوں کو اشارہ کیا جو اشارہ ملتے ہی عمار رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے اور ان کو کوڑوں سے پیٹنا شروع کر دیا۔ جب پیٹ پیٹ کر تھک گئے تو ابوجہل غصے سے غرایا۔

''یہ ایسے نہیں مانے گا''

اسے اٹھاؤ اور پانی میں پھینک دو اس نے شیطانی منصوبہ بتاتے ہوئے کہا۔

ابوجہل کے ساتھیوں نے عمار رضی اللہ عنہ کو نیم بے ہوشی کی حالت میں اٹھایا اور پانی کے جوہڑ میں پھینک دیا۔

عمار رضی اللہ عنہ کے جسم پر مار کھانے کی وجہ سے زخم بن گئے تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا۔زخموں پر پانی لگا تو پورے جسم میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں۔

وہ کئی گھنٹے تک پانی میں رہے اور ابوجہل اپنے ساتھیوں سمیت انہیں مارتا پیٹتا رہا جب تھک گیا تو یہ دھمکی دے کر چلا گیا کہ تمہارے ساتھ کل نمٹا جائے گا.....یوں عمار رضی اللہ عنہ کی مار پیٹ سے خلاصی ہوئی لیکن اگلے روز ہی ان پر دوبارہ قیامت ٹوٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑی۔ ابوجہل نے اپنے ساتھیوں سمیت انہیں پکڑا اور پتھریلی زمین پر سخت دھوپ میں لٹا کر مارنا شروع کر دیا۔

یہ چھٹی صدی عیسوی کے آخر کی بات ہے ان دنوں یمن کا علاقہ بہت بڑی تجارتی منڈی کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہاں کے لوگوں کو صنعت میں بڑا ملکہ حاصل تھا اور یمن کی بنائی ہوئی اشیاء دور دراز کے ملکوں میں بڑے شوق سے خریدی جاتی تھیں۔ یمن کے لوگ بڑی تعداد میں تجارت کرتے تھے۔ وہ یمن میں بننے والی اشیاء اونٹوں پر لاد کر نکلتے اور یمن کے چاروں طرف دور دراز ملکوں کا رخ کرتے۔ وہاں اپنا تجارتی سامان فروخت کرتے اور منافع کے طور پر اس ملک کی قیمتی اشیاء اپنے ساتھ یمن لا کر فروخت کر دیتے۔ یمن کا مال فروخت کرنے کے لئے ان دنوں مکہ کا شہر بڑا مشہور ہو چکا تھا اور بہت سے یمنی تاجر اپنا سامان لے کر مکہ آنے لگے تھے۔

عامر بن مالک بھی یمن ہی کا ایک مشہور و معروف تاجر تھا۔ اس کے تجارتی قافلے یمن کے اردگرد کے قبائلی علاقوں میں کثرت سے جاتے تھے۔

عامر بوڑھا ہوا تو اس کا پیشہ تجارت اس کے بیٹوں نے سنبھال لیا۔

عامر کے چار بیٹے تھے اور چاروں ہی ہونہار اور لائق تھے۔ باپ کے بڑھاپے کے بعد انہوں نے تجارت کے کاروبار کو بڑی وسعت دی۔

ایک روز عامر کے بیٹوں نے تجارتی سامان مکہ لے جانے کا فیصلہ کیا اور غلاموں کے ساتھ بذاتِ خود ایک بھائی کو روانہ کیا۔ تجارتی وفد یمن سے مکہ پہنچا اور سامان تجارت فروخت کر کے واپس یمن آ گیا لیکن قافلے کے ساتھ جانے والا عامر کا بیٹا مکہ سے واپس نہ آیا۔

بوڑھے عامر کے لئے یہ بڑی پریشان کن خبر تھی۔ بڑھاپے کے عالم میں جوان بیٹے کے یوں چپ چاپ کسی طرف نکل جانے سے عامر بہت پریشان ہوا۔ اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی ماندہ اپنے تینوں بیٹوں کو بلایا اور کہا:

''مکہ جاؤ اور اپنے بھائی کو تلاش کر کے لاؤ''

باپ کے حکم پر تینوں بھائیوں یاسر، حارث اور مالک نے رختِ سفر باندھا اور اپنے بھائی کی تلاش میں مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

اونٹوں پر سفر کرتے اور دشوار راستوں سے ہوتے کئی روز بعد تینوں بھائی مکہ پہنچے تو بغیر ستائے بھائی کی تلاش میں نکل گئے۔

انہوں نے مکہ کا چپہ چپہ چھان مارا.....گلی بازار گھومے.....مذہبی مقام دیکھے اور تجارتی منڈیوں کے چکر لگائے لیکن بھائی کی کوئی خبر معلوم نہ ہوئی۔ مکہ اور آس پاس کے قبیلوں سے دریافت کیا لیکن کوئی اتہ پتہ نہ ملا۔ کئی روز کی تلاش بسیار کے بعد بالآخر انہوں نے لاچار ہو کر واپس یمن جانے کا تہیہ کر لیا۔

یمنی تاجر عامر بن مالک کا سب سے بڑا بیٹا یاسر تھا جو اپنے دونوں بھائیوں حارث اور مالک کے ساتھ اپنے بھائی کی تلاش میں مکہ آیا تھا، وہ زندگی میں پہلی مرتبہ مکہ آیا تھا اور مکے میں اپنے گمشدہ بھائی کو تلاش کرنے کے لئے جو علاقہ اس کے حصے میں آیا اس علاقے میں بیت اللہ بھی تھا۔ یاسر بھائی کی تلاش میں پھرتا پھراتا بیت اللہ کے پاس پہنچا تو پہلی نظر پڑتے ہی اس کے دل میں بجلی سی کوند گئی۔ وہ آتے جاتے بیت اللہ کو دیکھتا تو یوں لگتا جیسے اس کے دل میں حرارت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے.....وہ اکثر بھائی کی تلاش کے بعد بیت اللہ کے پاس بیٹھا رہتا اور اسے دیکھتا رہتا۔

جس روز اس کے بھائیوں نے واپسی کا ارادہ کیا اور اپنا تمام سامان اونٹوں پر لاد لیا تو یاسر عجیب طرح کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ اس کا دل مکہ چھوڑنے پر راضی نہ تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ بیت اللہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو.....

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری طرف اس کا بوڑھا باپ یمن میں ان کا انتظار کر رہا تھا یاسر بہت دیر تک اس کشمکش میں مبتلا رہا کہ وہ کیا کرے۔ باپ بڑھاپے کے عالم میں منتظر تھا اور بیت اللہ کو چھوڑنا اسے منظور نہ تھا۔

عین اس وقت جب اس کے بھائی یمن جانے کے لئے اپنی اونٹنیوں کی مہاریں تھام چکے تو یاسر نے یمن واپس جانے سے انکار کر دیا۔

دونوں بھائیوں نے پریشان حال نظروں سے اس کی طرف دیکھا لیکن یاسر چپ چاپ کھڑا رہا.....وہ کسی کو تلاش کرنے آیا تھا لیکن خود گم ہو گیا.....

ان دنوں مکہ میں بہت سے قبائل آباد تھے۔ جن میں بنو ہاشم، بنو عدی بنو اسد، بنو سلیم، بنو تمیم، بنو امیہ، بنو مخزوم، بنو خزاعہ زیادہ مشہور تھے۔ یوں سمجھئے مکہ قبائل میں بٹا ہوا تھا۔

وہ شراب پیتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کی عبادت کرتے تھے.....ذرا ذرا سی بات پر لڑائی ہونا شروع ہو جاتی جو کئی کئی قبائل مل کر لڑتے اور وہ لڑائی کئی سال تک جاری رہتی۔ یوں دونوں طرف سے ایک دوسرے قبائل کے افراد قتل ہوتے رہتے اور جھگڑا مزید لمبا ہوتا چلا جاتا۔

مالک کا بیٹا یاسر مکہ ٹھہر تو گیا تھا لیکن مستقل طور پر رہائش اختیار کرنا اس کے لئے بڑا مسئلہ بن گیا۔ مکہ کی جو صورتحال اس وقت تھی اس کے مطابق اسے کسی نہ کسی قبیلے کا حلیف بننا تھا تاکہ وہ قبیلہ اس کی جان اور مال کی حفاظت کرے اور دوسرے کسی قبیلے کا آدمی اسے نقصان نہ پہنچائے۔

یاسر کی ان دنوں ابوحذیفہ نامی شخص سے سلام ودعا ہو گئی۔ ابوحذیفہ بنو مخزوم قبیلے کا سردار تھا۔ یاسر نے سوچا مکہ ٹھہرنے کے لئے کسی نہ کسی قبیلے کے ساتھ معاہدہ تو کرنا ہی پڑے گا۔ کیوں نہ ابوحذیفہ کے ساتھ مل جاؤں۔

اس نے ابوحذیفہ سے بات کی۔ ابوحذیفہ راضی ہو گیا اور یاسر بنو مخزوم کا حلیف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن گیا۔

یاسر بنومخزوم قبیلے کا حلیف بنا تو قبیلے کے سردار ابوحذیفہ نے اپنی کنیز سُمَیّہ بنت خباط سے اس کی شادی کردی۔ یوں یاسر مستقل طور پر مکہ کا باشندہ بن گیا اور مکہ میں ہی زندگی بسر کرنے لگا۔

وقت پر لگا کر اُڑتا رہا اور ایک روز یاسر اور سُمَیّہ کے ہاں ایک خوبصورت سے بچے نے جنم لیا جن کا نام انہوں نے عمار رکھا۔ اس ننھے بچے کی خوشی ماں باپ کے ساتھ ساتھ قبیلہ بنومخزوم کے سردار ابوحذیفہ اور دوسرے لوگوں کو بھی ہوئی۔ ابوحذیفہ اس قدر خوش ہوا کہ اس نے اپنی کنیز کو آزاد کردیا۔ اس طرح عرب میں ایک نئے خاندان کا اضافہ ہوگیا جسے خاندان یاسر کہا جانے لگا۔ عمار نے جب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو مکہ گمراہی کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔

مکہ کی جہالت میں اسلام کی روشنی پھیلی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان کرکے مکہ والوں کو توحید کی دعوت دینا شروع کردی۔

خاندانِ یاسر کے تینوں افراد یاسر سُمَیّہ اور عمار رضی اللہ عنہم نے اس سچی دعوت کو قبول کیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

جیسے ہی یاسر اور اُن کی بیوی اور بیٹے نے اسلام قبول کیا۔ بنومخزوم کے لوگوں نے ان سے آنکھیں پھیر لیں۔ قبیلے کا سردار ابوحذیفہ بھی سیخ پا ہوگیا۔ مکہ میں ابھی سات آٹھ افراد ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر اسلام لاکر مسلمان ہوئے تھے اور ان سب کو مکہ کے تمام قبائل کی طرف سے سخت حالات کا سامنا تھا۔ مکہ کے لوگ جن میں ابوجہل اور ابولہب سب سے آگے تھے اسلام لانے والوں کو مختلف حیلوں اور بہانوں سے تنگ کرتے تھے۔

بنومخزوم کے سردار ابوحذیفہ نے بھی اسلام کی دعوت کو ٹھکرا دیا تھا جب یاسر رضی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو وہ غصے سے دیوانہ ہو گیا۔

ابو حذیفہ نے یاسر رضی اللہ عنہ اور سُمَیّہ رضی اللہ عنہا کو اسلام ترک کرنے کا کہا، انہوں نے انکار کر دیا۔ ابو جہل ابو حذیفہ کا بھتیجا تھا اور اسلام دشمنی نے ابو جہل کو اس قدر پاگل کر دیا تھا کہ وہ اسلام لانے والے کو قتل کرنے پر تُل جاتا۔ ایسا ہی اس خاندان کے ساتھ ہونے لگا تو آئے روز مکہ کی گلیوں میں تماشا ہوتا۔

ابو جہل سیدنا یاسر، سُمَیّہ اور عمار رضی اللہ عنہم کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتا اور انہیں اسلام ترک کرنے پر زور دیتا۔

ابو جہل اپنے گھر سے نکلتا اور سورج بلند ہوتے ہی اپنے چچا ابو حذیفہ کے پاس جا پہنچتا وہاں سے چند نوجوان ساتھ لے کر ماں باپ اور بیٹے تینوں کو لے کر گرم ترین دوپہر کو تپتی ہوئی ریت پر لٹا دیتا اور ان کے سینوں پر بھاری پتھر رکھ دیتا۔ نوجوان ہاتھوں میں کوڑے لئے چاروں طرف کھڑے ہوتے تھے جونہی ابو جہل اشارہ کرتا وہ زور زور سے کوڑے برسانے لگتے۔

سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ ابو جہل کی انہی اذیتوں کو سہتے سہتے اپنے اللہ کے حضور جنت میں مہمان جا ٹھہرے۔

یاسر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت سیدنا سُمَیّہ رضی اللہ عنہا بڑھاپے کو جا پہنچی تھیں۔ ابو جہل کے ظلم و تشدد میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا۔ وہ اب آئے روز ماں بیٹے کو ستم کا نشانہ بناتا اور اپنے غصے کو ٹھنڈا کرتا تھا۔ ایک روز دوپہر کا وقت تھا کڑکتی دھوپ سے بچنے کے لئے انسان تو کجا چرند پرند بھی سایوں میں بسیرا کئے ہوئے تھے لیکن ابو جہل بدبخت نے دونوں ماں بیٹے کو تپتی ریت پر لٹا رکھا تھا۔

نوجوان لڑکے ابو جہل کی شہہ پر کوڑے برسا رہے تھے اور ابو جہل کھڑا طنزیہ ہنسی ہنسے جا رہا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادھر سے گذر ہوا تو آپ یہ دیکھ کر تڑپ اٹھے کہ کافر و فاسق ابوجہل کے ہاتھوں ماں بیٹا مار کھا رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنسو بہاتے ہوئے فرمایا:

''آلِ یاسر! صبر کرنا تمہارا ٹھکانہ جنت میں ہوگا''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انہیں زیادہ دیر مار کھاتے ہوئے دیکھ نہ سکے۔ جلدی سے وہاں سے ہٹ گئے اور جاتے جاتے دعاء کرتے رہے۔

''الٰہی آلِ یاسر میں سے کسی کو بھی آگ کا عذاب نہ دینا''۔

دن گذرنے کے ساتھ ساتھ ابوجہل کا ظلم اور بھی بڑھتا چلا جا رہا تھا ایک روز ابوجہل نے شیطان کو بھی مات دے دی۔ اس نے مکہ شہر کے ایک چوک میں سیدنا سُمَیّہ رضی اللہ عنہا کو کھڑا کیا اور ان کو طنزیہ باتیں کر کے زچ کرنا شروع کر دیا۔

ابوجہل نے شیطانی زبان بولتے ہوئے کہا:

''سُمَیّہ! سچ بتاؤ کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن کی وجہ سے اسلام لائی ہو''

وہ پہلے کی طرح خاموش کھڑی رہی۔ ابوجہل آج کوئی اور ہی منصوبہ بنا کر آیا تھا اس نے آج نہ انہیں گرم ریت پر لٹا کر بھاری پتھر رکھا اور نہ ہی بوڑھی ہڈیوں پر کوڑے برسائے۔

اس نے ابوحذیفہ کے قبیلے کے کچھ نوجوانوں سے کہا وہ دو اونٹ لے کر آئے اور دونوں کو لا کر چوک میں کھڑا کر دیا۔

ابوجہل پہلے کی طرح دھمکی آمیز لہجے میں بولا:

''بولو! سُمَیّہ اسلام چھوڑتی ہو کہ نہیں.....؟''۔

سیدہ سُمَیّہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اسلام چھوڑنے کے لئے قبول نہیں کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے طیش میں آ کر نیزہ اٹھایا اور ان کے جسم پر زور سے دے مارا..... نیزہ ان کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ سرخ خون کا ایک فوارہ ابلا اور تپتی ہوئی ریت ٹھنڈی ہو گئی۔ ابوجہل کو ذرا ترس نہ آیا وہ چلا کر بولا اس کی دونوں ٹانگوں کو رسّیوں سے باندھ دو۔ نوجوان آگے بڑھے اور انہوں نے سُمَیّہ رضی اللہ عنہا کی دونوں ٹانگوں کو رسّیوں سے باندھ دیا۔ پھر ابوجہل کے حکم پر دونوں رسیوں کے آخری سرے اونٹوں کے ساتھ باندھ دیئے گئے۔ ابوجہل نے غصے سے اونٹ کو چھڑی ماری اور دونوں اونٹوں کو مختلف سمتوں پر چلا دیا گیا۔

سیدتنا سُمَیّہ رضی اللہ عنہا کا بوڑھا جسم دو حصوں میں بٹ گیا اور وہ اسلام پر جان دے کر اپنے اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

اللہ ان پر راضی اور وہ اللہ پر راضی سیدہ سُمَیّہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی خاتون تھیں اسلام پر جان دے کر اسلام کی پہلی شہیدہ بنیں۔

سیدنا سُمَیّہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بن منان ایک ساتھ ایمان لائے تھے، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ خود فرماتے تھے کہ میں نے صہیب رضی اللہ عنہ کو ارقم بن ابی ارقم کے دروازے پر دیکھ کر پوچھا:

''تم کس ارادے سے آئے ہو.....؟''

''پہلے تم اپنا ارادہ بیان کرو۔'' صہیب رضی اللہ عنہ نے پوچھا:''

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل کر ان کی کچھ باتیں سننا چاہتا ہوں۔''

میں نے کہا:

''میرا بھی یہی مقصد ہے۔'' صہیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

غرض دونوں ایک ساتھ ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے اور ساقیٔ اسلام نے ایک ہی جام سے دونوں کو نشۂ توحید سے مخمور کر دیا، صحیح بخاری کی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر جس وقت ایمان لائے تو انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ صرف پانچ غلام اور دو عورتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دیکھا، یہ وہ حضرات تھے جنھوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کر دیا تھا ورنہ صحیح روایت کے مطابق اس وقت تک تیس اصحاب رضی اللہ عنہم سے زیادہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے تھے، انہوں نے مشرکین کے خوف سے اعلان نہیں کیا تھا۔ عمار رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر کفار کو ہوئی تو ان پر ظلم کے پہاڑ گر پڑے۔

ابو جہل ان پر ظلم کرتا اور کہتا کہ تم اپنی زبان سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہو۔ جب عمار رضی اللہ عنہ کچھ نہ کہتے تو وہ ظلم وستم کرنا شروع کر دیتا۔

ایک روز کفار نے ان کو پانی میں اس قدر غوطے دیے کہ وہ بدحواس ہو گئے، یہاں تک کہ اسی حالت میں جفا کاروں نے جو چاہا ان کی زبان سے اقرار کروالیا، اس کے بعد گو اس مصیبت سے گلو خلاصی ہو گئی تاہم غیرت ملی نے عرق عرق کر دیا، دربارِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے تو آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری تھا۔

''عمار! کیا خبر ہے؟'' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نہایت ہی بری خبر ہے۔''

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''آج مجھے اس وقت تک مصیبت سے رہائی نہ ملی جب تک میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نازیبا الفاظ اور ان کے معبودوں کے حق میں کلمات خیر استعمال نہ کیے۔''

''تم اپنا دل کیسا پاتے ہو؟'' ارشاد ہوا۔

''میرا دل ایمان سے مطمئن ہے۔'' عرض کیا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت شفقت کے ساتھ ان کی آنکھوں کے آنسوؤں کے قطرے پونچھے، فرمایا: ''کچھ مضائقہ نہیں اگرچہ پھر ایسا ہی کرو۔''

اس کے بعد قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یوں ہے:

''جو شخص ایمان لانے کے بعد خدا کا انکار کردے مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہے اس کے لیے کوئی مواخذہ نہیں۔''

ایک بار حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن جبیر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: ''کیا قریش مسلمانوں کو اس قدر اذیت پہنچاتے تھے کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ دینے پر مجبور ہو جائیں؟''

''خدا کی قسم ہاں!''..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: ''وہ ان کو مارتے تھے، بھوکا اور پیاسا رکھتے تھے، یہاں تک کہ ضعیفی اور کمزوری سے وہ اٹھنے بیٹھنے سے بھی مجبور ہو جاتے تھے، ایسی حالت میں وہ جو کچھ چاہتے تھے، ضمیر کے خلاف ان سے اقرار کرا لیتے تھے۔''

حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی انہی گرفتارانِ مصیبت میں سے تھے جنھوں نے راہِ حق میں صبر و استقامت کے ساتھ گوناگوں مصائب اور مظالم برداشت کیے، لیکن آئینہ دل سے توحید کا عکس زائل نہ ہوا، ضعیفی کے عالم میں جن لوگوں نے ان کی پیٹھ ننگی دیکھی تھی وہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت تک کثرت کے ساتھ سیاہ لکیریں، تپتی ہوئی ریت اور دہکتے ہوئے انگاروں کے داغ ان کی پیٹھ پر موجود تھے، مدینہ کی ہجرت کا عام حکم ہوا تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے بھی اس سرزمین امن کی راہ لی اور حضرت مبشر رضی اللہ عنہ بن عبدالمنذر کے مہمان ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن یمان انصاری سے بھائی چارہ کرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا اور مستقل سکونت کے لیے ایک قطعہ زمین مرحمت فرمایا۔

مدینہ کی ہجرت کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنیاد ڈالی گئی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جوش دلانے اور محنت کی عظمت کے سبق کو عیاں کرنے کے لیے خود بھی کام میں حصہ لیا، حضرت عمار رضی اللہ عنہ اینٹ گارا لا لا کر دیتے تھے اور زبان پر رجز جاری تھا:

''ہم مسلمان ہیں .....ہم مسجد بناتے ہیں۔''

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرف سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت شفقت کے ساتھ ان کے سر سے گرد و غبار صاف کرتے ہوئے فرمایا۔

''افسوس عمار رضی اللہ عنہ تمھیں باغی گروہ قتل کرے گا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم اسے اللہ کی طرف دعوت دو گے اور وہ تمھیں جہنم کی طرف بلائے گا۔''

ایک دفعہ کسی نے ان کے سر پر اس قدر بوجھ لاد دیا کہ لوگ چلا اٹھے۔ ''آج عمار رضی اللہ عنہ مرجائیں گے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو کچھ اینٹیں اتار کر پھینک دیں اور فرمایا: ''افسوس! ابن سُمَیّہ تمھیں باغی گروہ قتل کرے گا۔''

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے غزوات میں بھی بہت سی قربانیاں دیں اور بہادری کے کارنامے رقم کیے۔

جنگ یمامہ میں ایک بلند قامت شخص جس کی آنکھیں نرگسی، سینہ چوڑا اور بدن خوب بھرا ہوا تھا، جذبہء شہادت سے سرشار دشمن پر تابڑ توڑ حملے کر رہا تھا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوب دادِ شجاعت دے رہا تھا۔ لڑتے لڑتے اس کا ایک کان شہید ہو گیا جو سامنے ہی زمین پر پھڑک رہا تھا، لیکن وہ بے پرواہی کے ساتھ حملے پر حملے کر رہا تھا اور جس طرف رخ کرتا تھا صفیں تہ و بالا کر دیتا تھا۔ ایک موقع ایسا بھی آیا جب مسلمانوں کے پاؤں پیچھے پڑنے لگے۔

''اے گروہ مسلماناں!'' اس نے ایک بلند چٹان پر کھڑے ہو کر مجاہدین اسلام کو للکارا..... ''کیا جنت سے بھاگ رہے ہو؟ میں عمار بن یاسر ہوں، آؤ میرے پاس آؤ۔''

اس صدا نے کام کر دکھایا اور جنت کے شیدائی یکا یک سنبھل کر ٹوٹ پڑے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر غزوۂ بدر سے لے کر غزوۂ تبوک تک جس قدر اہم معرکے پیش آئے ان سب میں جانبازی اور شجاعت کے ساتھ رحمۃ للعالمین کے ہمرکاب رہے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جس قدر خون آشام جنگیں ہوئیں، ان میں پیش پیش رہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر سے پاؤں تک ایمان سے بھرا ہوا ہے۔ (ترمذی)

حضرت یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت سُمیہ، حضرت عبداللہ بن یاسر رضی اللہ عنہما، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ، ایک ہی دن اسلام لائے اور اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کی صف میں شمار کیے جاتے ہیں، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نہایت ہی تحمل مزاج، مجسمہ خشیت الٰہی، بہت ہی صابر، محب رسول رضی اللہ عنہ، بہت ہی عبادت گزار، بلند اخلاق و کردار، بدری صحابی، اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ شجاعت اور بہادری میں خاص مقام جو دوسخا اور بہت ہی فیاض تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام غزوات میں پوری جانفشانی، مردانگی، شجاعت اور بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ اسلام میں سنہری باب رقم کیا، ۱۱ ہجری ربیع الاول میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف ہوئی تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ غم سے نڈھال ہو گئے اور ان کی دنیا میں چاروں طرف اندھیرا ہو گیا، مگر صبر و استقلال کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور پورے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے، تو بلا تامل ان کی بیعت کر لی، اور فتوحات میں برابر شریک رہے۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب مسندِ خلافت سنبھالی تو اس وقت بھی کسی چون و چرا کے بغیر بیعت کر لی۔

دورِ خلافت فاروقی ۲۰ ہجری میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ اور چند شکایات کی بنا پر انہیں مدینہ منورہ واپس بلالیا، اور ان کی جگہ نیا گورنر مقرر کر کے وہاں بھیج دیا۔

ان کی طبیعت میں سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور سودا سلف خود بازار جا کر لے آیا کرتے، بعض احباب کو یہ ناگوار تھا۔

ایک دفعہ حضرت ابوسفیان اموی رضی اللہ عنہ، حضرت سہیل رضی اللہ عنہ بن عمر اور بعض دوسرے اکابر قریش امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے گئے، اتفاق سے اس وقت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما، حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ رومی بھی اسی مقصد کے لیے وہاں پہنچے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مکان کے اندر تھے، انہیں ملاقات کے لیے آنے والوں کے نام بتائے گئے تو انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کو پہلے بلا بھیجا اور ان کا استقبال بھی کیا، حضرت ابوسفیان اموی رضی اللہ عنہ سے ضبط نہ ہو سکا اور کہنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگے: ''عجیب بات ہے کہ ان غلاموں کو تو فوراً باریابی کی اجازت مل گئی ہے مگر ہم لوگ انتظار کرتے رہتے ہیں۔''

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے ان کی بات کاٹ کر کہا: ''بھائی اس کے لیے تو ہم خود ذمہ دار ہیں، دعوت توحید تو ہم سب کو ایک ہی وقت ملی لیکن یہ لوگ اس کو قبول کرنے میں آگے بڑھ گئے اور ہم ان کی راہ میں سخت رکاوٹ بنتے رہے اور ہم سب کے آخر میں اسلام میں داخل ہوئے ہیں اس لیے امیر المومنین اگر انہیں ہم پر سبقت دیتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے بیعت کرنے میں سبقت حاصل کی اور بڑھ چڑھ کر تمام مہموں میں حصہ لیا اور اپنی بہادری کے کمال جوہر دکھائے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ متمکن خلافت ہوئے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر نے بلاروک ٹوک بیعت کر لی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کی سفارت پر گئے وہاں بھی سودا سلف خود بازار جا کر خرید لاتے اور خود ہی اٹھاتے، ان کی طبیعت میں جفاکشی اور سادگی انتہا کی تھی اور اس طرح کی زندگی بسر کرنے کے عادی تھے۔

غزوات العشیرہ کے موقع پر بنی مدلج کے چند آدمی ایک نخلستان سے نہر نکال رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

''عمار چلو دیکھیں یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ وہاں پہنچے اور گھنٹوں تماشہ دیکھ کر لطف اندوز ہوتے رہے، یہاں تک کہ نیند ان پر مہربان ہوگئی، اور دونوں اسی جگہ ایک درخت کے نیچے فرش خاک پر بے تکلفی کے ساتھ سو گئے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا ہر ایک قدم صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا مندی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی راہ میں اٹھتا تھا، جنگ جمل اور جنگ صفین میں بھی درحقیقت اسی مطمع نظر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زیرعلم لاکر کھڑا کیا۔صفین کی فوج کشی میں ساحلِ فرات کی راہ سے میدان جنگ کی طرف بڑھ رہے تھے اور بار بار کہتے جاتے تھے۔

''اے اللہ! اگر میں جانتا کہ پہاڑ سے کودکر، آگ میں جل کر یا پانی میں ڈوب کر جان دینا تیری خوشنودی کا باعث ہوگا تو ضرور تجھے خوش کرتا، میں لڑنے جاتا ہوں اس میں بھی تیری رضا جوئی مقصود ہے، امید ہے کہ اس مقصد میں تو مجھے ناکام نہ رکھے گا۔''

آپ رضی اللہ عنہ کی اخلاقی عظمت اور قوت ایمانی کا ضامن خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول ہے..... ''عمار کے رگ و پے میں ایمان سرایت کیے ہوئے ہے۔''

''حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو خدائے واحد کی عبادت و پرستش میں خاص لطف حاصل ہوتا تھا۔رات بھر نماز اور وظائف میں مشغول رہتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت..... '' کیا وہ شخص جو رات کو بندگی کرتا ہے سجدہ کر کے اور کھڑا ہو کر آخرت سے خوف کھاتا ہے اور اپنے خدا کی رحمت کا امید وار رہتا ہے (کہیں نافرمان بندوں کے برابر ہوسکتا ہے)''.....حضرت عمار رضی اللہ عنہ ہی کی نسبت نازل ہوئی ہے۔

معذوری کی حالت میں بھی آپ کی نماز قضا نہیں ہوتی تھی، ایک مرتبہ سفر کے موقع پر غسل کی حاجت پیش آئی اور باوجود کوشش کے پانی دستیاب نہ ہوا، چونکہ جانتے تھے کہ مٹی پانی کا نعم البدل ہے اس لیے تمام جسم پر خاک مل کر نماز پڑھ لی۔ جب سفر سے واپس آئے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو ارشاد ہوا کہ ایسی حالت میں صرف تیمم کافی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعہ کے روز خطبہ سے پہلے منبر پر بیٹھ کر عموماً سورۃ یٰسین تلاوت فرماتے تھے، خطبہ فصیح و بلیغ ہوا کرتا تھا اور اس میں اختصار خاص طور پر ملحوظ رکھتے تھے، ایک بار کسی نے اختصار پر اعتراض کیا تو فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ نماز کو طول دینا اور خطبہ مختصر کرنا انسان کی سمجھ داری کی علامت ہے۔''

خلیفہء دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے 20 ہجری میں ان کو کوفہ کا والی بنایا اور اہلِ کوفہ کے نام حسب ذیل فرمان جاری فرمایا:

''امابعد! میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو امیر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلّم اور وزیر مقرر کر کے بھیجتا ہوں، خزانہ کا اہتمام و انصرام بھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا ہے، یہ دونوں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان شریف اصحاب میں سے ہیں جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے اس لیے ان دونوں کی فرمانبرداری، اطاعت اور پیروی کرو، میں نے ام عبد کے بیٹے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے سے الگ کر کے تمھارے پاس بھیج کر تم کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ایک سال نو ماہ تک نہایت خوش اسلوبی اور بیدار مغزی کے ساتھ اپنے فرائض منصبی سرانجام دیے، لیکن اسی اثناء میں اہل بصرہ اور اہل کوفہ کی باہمی مناقشت اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی غیر جانبداری نے کوفہ کے رؤساء کو ان سے ناراض کر دیا۔ تفصیل اس کی یوں ہے کہ بصرہ کی کثرتِ آبادی کے لحاظ سے اس صوبہ کا رقبہ نہایت مختصر تھا۔

اس بناء پر عمرو بن سراقہ نے بصرہ والوں کی طرف سے دربارِ خلافت میں درخواست کی کہ کوفہ کے کچھ علاقوں کو بصرہ میں شامل کر دیا جائے۔ کوفہ والوں کو خبر ہوئی تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ والی کوفہ سے خواستگار ہوئے کہ وہ اس کی مخالفت کریں اور بصرہ کے اضلاع پر بھی اپنا دعویٰ پیش کریں کیونکہ کوفہ کے کچھ ضلعوں کو اہل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بصرہ کی اعانت و امداد کے بغیر کوفہ والوں نے فتح کیا تھا لیکن حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے سرد مہری کے ساتھ اس کو ٹال دیا۔

''مجھے ان گھروں کی کیا ضرورت ہے؟''

آپ نے فرمایا:

''اے کن کٹے''..... اس پر ایک کوفی رئیس عطارد نے غضب ناک ہو کر کہا:

''تو ہم سے خراج کس بنا پر طلب کرتا ہے؟''

''افسوس! تم نے میرے سب سے زیادہ بہتر اور محبوب کان کو گالی دی۔''

حضرت عمار رضی اللہ عنہ صرف اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے۔

غرض حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں بالکل غیر جانبداری اختیار کر لی اور کوفہ والوں کے احتجاج کے باوجود کوفہ کا کچھ علاقہ بصرہ میں شامل کر دیا۔ یہ نقصان ایسا نہ تھا جو والی کی طرف سے اہلِ کوفہ کے دلوں میں ناراضگی کی گرہ نہ ڈالتا۔ اس کے بعد ہی شکوہ شکایت اور سازشوں کا سلسلہ شروع ہوا اور امیر المومنین کو باور کرایا گیا کہ وہ اس منصب کی اہلیت نہیں رکھتے، انجامِ کار وہ دارالخلافہ بلا کر اس عہدے سے معزول کیے گئے۔

''تم میرے اس طریق عمل سے ناراض تو نہیں ہوئے؟'' حضرت عمر t نے معزولی کے دوسرے روز آپ، کو بلا کر پوچھا:

''جب آپ پوچھتے ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ میں نہ تو پہلے اپنی تقرری سے خوش ہوا اور نہ اب اپنی معزولی سے ناراض ہوں۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت کا بارِ گراں حضرت علی رضی اللہ عنہ شیرِ خدا کے سر ڈالا گیا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ان سے جو خاص انس و خلوص تھا، اس کے لحاظ سے تمام مہمات امور میں وہ ان کے دست و بازو ثابت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے جب عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کر کے جنگی تیاریوں کے لیے بصرہ کا رخ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے وہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ پہنچے تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جامع مسجد میں ایک مجمعے کے سامنے غیر جانبداری کا وعظ بیان کر رہے تھے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ تقریر بند کریں اور اس کے ساتھ ہی انھوں نے منبر پر کھڑے ہو کر ایک نہایت پر جوش تقریر کی۔ اس کے بعد حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو بھی تقریر کا موقع ملا۔ ماہ جمادی الآخر 36 ہجری میں دونوں طرف کی فوجیں مقام ذی قار میں جمع ہوئیں۔

جمعرات کے روز جنگِ جمل شروع ہوئی۔ میسرہ پر متعین حضرت عمار رضی اللہ عنہ حسبِ معمول غیر معمولی جوش سے لڑے۔ جنگِ جمل کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صفین کا معرکہ پیش آیا۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ اس جنگ میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھے۔

ایک روز شام کے وقت جب آفتاب غروب ہو رہا تھا اور جنگ پورے زور کے ساتھ جاری تھی۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ دودھ کے چند گھونٹ حلق سے اتار کر بولے: ''رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ دودھ کا یہ گھونٹ تیرے لیے دنیا کا آخری توشہ ہے۔'' ..... کہتے ہوئے غنیم کی صف میں گھس گئے ..... ''آج میں اپنے دوستوں سے ملوں گا آج میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے گروہ سے ملوں گا۔''

پھر کچھ ایسے عزم و استقلال سے حملہ آور ہوئے کہ جس طرف نکل گئے پرے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اصاف ہوگیا۔ ایسی حالت میں ایک شامی نے بڑھ کر سر تن سے جدا کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ شیرِ خدا نے جب اپنے مونس و جان نثار کی شہادت کی خبر سنی تو ایک سرد آہ کھینچ کر فرمایا: ''خدا نے عمار رضی اللہ عنہ پر رحم کیا جس دن ایمان لائے، خدا نے رحم کیا جس دن شہادت پائی اور خدا ان پر رحم فرمائے گا جس دن زندہ اٹھائے جائیں گے۔ میں نے ان کو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دیکھا تھا جب کہ صرف چار یا پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اعلانِ ایمان کی توفیق ہوئی تھی، قدیم صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی ان کی مغفرت میں شک نہیں کر سکتا۔''

اس کے بعد کفن و دفن کا حکم دیا: ''خود جنازہ کی نماز پڑھائی اور خون آلود پیرہن کے ساتھ دفن کر دیا۔ اس وقت آپ کی عمر 91 برس تھی۔ کوفہ کی زمین کا کسی صحابیِ رسول کو اپنے دامن میں لینے کا یہ پہلا موقع تھا۔''

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

"مکے میں ان سے زیادہ حسین، اچھے کپڑے پہننے والا اور عیش و آرام میں پلنے والا کوئی نہیں ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد جس نوجوان کے بارے میں تھا وہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے، ان کے والدین ان سے بہت محبت کرتے تھے، خاص طور پر ان کی والدہ ان پر جان چھڑکتی تھیں۔ چوں کہ والدین مال دار تھے اس لیے مصعب رضی اللہ عنہ کی پرورش بڑے ناز و نعم میں ہوئی تھی، وہ اچھے سے اچھے کپڑے پہنتے اور اچھی سے اچھی خوشبو استعمال کرتے تھے۔

اللہ نے اس ظاہری حسن کے ساتھ ان کا دل بھی آئینے کی طرح صاف بنایا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام سنا تو کفر سے نفرت ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مصعب رضی اللہ عنہ کے پاک وصاف دل و دماغ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو فوراً قبول کرلیا، شمع رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروانے ان دنوں سخت مصیبتوں کے دور سے گزر رہے تھے، مشرکین مکہ نے اپنے ظلم و ستم سے توحید پرستوں کا جینا دوبھر کر رکھا تھا اور کوئی بھی کسی وقت اپنی بے رحمی کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا ایسے ایسے ظلم کرتا کہ جسم کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چند فداکاروں کے ساتھ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں پناہ گزین تھے، اسی پُر آشوب زمانے میں نوعمر حضرت مصعب رضی اللہ عنہ ایک روز سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بادۂ ایمان سے مخمور ہو کر رحمت دو عالم رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ وہ اکثر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتے اور فیضانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مقدور بھر فیض حاصل کرتے رہے، ابتداء میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے اپنا اسلام گھر والوں سے پوشیدہ رکھا، اس میں دو مصلحتیں تھیں، ایک تو یہ کہ وہ اپنی مشفق والدہ جوان سے بے تحاشا محبت کرتی تھی کو مایوس کرنا نہیں چاہتے تھے، دوسری یہ کہ وہ اپنی والدہ سے اتنا مال حاصل کر لیتے تھے کہ جس سے وہ مظلوم دینی بھائیوں کی مدد کر سکتے تھے، کچھ عرصہ تک وہ اسی طرح کرتے رہے، ایک روز عثمان بن طلحہ نے (جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا) نے انہیں اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے دیکھ لیا، انہوں نے اسی وقت ان کی والدہ اور دوسرے اہل خاندان سے جا کر کہا تم مصعب رضی اللہ عنہ پر اپنی جان چھڑکتے ہو اور وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دین میں داخل ہو چکا ہے۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی والدہ اور دوسرے اہل خاندان پر یہ خبر بجلی کی طرح گری اور مصعب رضی اللہ عنہ سے ان کی والہانہ محبت بے پناہ نفرت میں تبدیل ہو گئی، انہوں نے پہلے تو انہیں اچھی طرح زدوکوب کیا اور پھر رسیوں میں جکڑ کر تنہائی کی قید میں ڈال دیا، حضرت مصعب رضی اللہ عنہ دینِ حق سے منہ موڑ کر پھر اپنی مشفق ماں اور دوسرے عزیزوں کی شفقت کا مرجع بن سکتے تھے اور تمام زرق برق لباس اور قیمتی خوشبو وغیرہ دوبارہ حاصل کر سکتے تھے مگر بادۂ توحید نے انہیں کچھ ایسا مست کر دیا تھا کہ انہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے تمام عیش و آرام سے محرومی اور قید و بند کی مصیبتیں خندہ پیشانی سے قبول کر لیں، مگر دین حق سے منہ موڑنا گوارا نہ کیا، اسی طرح کچھ عرصہ گزر گیا، کفار مکہ نے مسلمانوں پر شدید مظالم ڈھانے شروع کر دیے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مظلوم مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی، چنانچہ گیارہ مرد اور چار خواتین کا مختصر قافلہ ہجرت کے لیے آمادہ ہو گیا۔ راہ میں سب سے پہلے غریب الوطنی اختیار کرنے والے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر بھی تھے جو موقع پا کر اپنے قید خانے سے بھاگ نکلے اور اس قافلے کے ساتھ حبشہ جا پہنچے، اہل خاندان نے ان کو پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آئے اور وہ لوگ مایوس واپس چلے آئے ابھی ان مہاجرین کو حبشہ میں تین ماہ ہی گزرے تھے کہ انہوں نے قریش مکہ کے مسلمان ہو جانے یا رسول مکرم رضی اللہ عنہ کی مخالفت ترک کر دینے کی خبر سنی۔ علامہ ابن سعد رحمت اللہ علیہ اور بلاذری رحمت اللہ علیہ کا بیان ہے کہ یہ خبر سن کر سب مہاجرین مکہ کی طرف واپس ہو گئے، البتہ ابن اسحاق رحمت اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بعض مہاجرین وہیں ٹھہرے رہے، بہر کیف حضرت مصعب رضی اللہ عنہ ان اصحاب میں شامل تھے جو مکہ واپس آئے شہر کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر صرف افواہ تھی، تاہم انہوں نے واپس حبشہ جانا مناسب نہ سمجھا اور ان میں سے ایک ایک قریش کے کسی بڑے آدمی کی امان حاصل کر کے شہر میں داخل ہو گئے، حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ابوعزیز بن عمیر کی پناہ حاصل کی، حبشہ سے واپسی پر قریش مکہ نے پہلے سے زیادہ ظلم کرنے شروع کر دیے یہ ایسے ایسے ظلم کرتے تھے جن کو انسانیت دیکھ کر سر پیٹتی تھی، چنانچہ ہادیِ برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا کہ حبشہ کی جانب ہجرت کر کے چلے جاؤ، اس دفعہ اسی سے زیادہ مرد اور ۱۹ یا ۲۰ خواتین حبشہ کی طرف روانہ ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر اس توحید پرست قافلہ میں بھی شامل تھے، مشرکین قریش نے ان کے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالیں مگر یہ سب کسی نہ کسی طرح حبشہ پہنچنے میں کامیاب ہوگئے، مصعب رضی اللہ عنہ ایک مدت تک حبشہ میں غریب الوطنی کی زندگی بسر کرتے رہے اور ہجرت مدینہ سے تین چار سال پہلے حبشہ سے مکہ واپس آئے اور اپنے وقت کا زیادہ حصہ اپنے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں گزارنے لگے اور نعمت توحید سے فیض یاب ہونے لگے۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ حبشہ سے اس حال میں مکہ واپس آئے کہ غریب الوطنی نے ان کی رعنائی اور خوش پوشی اور خوش نوشی اور عمدہ عمدہ خوشبو وغیرہ کو خواب و خیال بنادیا تھا، اب بوسیدہ اور معمولی کپڑے جن میں جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے ان کے زیب تن ہوتے تھے، جسم کی وہ نرم و نازک کھال موٹی اور کھردری ہوگئی تھی، اور رنگ خزاں رسیدہ پتے کی طرح پیلا پڑ گیا تھا، لیکن اس مرد حق کی شان استقامت وعزیمت میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا تھا، وہ اپنے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں زہد و فقر کی زندگی کو عیش و آرام کی ہزاروں زندگیوں پر ترجیح دیتے تھے اور زہد و فقر و فاقہ کو اپنا اوڑھنا، بچھونا اور زندگی کا حصول سمجھنے لگے۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ ایک دن کاشانہء بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس شان سے حاضر ہوئے کہ ان کے جسم پر کوئی کپڑا ایسا نہ تھا جس میں پیوند نہ لگے ہوں اور پھر یہ کپڑے بھی بڑے موٹے اور کھردرے تھے۔ سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اس حالت میں دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے، ایک اور موقعہ پر وہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس طرح حاضر ہوئے کہ ستر پوشی کے لیے معمولی کپڑا بھی میسر نہ تھا جسم پر ایک کھال کا ٹکڑا جس پر پیوند لگے ہوئے تھے باندھ رکھا تھا، یہ جسم کو لرزا دینے والا ایک منظر تھا کہ جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نرم و نازک جسم کبھی قیمتی ریشم کے سوا اور کسی لباس سے آشنا نہ تھا آج وہ ایک بوسیدہ کھال میں ملبوس تھا۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم راہِ حق کے اس نرالے مسافر کو عجیب لباس میں دیکھ کر تڑپ اٹھے۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: چند سال پہلے میں نے اس نوجوان کو دیکھا تھا کہ تمام مکہ میں اس سے بڑا ناز و نعمت کا پروردہ، خوش رو، خوش پوشاک، جسم خوشبوؤں سے مہکتا ہوا، نہایت ہی خوبصورت زلفیں، قیمتی جوتا اور آسودہ حال کوئی نہیں تھا، لیکن آج وہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فنا ہو چکا ہے اور اسی وجہ سے اس نے تمام عیش و آرام کو قربان کر دیا اور حسنات کے شغف نے اس کو دنیا کی لذات سے بے نیاز کر دیا ہے۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے اسی جذبہء ایثار اور اخلاص فی الدین نے انہیں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرجع شفقت بنا دیا تھا اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انہیں درجہء اختصاص حاصل ہو گیا تھا، انہوں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اطہر سے خوب فیض حاصل کیا اور وہ پورے ذوق و شوق سے اپنے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دین کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی والدہ کو جب بیٹے کے آنے کی خبر ہوئی تو اس نے بلا بھیجا، جب وہ اس کے پاس پہنچے تو انہیں بے حد ملامت کی اور کہنے لگی دیکھ تو نے اپنا حال فقیروں جیسا بنا رکھا ہے اور رو رو کر ان سے کہا کہ بیٹے اب بھی اس نئے دین کو چھوڑ دو تا کہ تمہیں وہی ناز و نعم مل سکے اور میری آغوشِ محبت بھی اسی طرح ہو جائے گی۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ماں میں نے خدا وحدہٗ لاشریک کے پسندیدہ دین کو اپنی خوشی سے قبول کیا ہے اسے ہرگز ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ اب ماں دھمکیوں پر اتر آئی اور کہا کہ تمہارا علاج وہی ہے جو تمہارے حبشہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے سے پہلے کیا گیا تھا۔حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے بھی جرأت کے ساتھ جواب دیا۔ ماں تیرا احترام میرے لیے فرض عین ہے" کیا تو مجھے زبردستی میرے دین سے پھیر سکتی ہے۔ یاد رکھ اگر اب کسی نے مجھے تکلیف دینے کا ارادہ کیا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔" اب ماں بے بس ہو کر رونے لگی۔حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے اسے پھر نرمی سے سمجھایا۔ ماں ازراہ خیر خواہی تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آؤ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔" لیکن کفر و شرک ماں کی گھٹی میں پڑا تھا۔ اس نے کہا" مجھے اپنے دیوتاؤں کی قسم میں ہرگز تیرا دین قبول نہیں کروں گی۔ جا میری آنکھوں سے دور ہو جا۔حضرت مصعب رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں گھر سے نکلے، اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو اسلام نصیب فرما۔حضرت مصعب رضی اللہ عنہ ہادی رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں واپس آ گئے۔ جب رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو یثرب کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ اپنے ہادی برحق کے حکم پر ستم رسیدہ مسلمانوں نے اس دارالامن کی طرف ہجرت کا آغاز کر دیا اور دو تین ماہ کے اندر اندر ان کی کافی تعداد یثرب پہنچ گئی ان میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے انہوں نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت سے صرف بارہ دن پہلے ارض مکہ کو الوداع کہا اور یثرب (مدینہ طیبہ) پہنچ کر رئیس اوس حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کے ہاں قیام کیا اور چند روز بعد رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہجرت فرما کر یثرب (مدینہ) تشریف لے آئے اسی وقت اس شہر کا نام مدینۃ النبی مدینہ طیبہ رکھا گیا۔

مدینہ منورہ میں حضرت اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ سب مسلمانوں کو اکٹھا کر کے نمازِ جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ پھر خزرج اور اوس دونوں قبیلوں نے مل کر نبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایک مکتوب بھیجا جس میں استدعا کی گئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس کوئی آدمی بھیجیں جو ہمیں قرآن مجید پڑھائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر اور عمرو رضی اللہ عنہ بن ام مکتوم کو ان کی طرف بھیجا۔ یہ دونوں حضرات مدینہ پہنچ کر حضرت اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کے ہاں فروکش ہوئے۔ ابن سیرین نقل کرتے ہیں کہ اہل مدینہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے اور جمعہ کی فرضیت سے پہلے جمعہ پڑھنا شروع کر دیا تھا اور انہوں نے ہی اس دن کا نام ''جمعہ'' رکھا تھا۔ انصار نے کہا یہودی سات دنوں میں ایک دن جمع ہوتے ہیں اور اسی طرح عیسائیوں نے بھی ایک دن مقرر کر رکھا ہے ہمیں بھی ایک دن مقرر کرنا چاہیے جس میں جمع ہو کر ہم اللہ کا ذکر کریں۔ نماز پڑھیں اور اس کا شکر بجا لائیں۔ کہنے لگے یہودیوں نے اپنے اجتماع کے لیے ہفتہ کا اور عیسائیوں نے اتوار کا دن مقرر کر رکھا ہے۔ آؤ ہم اجتماع کے لیے عروبہ کا دن مقرر کر لیں (جاہلیت میں ''جمعہ'' کے دن کو ''عروبہ'' کہتے تھے) چنانچہ سب اہل اسلام، حضرت اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے انہوں نے ان کو جمعہ کی دو رکعت نماز پڑھائی اور ایک بکری ذبح کی مسلمانوں کی تعداد اتنی کم تھی کہ وہی بکری ان کے دو وقت صبح اور شام کے کھانے کے لیے کافی ہوگئی۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی فرضیت کا حکم نازل فرمایا: واللہ اعلم

دار قطنی کے حوالہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ ہجرت سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے مسلمانوں کو جمعہ پڑھنے کا حکم دیا۔ مکہ شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کے ظلم کی وجہ سے جمعہ نہیں پڑھا سکتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کو لکھا کہ وہ مسلمانوں کو جمعہ پڑھائیں اور وہ اس وقت چالیس آدمی تھے، مصعب رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تبلیغ سے انصار کے بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے، اور سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ان کی وجہ سے بنو اشہل کا پورا قبیلہ ایک دن میں اسلام لے آیا۔

اگلے سال مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر مکہ مکرمہ واپس آئے ان کے ساتھ مدینہ کے ستر آدمیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ تیسری بیعت عقبہ ہے ابن سعد کہتے ہیں کہ ستر سے ایک یا دو مرد زیادہ تھے، اور ان کے علاوہ دو عورتیں بھی تھیں، ابن اسحاق لکھتے ہیں، تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں، اس سال مدینہ کے مشرک اور مسلمان بہت سے لوگ حج کے لیے آئے تھے اور سب لوگوں کے راہنما براء رضی اللہ عنہ تھے جب رات کا تیسرا حصہ گزر گیا، تو ان میں سے ۷۳ مرد اور دو عورتیں چھپتے چھپاتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔

مدینہ منورہ میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کے مکان پر ٹھہرے اور گھر گھر جا کر دین کا علم دینے لگے۔ جب مسلمانوں کی تعداد کچھ بڑھ گئی تو وہ نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے کبھی حضرت اسعد رضی اللہ عنہ کے گھر پر اور کبھی نبی ظفر کے گھر پر لوگوں کو جمع کیا کرتے۔ ایک روز وہ اسی طرح بنی ظفر کے گھر پر مسلمان کو دین کی تعلیم دے رہے تھے کہ عبدالاشہل قبیلے کے سردار سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ نے اپنے دوست اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر سے کہا کہ یہ صاحب جو یہاں اسلام پھیلانے آئے ہیں ان کو اپنے محلے سے نکال دو۔ یہ ہمارے لوگوں کو بہکا رہے ہیں اسعد میرے بھائی ہیں، اس لیے خود ان سے یہ کہنا نہیں چاہتا اور تم سے کہہ رہا ہوں۔

اسید نے نیزہ اٹھایا اور حضرت مصعب رضی اللہ عنہ اور حضرت اسعد رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر غصے سے بولے: ''تمھیں یہاں کس نے بلایا ہے کہ ہمارے کمزور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ لوگوں کو بہکاؤ، اگر تم مرنا نہیں چاہتے ہو تو فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔"

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے بڑی نرمی سے جواب دیا: "اسید بیٹھ کر ہماری بات سنو! اگر پسند آئے تو قبول کرو ورنہ ہم خود یہاں سے چلے جائیں گے۔"

اسید نیزہ زمین پر گاڑ کر بیٹھ گئے اور غور سے سننے لگے، حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کی چند آیتیں پڑھیں اور اسلام کی خوبیاں اتنی اچھی طرح بیان کیں کہ اسید کے دل میں ایمان کی روشنی پھوٹ نکلی اور وہ بے تاب ہو کر بولے: "کیسا اچھا مذہب ہے اور کیسی بہتر ہدایت ہے۔" پھر پوچھا: "اس مذہب میں داخل ہونے کا کیا طریقہ ہے، حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا، پہلے نہا دھو کر پاک ہو جاؤ اور پھر دل کی سچائی سے اقرار کرو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔"

اسید نے ایسا ہی کیا! پھر کہنے لگے: "میرے بعد ایک آدمی اور ہے جس کو ایمان لانا ہوگا اگر وہ ایمان لے آیا تو اس کے بعد عبدالاشہل کا پورا قبیلہ ایمان لے آئے گا۔ میں اس آدمی کو ابھی آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔"

حضرت اسید رضی اللہ عنہ غصے میں بھرے ہوئے آئے تھے، واپس گئے تو حالت ہی کچھ اور تھی۔ سعد رضی اللہ عنہ بن دور سے دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ اس شخص کی حالت بدل چکی ہے، قریب آئے تو پوچھا: "کہو کیا ہوا؟" اسید رضی اللہ عنہ بولے: "میں نے انہیں دھمکایا مگر وہ ذرا بھی نہ ڈرے اور کہنے لگے کہ ہم وہی کریں گے، جو تم پسند کرو گے، لیکن سنا ہے کہ بنی حارثہ، اسید رضی اللہ عنہ بن زرارہ کو اس لیے قتل کرنے نکلے ہیں کہ وہ تمہارا خالہ زاد بھائی ہے۔"

قبیلہ عبدالاشہل اور بنی حارثہ میں چونکہ پرانی دشمنی تھی اس لیے حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ حضرت اسید رضی اللہ عنہ کی مدد کو دوڑ پڑے۔ جب وہاں پہنچے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا کہ وہ دونوں اطمینان سے بیٹھے ہیں۔ سمجھ گئے کہ اسید رضی اللہ عنہ نے ترکیب سے انہیں وہاں بھیجا ہے، حضرت اسد رضی اللہ عنہ بن زرارہ سے غصے میں بولے کہ اگر بھائی نہ ہوتے تو تمھیں بتاتا۔ انہوں نے ان سے بھی وہی کہا کہ ذرا ہماری بات تو سنو! اگر پسند آئے تو قبول کرلو ورنہ ہم چلے جائیں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سننے کو تیار ہوگئے، اور جب اللہ کا کلام سنا تو چہرہ ایمان کی روشنی سے چمک اٹھا۔ اسی وقت مسلمان ہوگئے اور اپنے قبیلے میں واپس جا کر اپنے اسلام لانے کا اعلان کر دیا۔ ان کے اثر سے پورا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔

جب مدینہ منورہ میں مسلمان کی تعداد زیادہ ہوگئی تو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن خثیمہ کے گھر میں جماعت کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھنے کا انتظام کیا۔ انھوں نے ایک سال کے عرصے میں دین کی ایسی خدمت کی کہ مدینہ منورہ کے تمام لوگوں کو اسلام کا شیدائی بنادیا۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کا حافظہ غیر معمولی تھا۔ جب قرآن مجید کی کوئی سورۃ نازل ہوتی اسے فوراً یاد کر لیتے تھے، یہاں تک کہ کچھ عرصہ بعد وہ حافظِ قرآن اور ممتاز عالم دین اور ایک عظیم فقیہ سمجھے جانے لگے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت تبلیغ کے لیے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بطور خاص تربیت دی تھی ان میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر بھی تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا برسوں سے معمول تھا کہ ایام حج میں زائرین حرم کے مختلف قبائل کے پاس جا کر انہیں دعوت حق دیتے تھے لیکن مشرکین قریش اپنے مخالفانہ ہتھکنڈوں سے ان لوگوں کو راہ حق کی طرف مائل نہ ہونے دیتے تھے اور طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کرتے تھے موسم حج میں احکم الحاکمین نے ایک عجیب صورت پیدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی۔

ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ آلہ وسلم تبلیغ کرتے کرتے چند ایسے خیموں کے پاس پہنچ گئے جن میں یثرب سے آئے ہوئے کچھ سعید الفطرت لوگ قیام پذیر تھے، یہ قبیلہ خزرج کے چھ آدمی تھے یہ لوگ یہود کے قرب اور بعض دوسرے عوامل کی بدولت ''نبی آخر الزماں ﷺ'' اور دین ابراہیمی کے نام سے کلیتاً ناآشنا نہیں تھے، نبی اکرم برحق صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور عظمت بیان کی تو وہ بے حد متاثر ہوئے اس کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے قرآن مجید کی چند آیات کی تلاوت فرمائی تو ان کے دلوں پر گہرا اثر ہوا، انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا: ''واللہ یہ تو وہی نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہیں جن کا تذکرہ ہر وقت یہود کی زبان پر رہتا ہے، ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے قبول حق میں سبقت لے جائیں۔'' یہ کہہ کر سب اسی وقت کلمۂ شہادت پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے اہل یثرب سے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کے خطاب سے نوازے گئے۔

قبیلہ خزرج کی ان خوش بخت ہستیوں کا قبول اسلام گویا انصار میں صبح سعادت کا طلوع تھا۔ اللہ تعالیٰ کے یہ مقدس بندے جب دولت ایمان سے مالا مال ہو کر واپس یثرب آ گئے تو انہوں نے وہاں تندہی و جانفشانی سے دین حق کی تبلیغ شروع کر دی اور چراغ سے چراغ جلنے لگا۔ چنانچہ اگلے سال بارہ مسلمان (دو اوسی اور دس خزرجی) رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی زیارت کے لیے مکہ پہنچے، رسول مکرم u کو ان کے آنے کا حال معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم رات کے وقت ان کے پاس تشریف لے گئے، انہوں نے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا استقبال کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا، واپسی پر ان اصحاب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے مؤدبانہ التجاء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کہ انہیں قرآن مجید پڑھانے اور دین اسلام سکھانے کے لیے ایک معلّم عطا کریں، رسول مکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اس اہم کام کے لیے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ تبلیغ اسلام اور مسلمانوں کی تعلیم و تنظیم کے لیے یثرب جائیں ایثار و خلوص و محبت کا یہ پیکر جمیل اپنے ہادیٔ برحق آقا و مولا کا حکم پاتے ہی کوئی عذر کیے بغیر اسلام کا پہلا داعی بن کر فوراً یثرب روانہ ہوگیا۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر اسلام کے پہلے معلّم بن کر یثرب تشریف لائے اور اپنی ذمہ داریوں کو نہایت ہی احسن طریقہ سے نبھایا، مجسمہء سادگی، پاکبازی، عجز و انکساری، شریں گفتگو اور مجسمۂ اخلاق و کردار نے چپکے چپکے سے لوگوں کے دلوں میں گھر کرنا شروع کر دیا جو شخص بھی ایک لمحہ کے لیے پاس بیٹھ جاتا گرویدہ ہو کر رہ جاتا، وہ اکثر خزرج اور اوس کے مختلف محلوں اور گھروں میں جاتے اور لوگوں کو ایسے احسن انداز میں اسلام کی دعوت دیتے کہ وہ ضرور متاثر ہو جاتے تھے ان کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ کندھوں پر ایک معمولی سا کپڑا ہوتا جو اگلی طرف سے کانٹوں سے اٹکا ہوتا تھا، تھوڑے ہی عرصہ میں وہ لوگوں کی توجہ التفات کا مرکز بن گئے اور ان کی تبلیغی مساعی سے اہل یثرب جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے، ان میں خزرج اور اوس کے بڑے بڑے رؤسا بھی شامل تھے خزرج میں سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو اور اوس سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ اور حضرت اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر جیسے ذی اثر اصحاب کے قبول اسلام سے یثرب میں اسلام کو بہت بڑی وسعت حاصل ہوئی، دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ مسلمان یثرب کی تنظیم سے بھی غافل نہ رہے اور اس پر خصوصی توجہ کرتے رہے ایک طرف تو انہوں نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت سے (حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن خثیمہ کے مکان پر) با جماعت نماز جمعہ کی بنیاد ڈالی اور دوسری طرف نومسلم انصار کو پوری محنت سے دینی تعلیم دی اسی طرح چند ماہ کے اندر اندر یثرب کی گلیوں اور کوچوں میں خدائے وحدہٗ لاشریک اور نبی آخرالزمان محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا ذکر خیر ہونے لگا۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کی محنت، کاوش، اخلاص اور دلکش انداز بیان کی بناء پر جب مدینہ منورہ میں اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہوگئی تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم صادر فرمادیا۔ مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے آنے کا سن کر نوآموز دو مشہور و معروف قبیلے اوس و خزرج کے معزز خواتین و حضرات رسول اقدس صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی تشریف آوری کا وفور شوق سے انتظار کرنے لگے۔ خواتین میں حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا کی خواہش تھی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ان کے گھر قیام فرمائیں۔ جس طرح سفیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے یہاں قیام کیا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ انصار کی خواتین اور بچوں نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی مدینہ منورہ آمد پر استقبال کرتے ہوئے جس محبت، احترام اور وارفتگی کا دلفریب مظاہرہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بہت خوش ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر جلوہ افروز ہوئے، لیکن انصار کے گھروں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"انصار کے گھروں میں سے بنونجار کے گھر بہترین ہیں، پھر بنو عبدالاشہل کے، پھر بنو حارث بن خزرج کے، پھر بنی ساعدہ کے، غرضیکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصار کے تمام گھر بہتر ہیں۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے مدینہ منورہ پہنچ کر بیعت لینا شروع کی تو انصاری خواتین میں سے سب سے پہلے میری والدہ نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی!!۔

ہجرت کے پانچ ماہ بعد ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک انصاری کے وسیع مکان میں انصار و مہاجرین کو جمع کیا اور ان کے مابین عقد مواخاۃ قائم فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصاری کو بلاتے اور ارشاد فرماتے کہ آج کے بعد تم دونوں بھائی بھائی ہو۔"

اس مبارک مجلس میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی مواخاۃ میزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ رئیس بنو نجار سے قائم ہوئی۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شادی نامور مشہور صحابیہ حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش سے ہوئی جو کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں، اس رشتہ سے ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بہنوئی تھے اور دوسرے رشتہ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش و حضرت حمنہ رضی اللہ عنہ دونوں آپس میں حقیقی بہنیں ہیں اس طرح سے ہادیٔ برحق رضی اللہ عنہ ان کے ہم زلف تھے، حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک بچی پیدا ہوئی جس کا نام زینب رضی اللہ عنہا رکھا گیا۔

اسلام کا پہلا فیصلہ کن معرکہ غزوہ بدر ہوا تو سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے اس میں شاندار کارنامے سرانجام دیے لشکر کی کمان کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم تین سو افراد کے ساتھ نکلے جس میں مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان نازک ترین لمحات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے دفاع کی بھرپور ذمہ داری نبھائی۔

احد کی جنگ میں جب ایک اتفاقی غلطی کی وجہ سے فتح شکست میں بدل گئی اور مسلمان اس اچانک صورت حال کی وجہ سے مشرکوں کے نرغے میں آ گئے تو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بھی چاروں طرف سے دشمنوں میں گھر گئے، ان کے ہاتھ میں اسلام کا جھنڈا تھا اور وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتے تھے، ایسی حالت میں ایک مشرک ابن قمہ نے تلوار کا وار کیا جس سے ان کا داہنا ہاتھ کٹ گیا، اب انہوں نے اسلام کا پرچم بائیں ہاتھ میں تھام لیا، ابن قمہ نے دوسرا وار کیا تو بایاں ہاتھ بھی کٹ کر گر گیا، اب اللہ کے اس مجاہد نے کٹے ہوئے بازوؤں کو موڑ کر اسلام کے پرچم کو سینے سے چمٹا لیا، دشمن نے جھنجلا کر تلوار پھینک دی اور نیزے کا ایسا وار کیا کہ اس کی نوک سیدھی سینے میں اتر گئی۔

مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری نے اپنی کتاب ''الرحیق المختوم'' میں ابن حبان کی روایت نقل کی ہے کہ:

غزوۂ احد میں اسلام و کفر کا دوسرا بڑا معرکہ ہوا تو اس میں سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ نے بڑے ذوق و شوق سے شرکت کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے غزوۂ احد میں لشکر اسلام کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ انصار کے دو دستے بنائے، ایک قبیلہ اوس پر مشتمل تھا جس کے امیر سیدنا اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر تھے اور انصار ہی کا دوسرا دستہ قبیلہ خزرج کے جوانوں پر مشتمل تھا ان کے امیر حباب بن منذر کو بنایا۔

جبکہ مہاجرین کے دستے کا پرچم سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کو عطا ہوا۔

غزوہ شروع ہوا تو ابن قمہ اور اس کے ساتھیوں کے پے در پے حملوں کا دفاع کر رہے تھے، انہی کے ہاتھ میں اسلامی لشکر کا پھریرا تھا، ظالم نے ان کے داہنے ہاتھ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس زور کی تلوار ماری کہ ہاتھ کٹ گیا۔ اس کے بعد انہوں نے بائیں ہاتھ میں جھنڈا پکڑ لیا، اور کفار کے مقابلہ میں ڈٹے رہے، بالآخر ان کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا، اس کے بعد انہوں نے جھنڈے پر گھٹنے ٹیک کر اسے سینے اور گردن کے سہارے لہرائے رکھا، اور اسی حالت میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کا قاتل ابن قمہ تھا، وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہیں کیونکہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ہم شکل تھے، چنانچہ وہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے مشرکین کی طرف واپس چلا گیا اور چلا چلا کر اعلان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم قتل کر دیے گئے۔

اس کے اس اعلان سے نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی شہادت کی خبر مسلمانوں اور مشرکین دونوں میں پھیل گئی اور یہی وہ نازک ترین لمحہ تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے الگ تھلگ نرغے کے اندر آئے ہوئے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوصلے ٹوٹ گئے، ان کے عزائم سرد پڑ گئے اور ان کی صفیں اتھل پتھل اور بدنظمی و انتشار کا شکار ہو گئیں، مگر آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی شہادت کی یہی خبر اس حیثیت سے مفید ثابت ہوئی کہ اس کے بعد مشرکین کے پر جوش حملوں میں کسی قدر کمی آ گئی، کیونکہ وہ محسوس کر رہے تھے کہ ان کا آخری مقصد پورا ہو چکا ہے، چنانچہ اب بہت سے مشرکین نے حملہ بند کر کے مسلمان شہداء کی لاشوں کا مثلہ کرنا شروع کر دیا۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کی شہادت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے جھنڈا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا، انہوں نے جم کر لڑائی کی۔ وہاں پر موجود باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بے مثال جانبازی و سرفروشی کے ساتھ دفاع اور حملہ کیا جس سے بالآخر اس بات کا امکان پیدا ہو گیا کہ رسول اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ آلہ وسلم مشرکین کی صفیں چیر کر نرغے میں آئے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب راستہ بنائیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے قدم آگے بڑھایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب تشریف لائے، سب سے پہلے حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک نے آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو پہچانا، خوشی سے چیخ پڑے، مسلمانو! خوش ہو جاؤ، یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو..... تاکہ مشرکین کو آپ ﷺ کی موجودگی اور مقام کا پتہ نہ لگ سکے..... مگر ان کی آواز مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ چکی تھی، چنانچہ مسلمان آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی پناہ میں آنا شروع ہو گئے، اور رفتہ رفتہ تقریباً تیس صحابہ جمع ہو گئے۔

جب اتنی تعداد جمع ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے پہاڑ کی گھاٹی یعنی کیمپ کی طرف ہٹنا شروع کیا..... مگر چونکہ اس واپسی کے معنی یہ تھے کہ مشرکین نے مسلمانوں کو نرغے میں لینے کی جو کاروائی کی تھی وہ بے نتیجہ رہ جائے اس لیے مشرکین نے اس واپسی کو ناکام بنانے کے لیے اپنے تابڑ توڑ حملے جاری رکھے، مگر آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ان حملہ آوروں کا ہجوم چیر کر راستہ بنا ہی لیا اور شیران اسلام کی شجاعت و شہ زوری کے سامنے ان کی ایک نہ چلی۔

اسی اثناء میں مشرکین کا ایک اڑیل شہسوار عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ یہ کہتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی جانب بڑھا کہ یا تو میں رہوں گا یا وہ رہے گا، ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بھی دو دو ہاتھ کرنے کے لیے ٹھہر گئے، مگر مقابلے کی نوبت نہ آئی کیوں کہ اس کا گھوڑا ایک گڑھے میں گر گیا اور اتنے میں حارث رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس پہنچ کر اسے للکارا۔ اور اس کے پاؤں پر اس زور کی تلوار ماری کہ وہیں بٹھا دیا۔ پھر اس کا کام تمام کر کے اس کا ہتھیار لے لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خدمت میں آ گئے، مگر اتنے میں مکی فوج کے ایک دوسرے سوار عبداللہ بن جابر نے پلٹ کر حضرت حارث رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور ان کے کندھے پر تلوار مار کر زخمی کر دیا، مگر مسلمانوں نے لپک کر انہیں اٹھا لیا۔ ادھر خطرات سے کھیلنے والے مرد مجاہد حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ، جنہوں نے آج سرخ پٹی باندھ رکھی تھی، عبداللہ بن جابر پر ٹوٹ پڑے اور اسے ایسی تلوار ماری کہ اس کا سر کٹ گیا۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''احد کے دن سارے لوگ نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے پلٹ گئے تھے۔ (یعنی محافظین کے سوا تمام صحابہ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو آپ کی قیام گاہ میں چھوڑ کر لڑائی کے لیے اگلی صفوں میں چلے گئے تھے، پھر گھیراؤں کے حادثے کے بعد پہلا شخص تھا جو نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے پاس پلٹ کر آیا۔ دیکھا تو آپ کے سامنے ایک آدمی تھا جو آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی طرف سے لڑ رہا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو بچا رہا تھا، میں نے کہا تم طلحہ رضی اللہ عنہ ہو، تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں، اتنے میں ابو عبیدہ بن جراح میرے پاس آ گئے، وہ اس طرح دوڑ رہے تھے گویا چڑیا اڑ رہی ہے یہاں تک کہ مجھ سے آ ملے، اب ہم دونوں نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی طرف دوڑے دیکھا تو آپ کے آگے طلحہ بچھے پڑے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بھائی کو سنبھالو اس نے (جنت) واجب کر لی!'' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہو چکا تھا، اور خود اور خود کی دو کڑیاں آنکھ کے نیچے رخسار میں دھنس چکی تھیں میں نے انہیں نکالنا چاہا تو ابو عبیدہ نے کہا: ''خدا کا واسطہ دیتا ہوں مجھے نکالنے دیجیے! اس کے بعد انہوں نے منہ سے ایک کڑی پکڑی، اور آہستہ آہستہ نکالنی شروع کی تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو اذیت نہ پہنچے، بالآخر ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کڑی اپنے منہ سے کھینچ کر نکال دی، لیکن اس کوشش میں ان کا ایک نچلا دانت گر گیا، اب دوسری میں نے کھینچنی چاہی تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ خدا کا واسطہ دیتا ہوں مجھے کھینچنے دیجیے! اس کے بعد دوسری بھی آہستہ آہستہ کھینچی، لیکن ان کا دوسرا نچلا دانت بھی گر گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بھائی طلحہ رضی اللہ عنہ کو سنبھالو۔ (اس نے جنت) واجب کر لی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اب ہم طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں سنبھالا۔ ان کو دس سے زیادہ زخم آ چکے تھے۔ (۴۲) (زاد المعاد: ۲/۹۵)

پھر ان ہی نازک ترین لمحات کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے گرد جانباز صحابہ کرام صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی ایک جماعت بھی آن پہنچی۔ جن کے نام یہ ہیں

❶ ابو دجانہ ❷ مصعب بن عمیر ❸ علی بن ابی طالب ❹ سہل بن حنیف ❺ مالک بن سنان ❻ (ابوسعید خدری کی والدہ) ام عمارہ نسیبہ رضی اللہ عنہم بنت کعب مازنیہ ❼ قتادہ بن نعمان ❽ عمر بن الخطاب ❾ حاطب بن ابی بلتعہ اور ❿ ابو طالب

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے اللہ کے دین پر اپنی جان نثار کر دی، لیکن اسلام کے پرچم کو گرنے نہیں دیا، وہ اجب نیزہ کھا کر زمین پر گرے تو ان کے بھائی ابوالروم رضی اللہ عنہ بن عمیر نے آگے بڑھ کر اسلام کے پرچم کو سنبھال لیا۔

شہداء کی تدفین اور اللہ عزوجل کی ثناء و دعا سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے مدینے کا رخ فرمایا، جس طرح دوران کارزار اہل ایمان صحابہ سے محبت و جاں سپاری کے نادر واقعات کا ظہور ہوا تھا اسی طرح اثناء راہ میں اہل ایمان صحابیات رضی اللہ عنہن سے صدق و جاں سپاری کے عجیب عجیب واقعات ظہور میں آئے۔

چنانچہ راستے میں آنحضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی ملاقات حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش سے ہوئی۔ انہیں ان کے بھائی عبداللہ بن جحش کی شہادت کی خبر دی گئی۔ انہوں نے انا للہ پڑھی اور دعائے مغفرت کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ان کے ماموں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی گئی ، پھر انا للہ پڑھی اور دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد ان کے شوہر حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کی شہادت کی خبر دی گئی تو تڑپ کر چیخ اٹھیں اور دھاڑ مار کر رونے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا: ''عورت کا شوہر اس کے یہاں ایک خصوصی درجہ رکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش پر کر آئے تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''مومنوں میں چند ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے جو کچھ عہد کیا تھا وہ سچا کر دکھایا'' پھر فرمایا:

میں نے تم کو مکے میں دیکھا تھا جہاں تمھارے جیسا خوبصورت اور اچھے لباس والا کوئی دوسرا نہ تھا، لیکن آج دیکھتا ہوں کہ تمھارے بال الجھے ہوئے ہیں اور جسم پر صرف ایک چادر ہے، بے شک اللہ کا رسول گواہی دیتا ہے کہ تم لوگ قیامت کے دن اللہ کے سامنے حاضر رہو گے۔''

غزوہ احد میں سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ بڑی بامردی اور جانبازی سے لڑے۔

سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر جنگ احد میں شہی عانہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے، تو جنگ کے اختتام پر نبی اکرم ﷺ نے زخمیوں اور شہداء کی خبر گیری کے لیے صحابہ کو کہا تو، سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کہتے ہیں کہ ایک جگہ مصعب رضی اللہ عنہ کی لاش پڑی تھی انہیں دفنانے کا انتظام کیا گیا تو عجیب ماجرا تھا کہ ان کے کفن کے لیے بمشکل ایک چادر ملی اور چادر بھی اتنی چھوٹی تھی کہ اگر اس سے منہ ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو منہ اور سر ننگا ہو جاتا نبی اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو یہ کیفیت بتائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا سر اور منہ ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

رات کا ایک حصہ بیت چکا تھا اور وہ ابھی تک مسجد میں بیٹھے تھے۔ مسجد کے صحن میں غلے کا ڈھیر لگا تھا اور وہ اس کی حفاظت پر مامور تھے۔ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد شہر کے تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو جا چکے تھے، مگر وہ اکیلے مسجد میں پہرہ دے رہے تھے۔ شہر کے لوگوں نے فطرانے کے لئے غلہ جمع کروایا تھا، جسے اگلے دنوں میں غرباء اور فقراء میں تقسیم کیا جانا تھا۔ چوری کے ڈر سے ان کی یہ ڈیوٹی لگی تھی کہ رات بھر اس غلے کی نگرانی کرنی ہے۔ مبادا کوئی چور مال نہ چرا لے جائے، وہ کچھ دیر مال کے اردگرد چہل قدمی کرتے رہتے پھر تھکاوٹ ہوتی تو کچھ دیر کے بعد ایک طرف بیٹھ جاتے۔ اگرچہ رات تاریک تھی لیکن آسمان پر چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ چاند سے پھوٹنے والی روشنی کی کرنوں نے مسجد کے صحن میں دھیمی دھیمی روشنی پیدا کر رکھی تھی۔ انہیں ایک جگہ بیٹھے ہوئے ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ چاند کی روشنی میں انہیں مسجد کے صحن میں ایک سایہ حرکت کرتا نظر آیا۔ وہ چوکنے ہو کر بیٹھ گئے اور غور سے اس سائے کی طرف دیکھنے لگے۔ کچھ ہی دیر میں ان پر واضح ہو گیا کہ یہ کسی آدمی کا سایہ ہے۔ سایہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہوا غلے کے ڈھیر کے قریب آ گیا تو انہوں نے غور سے دیکھا وہ کوئی آدمی تھا مگر اس سے قبل انہوں نے کبھی اسے شہر میں نہ دیکھا تھا۔ شہر کے سارے لوگ ان کے جانے پہچانے تھے مگر اس آدمی کو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی مرتبہ کہ وہ پہلی مرتبہ دیکھ رہے تھے اور وہ بھی چوری کرتے..... وہ ابھی تک اپنی جگہ پر بیٹھے تھے کہ اس آدمی نے زمین پر چادر بچھائی اور جلدی جلدی غلے کے ڈھیر سے اناج چرانے لگا..... چور جلدی جلدی غلہ چادر میں ڈال رہا تھا اور وہ آہستہ آہستہ غلے کے ڈھیر کی آڑ میں اس کے قریب ہونے لگے۔ اس سے پہلے کہ چور انہیں قریب آتا دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوتا وہ اس کے سر پر جا پہنچے اور اسے مضبوطی سے پکڑ لیا۔ یہ پوچھنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی کہ وہ کیا کر رہا تھا؟ چوری کرتے وہ رنگے ہاتھوں پکڑا گیا تھا، لہٰذا چور نے بھی کسی قسم کی حیل و حجت سے کام نہ لیا اور صاف الفاظ میں اپنے جرم کا اقرار کر لیا، لیکن ساتھ ہی اس نے معصومانہ صورت بناتے ہوئے گلوگیر لہجے میں کہا "میں کوئی پیشہ ور چور نہیں ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ بڑا گناہ والا عمل ہے لیکن کیا کروں بہت مجبور تھا۔ میرے گھر میں کئی دنوں سے بھوک نے ڈیرہ ڈال رکھا ہے، میری کفالت میں میرے اہل و عیال ہیں اور میں انہیں کچھ کھلا نہیں سکتا۔ میرے پاس کچھ تھا نہیں، مرتا کیا نہ کرتا۔ اس محتاجی کی صورت میں میرے لئے سوا اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ اس ڈھیر سے ضرورت کے مطابق کچھ لے جاتا تاکہ بھوک سے بلکتے ہوئے اپنے اہل و عیال کو کچھ کھلا سکتا۔ مجھے کیا علم تھا کہ یوں آپ نے مجھے پکڑ لینا تھا اور میرے گھر میں بھوک و افلاس یوں کی توں دھنی تھی اور میرے اہل و عیال نے ابھی مزید بھوک کے ہاتھوں تڑپنا تھا۔ چور نے یہ سب باتیں ایسے لب و لہجے میں کہی تھیں کہ وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے..... پھر چور نے صورت بھی تو ایسی بنا رکھی تھی کہ سارے زمانے کا کرب اور دکھ اس کے چہرے سے عیاں ہو رہا تھا۔ اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے شہر کا سب سے زیادہ غریب اور مجبور یہی شخص ہے اور صدیوں سے بھوک کا مارا ہوا ہے۔ چور نے اپنی رقت آمیز جھوٹی باتوں سے محافظ کا دل موہ لیا اور انہیں اپنی اداکاری سے شدید متاثر کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسے غلہ تو نہ ملا البتہ محافظ نے اسے چھوڑ دیا چور نے ادھر دیکھا نہ ادھر جونہی محافظ نے اپنی گرفت چھوڑی اور منہ سے جاؤ کے لفظ کہے، چوریوں غائب ہوا جیسے گدھے کے سر سے سینگ غائب ہوتے ہیں.....

آدھی رات کے وقت مسجد کے صحن میں غلہ کی حفاظت پر مامور یہ شخص صحابی رسول ﷺ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے..... اور وہ مسجد جس کے صحن میں انہوں نے چور کو پکڑا تھا وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی اور وہ شہر مدینہ منورہ تھا لیکن چور کون تھا.....؟ اس کے متعلق تو وہ خود سوچ رہے تھے اور وہ جتنا سوچ رہے تھے اتنا ہی پریشان ہوئے جا رہے تھے۔ انہیں اس شہر (مدینہ منورہ) میں رہتے ہوئے ایک لمبا عرصہ ہونے کو تھا لیکن اس چور کو انہوں نے آج پہلی مرتبہ دیکھا تھا، اتنی رات گئے وہ شہر کے باہر سے آ نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کے پاس سواری بھی نہیں تھی اور نہ اس پر سفر کے آثار تھے اس کے کپڑے بھی صاف تھے اور بال بھی گرد آلود نہ تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ شہر سے باہر سے نہیں آیا اور وہ مدینہ کا رہنے والا بھی نہیں کیونکہ اس سے قبل انہوں نے اسے کبھی بھی پہلے نہ دیکھا تھا پھر وہ کون تھا.....؟ اس سوال نے انہیں پریشان کر رکھا تھا اور وہ بار بار چور کے متعلق سوچ رہے تھے لیکن چور انہیں ایسے مسئلے میں الجھا گیا تھا کہ اس کے حل کا کوئی سرا ہاتھ آتا دکھائی نہ دیتا تھا۔ یونہی باقی کی آدھی رات بھی بیت گئی اور وہ اس کشمکش میں کھوئے رہے کہ آخر چور کون تھا؟..... صبح ہوئی تو نماز فجر پڑھتے ہی وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا پہنچے تا کہ رات پیش آنے والے چور کا قصہ آپ کے گوش گزار کریں۔ یونہی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے کہا ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) رات تمہارے قیدی نے کیا کیا.....؟ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس سوال نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے اور حیران کر دیا کہ چور کے متعلق تو میں اکیلا ہی جانتا ہوں اور ہم دونوں کو کسی اور نے دیکھا بھی نہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس نے بتا دیا.....؟ پھر اچانک ہی میں یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعے آگاہ کر دیا ہو گا..... بہرحال میں نے رات پیش آنے والا واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر کہا ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) چور نے تم سے جھوٹ بولا.....اور وہ پھر آئے گا.....

دن بیت گیا اور اگلی رات آ گئی، مجھے یقین تھا کہ وہ چور آج پھر آئے گا کیونکہ اس کے آنے کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے کہا تھا اور ان کا کہا کبھی جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ وہ صادق بھی ہیں اور امین بھی اور ان کی زبان سے وہی کچھ نکلتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں، لہٰذا یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ اس کے آنے کے متعلق کہیں اور وہ نہ آئے، لہٰذا نماز عشاء سے فارغ ہوتے ہی جب سب لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے تو میں نے ایک جگہ کا انتخاب کیا اور گھات لگا کر بیٹھ گیا کہ اب کب چور آتا ہے..... جونہی پہلی رات کا ٹائم ہوا وہ دبے پاؤں مسجد میں داخل ہوا اور بغیر آہٹ کئے آہستہ آہستہ اندھیرے میں چلتے چلتے غلہ کے ڈھیر کی طرف بڑھنے لگا، پہلی رات کی طرح یونہی وہ ڈھیر کے قریب پہنچا اس نے جلدی جلدی چادر پھیلائی اور اس میں غلہ بھرنے لگا..... میں بھی اسی طرح دبے پاؤں چلتے چلتے اس کے سر پر آ پہنچا اور چپکے سے اسے جکڑ لیا..... اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا میں نے اسے خبردار کرتے ہوئے کہا آج میں تجھے چھوڑوں گا نہیں بلکہ تجھے باندھ کر نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کروں گا تاکہ وہ مسجد میں اور وہ بھی زکوٰۃ کے مال سے چوری کرنے والے مجرم کو سب کے سامنے سزا سنائیں۔

چور نے نبی اکرم ﷺ کا نام سنا تو کانپ کر رہ گیا، اس کے ماتھے پر پسینہ ابھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیا، مارے خوف کے اس کا برا حال ہو گیا، اس کی آواز لڑکھڑانے لگی وہ دنیا بھر کی مسکینی چہرے پر لا کر بولا، دیکھو! مجھے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے پیش نہ کرنا بس ایک مرتبہ اور معاف کر دو میرے اہل وعیال بڑی مشکل میں ہیں۔ وہ بھوکے ہیں اور میری انتظار میں ہیں، میں نہ گیا تو ان پر کیا بیتے گی؟ تم خود ہی سوچو، کہ اگر تم نے مجھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا تو میں گھر نہ پہنچ سکوں گا اور اگر میں گھر نہ گیا تو میرے اہل وعیال پر کیا گزرے گی.....؟ وہ بھوک کی وجہ سے مر جائیں گے۔ اس کی باتوں سے میرا دل نرم ہو گیا اور مجھے اس پر رحم آ گیا۔ میں نے اپنا ارادہ ترک کیا اور اسے چھوڑ دیا، صبح ہوئی نبی اکرم ﷺ نے خود ہی مجھے پوچھا، ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سناؤ تمہارا قیدی آیا.....؟ میں نے کہا اللہ کے نبی ﷺ وہ آیا تھا اور میں نے اسے پکڑ بھی لیا تھا لیکن جب میں نے کہا کہ آج میں تجھے نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کروں گا تو وہ منت سماجت پر اتر آیا۔ اس نے بتایا کہ اس کے بیوی بچے بھوکے ہیں اور اگر مجھے نہ چھوڑا تو بھوک سے ہی مر جائیں گے، مجھے ترس آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

نبی اکرم ﷺ میری بات سن کر مسکرا دیئے پھر بولے "اس چور نے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا....."

چنانچہ رات ہوئی اور میں پھر تیسری مرتبہ چور کی تاک میں بیٹھ گیا۔ آدھی رات کا وقت ہوا تو چور واقعی دوبارہ آ گیا۔ آتے ہی اس نے پہلے کی طرح غلہ چرانا شروع کر دیا اور میں نے اسے پکڑ لیا۔ میں نے اسے کہا اب کی بار میں تمہیں ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ یہ آخری باری تھی تجھے دو مرتبہ چھوڑ چکا ہوں اور دونوں مرتبہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو پھر نہیں آئے گا لیکن تو باز نہیں آیا۔ اب تو میں تجھے خود نبی اکرم ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا.....

چور پہلے کی طرح اس بار بھی منت سماجت کرنے لگا اور اپنے بیوی بچوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واسطے دینے لگا لیکن میں نے مضبوط لہجے میں یہی جواب دیا کہ نہیں بہت ہو چکی اب میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ جب اس نے دیکھا کہ بہانوں سے دال گلتی نظر نہیں آتی تو وہ بولا ''میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا جن کی وجہ سے اللہ تمہیں ہر کام میں نفع دے گا اور اگر وہ کلمہ تو رات کو اپنے بستر پر لیٹتے وقت پڑھ لے گا تو اللہ تیرے لئے فرشتے مقرر کر دیں گے جو ساری رات تمہاری حفاظت کریں گے۔ یوں نہ کوئی چور آئے گا اور نہ ہی کوئی شیطان تمہارے قریب پھٹکے گا۔'' میں نے جلدی سے کہا چل بتا وہ کیا کلمات ہیں.....

وہ بولا میری ایک شرط ہے اگر تم اسے پورا کرو گے تو میں تمہیں یہ کلمات سکھا دیتا ہوں.....

میں نے کہا بتا تیری شرط کیا ہے.....؟ چور نے کہا تم مجھے رہا کر دو گے، میں نے ہامی بھر لی تو وہ بولا ''تم جب بھی سونے کے لئے رات بستر پر پہنچو، آیت الکرسی پڑھ لیا کرو..... اس کے پڑھنے کی وجہ سے تم شیطان سے محفوظ رہو گے۔ وعدہ کے مطابق میں نے چور کو چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو دوبارہ مجھ سے نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کہ بتاؤ چور آیا.....؟ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے رات پیش آنے والا سارا واقعہ بیان کر دیا کہ اس دفعہ میں نے اسے منت سماجت پر نہ چھوڑا تو اس نے مجھے کچھ کلمات سکھانے کا وعدہ کیا وعدہ کے مطابق اس نے کلمات سکھا دیئے اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

نبی اکرم ﷺ نے کہا اچھا تو پھر بتاؤ کہ چور نے تمہیں کون سے کلمات سکھائے، میں نے جواب دیا کہ چور نے کہا تھا جب تم اپنے بستر پر آؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تم پر فرشتے نگہبان اور محافظ متعین کر دیں گے اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے پاس نہیں آئے گا..... نبی اکرم ﷺ سنتے ہی ہنس دیئے، میں پریشان ہو گیا کہ چور پھر مجھے دھوکا دے گیا ہے، ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ نبی اکرم ﷺ بولے ''چور تھا تو جھوٹا لیکن بات سچی کر گیا''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن کیا تمہیں معلوم ہے کہ تین رات تک جسے تم پکڑتے رہے اور پھر اسے چھوڑتے رہے ہو وہ کون ہے.....؟

میں نے کہا کہ نہیں بلکہ میں تو خود پریشان ہوں کہ میں نے اسے اس شہر میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تو پھر وہ کون ہے.....؟ میں نے جواباً کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا..... وہ ''شیطان'' تھا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو حیران پریشان رہ گئے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا، ان کا نام عبد شمس تھا مگر وہ لوگوں میں معروف ابو ہریرہ کے نام سے تھے، ان کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس ایک بلی ہوتی تھی جو انہوں نے بچپن سے پالی تھی، چھوٹے ہوتے وہ اس بلی سے کھیلا کرتے بلی سے ان کا بہت پیار تھا اس پیار کی وجہ سے لوگ انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یعنی بلی والا کہا کرتے تھے، یوں اس بلی کی وجہ سے ان کی کنیت ان کے نام پر غالب آ گئی اور لوگ انہیں عبد شمس کی بجائے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر کے اپنے قبیلے اور گھر بار کو چھوڑ کر مدینہ آ گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا تمہارا نام کیا ہے.....؟

وہ بولے: ''عبد شمس''

عبد شمس کا معنی سورج کا بیٹا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: ''نہیں! آج کے بعد تمہارا نام عبد شمس نہیں بلکہ عبدالرحمٰن ہے۔ (یعنی رحمٰن کا بندہ)۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے مسکراتے ہوئے بولے:

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ نام مجھے بہت اچھا لگا۔''

یوں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کفر کے اندھیروں سے اسلام کی روشنی میں آئے تو عبد شمس سے عبدالرحمٰن بن گئے، تاہم وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام ہی سے مشہور ہوئے۔

حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آ گئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے لشکر کے ساتھ غزوہ خیبر کے لئے گئے ہوئے تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز سباع رضی اللہ عنہ بن عرفطہ کے پیچھے پڑھی جب ان کو پہلی رکعت میں "کھیعص" اور دوسری رکعت میں "ویل للمطففین" پڑھتے سنا تو نماز ہی میں کہنے لگے: "ابو فلاں! ہلاک ہو جائے، اس نے دو پیمانے بنا رکھے ہیں جب لیتا ہے تو پورے پیمانے سے لیتا ہے اور جب دیتا ہے تو ناقص پیمانے سے دیتا ہے۔" نماز سے فارغ ہو کر سباع رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہوں نے ان کو سفر کا خرچ دیا، اور یہ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو غنیمت کے مال سے حصہ دلایا۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے خیبر فتح ہوا تو اس میں ہمیں سونا اور چاندی ہاتھ نہیں لگے بلکہ گائے، اونٹ، ساز و سامان اور باغات حاصل ہوئے، پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف چلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام بھی تھا، جس کا نام مدعم تھا، وہ ایک منزل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پالان اتار رہا تھا کہ ایک تیر لگنے سے اس کی موت واقع ہوگئی یہ پتہ نہیں چلا کہ وہ تیر کس نے مارا ہے، لوگ کہنے لگے: "اس کے لیے شہادت کی موت مبارک ہو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہرگز نہیں، اس خدا کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو چادر اس نے تقسیم سے پہلے غنیمت کے مال سے چرائی تھی، وہ شعلہ بن کر اس کے جسم پر بھڑک رہی ہے۔" یہ سن کر ایک آدمی جوتے کے ایک یا دو تسمے لایا اور کہنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا۔ ''یہ میں نے غنیمت کے مال سے لیے تھے۔'' آپ نے فرمایا: ''یہ ایک یا دو تنکے آگ کے ہیں۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر وقت مسجد نبوی میں ہی رہتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو فرماتے وہ ذہن نشین کرتے رہتے انہیں علم حاصل کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ وہ کسی خاص کام کے لئے ہی مسجد سے نکلتے تھے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر کام کو غور سے دیکھتے اور انہیں نوٹ کرتے رہتے یہی وجہ ہے انہوں نے سب سے زیادہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کی ہیں اور انہیں محدثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب ملا۔

ایک دفعہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری کوشش ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر فرمان میرے دل و دماغ میں محفوظ رہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض باتیں میرے ذہن سے نکل جاتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم زمین پر اپنی چادر بچھاؤ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جلدی سے اپنی چادر لی اور اسے زمین پر بچھا دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دم کر کے اس پر پھونک ماری اور کہا: ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسے سینے سے لگالو، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے سینے کے ساتھ چمٹا لیا، اس کا اتنا اثر ہوا کہ ان کا حافظہ بہت قوی ہو گیا اور مرتے دم تک ان کا حافظہ بہت تیز رہا، اس کے بعد وہ جو بھی فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے تو ان کے ذہن میں ایسا محفوظ ہوتا کہ بھولنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن آپ صلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت کون حاصل کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اخلاص کے ساتھ اپنے دل سے کلمہ طیبہ کہے گا؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ساتھی مہاجرین تو بازار کے معاملات میں مشغول رہتے تھے، اور میرے ساتھی انصاریوں کو ان کی زمینیں اور ان کا انتظام مشغول رکھتا ہے، میں ایک مسکین آدمی تھا، اور بہت زیادہ ہادیٔ برحق ﷺ کی ہم نشینی اختیار کرتا تھا، جب وہ لوگ باہر ہوتے تھے تو میں حاضر ہوتا تھا اور جب لوگ بھولتے تھے تو میں یاد کرتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ہادیٔ برحق ﷺ سے دو ظرف بھر کر (حدیثیں) یاد کیں لیکن ان میں سے ایک (ظرف) کو تو میں نے پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ گلا کاٹ ڈالا جائے۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر میں تم لوگوں کو سب بتادوں جو میں جانتا ہوں تو لوگ مجھے ڈھیلے ماریں اور کہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مجنون ہے۔

آپ کا رنگ گورا، گندم گوں، دانت خوب چمکدار، آگے کے دو دانتوں کے درمیان کچھ فاصلہ تھا، سر کے بالوں کو گوندھتے تھے، داڑھی کو مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

کرتہ، تہ بند، سر پر سیاہ پگڑی، اور دو چار کتان گیرو رنگ کی، ناک چھنکنی چادر یا رومال خز کا (سوت اور ریشم سے بنی ہوئی) آپ کا لباس خز کا ہوتا تھا۔

امام احمد رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم سے سفیان نے بیان کیا، سفیان نے زہری سے، اور زہری نے عبدالرحمٰن اعراج سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم لوگ سوچتے ہو گے کہ ابو ہریرہ رضی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت سی حدیثیں نقل کرتا ہے، اللہ گواہ ہے میں ایک مسکین آدمی تھا صرف پیٹ بھر کر کھانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ رہتا تھا، اور مہاجرین بازاروں میں خرید وفروخت میں مشغول رہتے اور انصار اپنے اموال کی دیکھ بھال میں مصروف رہتے۔

ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں ٹھنڈی (آسان) غنیمت نہ بتاؤں؟ لوگوں نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا سردیوں میں روزہ رکھنا ابوعثمان النھدی کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاں سات راتیں مہمان ٹھہرا رہا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کس طرح روزے رکھتے ہیں۔ فرمایا میں ہر مہینے کے شروع میں تین روزے رکھ لیتا ہوں کیونکہ اگر مجھے کوئی حادثہ پیش آجائے تو کم از کم وہ مہینہ تو روزوں کے ثواب میں لکھا جائے۔ سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صبح بازار میں چلے جاتے جب واپس آتے تو گھر والوں سے پوچھتے کہ کھانے کو کچھ ہے؟ اگر وہ کہتے کہ کچھ نہیں تو آپ فرماتے آج میرا روزہ ہوگا۔

ابویزید المدینی کہتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں منبرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوی سیڑھی سے نیچے والی سیڑھی پر کھڑے ہوئے اور فرمایا شکر ہے باری تعالیٰ کا کہ اس نے ابوہریرہ کو اسلام کی ہدایت دی شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ابوہریرہ کو قرآن سکھایا۔ شکر ہے اس ذات کا جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ابوہریرہ پر احسان فرمایا۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے خمیری روٹی کھلائی قیمتی لباس پہنایا اور بنتِ غزوان سے شادی کرائی جس کا میں مزدور رہ چکا تھا۔ پھر فرمایا عرب کے لیے ہلاکت و بربادی ہوگی اس شر و برائی کی وجہ سے جو قریب آن پہنچی ہے لڑکوں کی امارت و بادشاہی کی وجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ان کی ہلاکت ہوگی جو خواہشات نفسانی سے فیصلے کریں گے اور ناراض ہونے کی حالت میں لوگوں کو قتل کریں گے اے بنی فروخ تمہیں خوشخبری سناتا ہوں وہ یہ کہ علم دین اگر ثریا کے ساتھ بھی معلق ہوگا تو تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو وہاں سے بھی علم پالیں گے۔

ابوالتوکل بیان کرتے ہیں کہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی حبشیہ تھی جس نے اپنی بری کارکردگی کی وجہ سے انھیں تکلیف میں ڈال رکھا تھا۔ ایک دن آپ نے اس پر کوڑا بلند کرتے ہوئے فرمایا اگر قصاص نہ ہوتا تو میں تمہیں مار مار کر بے ہوش کر دیتا مگر میں تمہیں اس ذات کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں جو مجھے تیری پوری پوری قیمت دے گی۔ اس کے بعد فرمایا جا تو اللہ کے لیے آزاد ہے۔

بنی اسود نقل کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص نے نیا مکان تعمیر کرایا۔ مکان تیار ہو چکا تو اتفاق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا مالک مکان دروازے پر کھڑا تھا اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ٹھہرنے کو کہا اور پوچھا حضرت! میں اپنے دروازے پر کیا عبارت تحریر کروں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دروازے پر یہ عبارت لکھوا!

''مکان بناؤ برباد ہونے کے لیے، اولاد پیدا کرو کہ ان کی موت پر آنسو بہاؤ اور دولت جمع کرو کہ تمہارے بعد تمہارے وارثوں کو ملے۔''

پاس کھڑے ہوئے ایک اعرابی نے کہا اے شیخ! تو نے کیسی بری بات کہی۔ مالک مکان نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا۔ ایسا مت کہو یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

ایک مرتبہ وہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ بن ثابت کے ساتھ ایک جگہ تشریف فرما تھے ان کے علاوہ ایک تیسرے صحابی بھی تھے۔ ان تینوں نے کہا چلیں ہم اللہ سے وہ کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانگیں جو ہمیں پسند ہے تینوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے ہاتھ اٹھا لیے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنا شروع کر دیں اتنے میں اس طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ نکلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ میرے تین صحابی رضی اللہ عنہم ایک جگہ بیٹھے ہیں اور تینوں نے ہاتھ اٹھا رکھے ہیں۔

یہ دیکھتے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف بڑھے تینوں صحابیوں نے اچانک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس دیکھا تو گھبرا گئے اور سہم کر خاموش ہو گئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے قریب بیٹھ گئے اور ایک نظر ان کو دیکھا اور پیار بھرے لہجے میں کہا "تم لوگ اپنا کام جاری رکھو۔"

چنانچہ تینوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے دوبارہ اپنے ہاتھ بلند کیے اور دعا کرنا شروع کر دی۔ زید رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت سب نے آمین کہی پھر دوسرے صحابی رضی اللہ عنہا نے دعا کی اور سب نے آمین کہی اب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی باری تھی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے کہا یا اللہ! میں تجھ سے وہی مانگتا ہوں جو میرے ان دونوں ساتھیوں نے مانگا ہے۔ یا اللہ! اس کے ساتھ ساتھ مجھے وہ علم بھی عطا کر دے جو مجھے بھولے نہ..... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو آمین کہا۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ بن ثابت جلدی سے بول پڑے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ سے وہ علم مانگیں گے جو کبھی بھولے نہ۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی بات پر مسکرا دیے اور خوش کن لہجے میں بولے: "دوس کا نوجوان تم سے پہل کر گیا۔"

قوی حافظے کی بناء پر انھوں نے تقریباً ایک ہزار دو سو کے قریب احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہی احادیث کی سماعت کی خاطر انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں شادی نہ کی تاکہ شادی کے بعد کی مصروفیت میں صرف ہونے کا وقت بچ جائے اور وہ وقت علم کے حصول کے لیے وقف کرتے رہے۔

اسی طرح وہ بھوک پیاس سے بھی بے نیاز ہو کر علم حاصل کرنے میں دلچسپی لیتے تھے ایک مرتبہ انہیں بہت شدید قسم کی بھوک لگی اتنی شدید کہ ان کے پیٹ میں بھوک کی وجہ سے درد ہونے لگا انہیں کسی کام کی کوئی خبر نہ رہی، لیکن پھر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی تلاش میں اس قدر مگن رہے کہ کچھ بھی کھایا نہ پیا اور جب بھوک کی شدت ہوئی تو نہ صرف پیٹ میں درد ہونے لگا بلکہ اس کی بناء پر ان کا بیٹھنا بھی مشکل ہو گیا وہ مسجد ہی میں لیٹ گئے تاکہ کچھ افاقہ ہو جائے اور باہر جا کر کچھ کھانے پینے کی تلاش کرنے کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقوال و افعال سے مستفید ہوتے رہیں، لیکن بھوک کا کیا کیا جائے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں اور بھی اضافہ ہوتا چلا گیا، وہ کچھ پیٹ میں ڈالتے تو بھوک مٹتی انھوں نے وہیں لیٹے لیٹے پیٹ پر پتھر باندھ لیا لیکن کچھ دیر بعد ہی درد نے اور شدت اٹھائی، اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ کچھ کھایا جائے اور کھانے کے لیے ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا اور وہ یہ بھی پسند نہ کرتے تھے کہ وہ کھانے کے لیے کسی سے کچھ مانگیں۔

انھوں نے اپنی خودداری کی روایت قائم رکھی اور کسی سے کھانے کے لیے کوئی چیز مانگنے کی بجائے ایک ترکیب نکالی اور اس راستے پر بیٹھ گئے جہاں سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا گزر ہوتا تھا، انھیں بیٹھے ہوئے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آتے دکھائی دیئے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ذرا مجھے قرآن مجید کی اس آیت کا مفہوم تو بتا دیجیے! ساتھ ہی انھوں نے وہ آیت پڑھ دی۔''

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی اور اس کا مفہوم سمجھا کر چلے گئے اس آیت کا مفہوم یہ تھا کہ:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔،، بھوکوں کو کھانا کھلانا چاہئے،،

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی یہ چاہتے تھے کہ وہ اس آیت کا مفہوم سمجھ کر انہیں کھانے کی دعوت دیں، یوں ان کی خودداری بھی قائم رہے گی، لیکن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اس آیت کا مفہوم تو سمجھا گئے لیکن یہ جان نہ پائے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا چاہتے ہیں۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گئے تو کچھ ہی دیر بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آ گئے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی مخاطب کیا اور وہی آیت پڑھ کر کہا:

''ذرا مجھے اس آیت کا مفہوم تو سمجھا دیں.....؟''

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح انہیں وہی مفہوم سمجھا دیا اور چلے گئے۔ وہ بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ نہ سمجھ پائے اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ مجھے اس آیت کا مفہوم سمجھا دیجیے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری بات سمجھ گئے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میرے ساتھ آیئے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے ہو لیئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے چلتے گھر تک پہنچے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی ساتھ ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر میں بلا لیا۔

گھر میں تازہ دودھ سے لبالب بھرا پیالہ پڑا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر والوں سے پوچھا یہ دودھ کا پیالہ کہاں سے آیا ہے.....؟

جواب ملا "فلاں صحابی نے آپ کے لیے ہدیہ بھیجا ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

"ابو ہریرہ! جاؤ ذرا اہلِ صُفہ کو تو بلا لاؤ۔"

اہلِ صُفہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح وہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جن کا کوئی کاروبار نہ تھا اور انہوں نے اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ چھوڑ کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بسیرا کیا ہوا تھا تاکہ وہ ہر وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین سن کر علم حاصل کرتے رہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو پریشان ہو گئے، کہ اتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہوتے ہوئے ایک دودھ کا پیالے سے کیا بچے گا، انہیں بھوک اس قدر تھی کہ بس دل چاہتا تھا کہ وہ سارا دودھ ان کو مل جائے اور وہ یہ دودھ نوش کر کے اپنے جسم کی ساری توانائی بحال کر سکیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صفہ والوں کو بلانے کے لیے جا رہے تھے اور راستے میں یہی کچھ سوچ رہے تھے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچ کر انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم سنایا کہ:

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کو یاد فرما رہے ہیں۔"

حکم سنتے ہی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابو ہریرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر آ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کو بٹھایا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پیالہ اٹھاؤ اور سب کو دودھ پلاؤ۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دودھ کا پیالہ تھاما اور دائیں طرف سے صحابہ کو پلانا شروع کر دیا وہ باری باری سارے صحابہ کے پاس گئے اور سب نے جی بھر کر دودھ پیا جب سب صحابہ نے دودھ پی لیا تو وہ پیالہ لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر کہا:

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں اللہ کے رسول ہم دو باقی رہ گئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور فرمایا:

تم پیؤ .....

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دودھ کا پیالہ منہ لگایا اور پینا شروع کر دیا انھوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور جب جی بھر گیا تو پیالہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھا دیا..... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر پیؤ..... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پیالہ منہ کو لگایا اور دودھ پینا شروع کر دیا جب سیر ہو گئے تو پیالہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھا دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ابو ہریرہ پھر پیؤ! چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سہ بارہ پیالہ منہ کو لگایا اور دودھ پینا شروع کر دیا جب خوب پیٹ بھر گیا تو کہا:

''واللہ! اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اب دودھ پینے کی اور گنجائش نہیں رہی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو خوب مسکرائے پھر پیالہ اپنے مبارک ہاتھوں میں لیا اور دودھ کو نوش فرمایا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو خود تو علم حاصل کرنے کا شوق تھا ہی لیکن ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ وہ دوسرے لوگوں کو بھی علم حاصل کرنے کی ترغیب دلاتے رہتے تھے۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ان کا گزر مدینہ کے بازار سے ہوا ..... بازار میں لوگ خریداری میں مصروف تھے، انھوں نے دیکھا کہ یہ لوگ تو کاروبار میں مشغول ہو گئے ہیں اور کہیں یہ دنیا داری میں ہی نہ لگے رہیں اور دنیا کی محبت ان کے دل میں گھر کر جائے اور یہ اپنی آخرت تباہ کر بیٹھیں۔ یہ سوچ آتے ہی وہ غمگین ہو گئے اور پریشان کن نگاہوں سے دیر تک کھڑے لوگوں کو دیکھتے رہے۔

پھر اچانک ان کے دل میں کچھ خیال آیا اور وہ بلند آواز سے بولے:

''او مدینہ کے لوگو! تم محروم ہو گئے اور پیچھے رہ گئے۔''

لوگوں نے سنا تو تعجب سے ان کے پاس جمع ہو گئے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ زور زور سے کہہ رہے تھے .....تم محروم ہو گئے ..... اور وہ لوگ سب کچھ سمیٹ رہے ہیں۔ لوگوں نے حیرانی سے پوچھا:

''کیا بات ہے، ہم کس چیز سے محروم ہو گئے اور آپ نے ہماری کون سی محرومی دیکھی ہے.....؟''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمع ہونے والے سب افراد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''اللہ کے بندو! ادھر اللہ کے رسول کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم ہو کہ یہاں بیٹھے ہو کیا بات ہے کہ تم وہاں جا کر اپنا حصہ نہیں لے رہے.....؟''

لوگ اور بھی حیران ہو گئے کہ کچھ نے دبے لفظوں میں بڑبڑانے کے انداز میں کہا کہ ''میراث تقسیم ہو رہی ہے، کیوں.....؟''

مجمع میں سے ایک آدمی نے پوچھا: ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میراث کہاں تقسیم ہو رہی ہے.....؟

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا..... مسجد میں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ سب آدمی جلدی جلدی مسجد کی طرف گئے اور جب مسجد پہنچے تو وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معمول کے مطابق بیٹھے دین اسلام کی باتیں سیکھ رہے تھے۔

لوگوں نے دیکھا کہ یہاں تو کچھ بھی تقسیم نہیں ہو رہا۔

وہ جلدی سے واپس پلٹے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا:

''ابو ہریرہ ہم مسجد میں گئے، لیکن وہاں تو کچھ بھی تقسیم نہیں ہو رہا ہے جب کہ تم کہہ رہے ہو کہ وہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے تم مسجد گئے.....؟

لوگ نماز پڑھ رہے تھے..... کچھ قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول تھے جب کہ کچھ لوگ جمع ہو کر دین کی باتیں کر رہے تھے ..... اللہ کے بندو! بڑے افسوس کی بات ہے سب کچھ تقسیم ہوتا ہوا دیکھ آئے ہو اور پھر بھی کہتے ہو کہ وہاں تو کچھ بھی تقسیم نہیں ہو رہا جو لوگ وہاں قرآن پڑھ رہے تھے ایک دوسرے کو دین کی باتیں سکھا رہے تھے وہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث ہے، جو ایک دوسرے میں تقسیم کر رہے تھے بات لوگوں کی سمجھ میں آ گئی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دین کے علم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث کہہ رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری ماں مشرکہ تھیں۔ میں انہیں اسلام کی دعوت دیتا وہ انکار کرتیں۔ پھر ایک دن میں نے ان کو دعوت دی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ایسی باتیں سنائیں جو مجھے نا گوار گزریں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر رونے لگا اور کہا:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف بلاتا وہ انکار کرتی تھی اور آج میں نے اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وآلہ وسلم کی شان میں ایسی باتیں سنائیں جو مجھے ناگوار معلوم ہوئیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سے دعا کر دیجیے کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی: "اے اللہ! ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت دے، میں دوڑتا ہوا نکلا کہ اپنی ماں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعا فرمانے کی خوشخبری دوں۔ جب میں دروازے پر پہنچا دروازہ صرف بھڑا ہوا تھا، میں نے کچھ پھسپھساہٹ اور قدموں کی آہٹ سنی، اتنے میں وہ بولیں:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ))

"میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں..... اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف واپس لوٹ پڑا اور خوشی سے رونے لگا جیسا غم کی وجہ سے رو پڑا تھا..... میں نے کہا: "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بشارت ہو، اللہ نے آپ (ﷺ) کی دعا قبول فرمالی..... اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت دے دی..... مزید کہا: "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ (ﷺ) اللہ سے دعا کر دیجیے! کہ وہ مجھے اور میری ماں کو بندگانِ خدا میں محبوب بنا دے اور لوگوں کے دلوں میں ہم دونوں کی محبت پیدا فرما دے۔" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "چنانچہ اللہ نے کوئی مومن ایسا پیدا نہیں کیا جو میرے بارے میں سنے چاہے مجھے نہ دیکھے یا میری ماں کو دیکھے اور مجھ سے محبت نہ کرے۔"

(مسلم، کتاب فضائل الصحابہ: باب من فضائل ابی ہریرہ (۶۳۹۲)، (۲۴۹۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی امی جان سے بہت محبت کرتے تھے اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ بچپن میں ہی ان کے والد محترم فوت ہو گئے تھے اور ماں ہی تھی، جس نے ان کو پیار سے پالا پوسا تھا اور ان کی زندگی کی یہ بہت بڑی خوشی تھی جب ان کی والدہ ماجدہ نے اسلام قبول فرمایا۔

وہ ہمیشہ اپنی والدہ ماجدہ سے شفقت سے پیش آتے اور ہر وقت ان کے لیے سلامتی کی دعاء کرتے رہتے تھے۔

ان کی والدہ فرمایا کرتی تھیں: ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اللہ تم پر اپنی رحمت برسائے تو نے مجھے بڑھاپے میں اچھے سلوک سے نوازا ہے۔''

ان کی مسکینی کا یہ حال تھا کہ انھوں نے اس زمانے میں صرف دو وقت کی روٹی پر برہ بنتِ غزوان کی ملازمت کی..... وہ اس دور میں آنے والے مسافر کی دیکھ بھال کرتے اور ان کی خدمت بجا لاتے تھے آنے والے قافلے کو پڑاؤ کراتے اور پھر روانگی کے وقت ان کی سواریوں کو ہانکتے تھے۔

انھوں نے اسلام قبول کیا تو یہ رنگ پھر بھی ان پر غالب رہا اور وہ خود کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا عاجز بندہ سمجھتے تھے، اللہ رب العزت سے اس قدر ڈرتے تھے کہ رات کا بہت سا حصہ عبادت میں گزار دیتے اور پھر دن کو اکثر روزے سے رہتے تھے، جب مدینہ میں مال کی فراوانی پیدا ہوئی تو انھوں نے شادی کر لی اور ان کے ہاں اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی پیدا کی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک زمانے میں مدینہ منورہ کے گورنر بھی رہے لیکن اس حالت میں بھی ان کے تقویٰ اور خشیت الٰہی کا وہی عالم رہا وہ نہ صرف رات گئے تک عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے بلکہ لوگوں کی خدمت میں مصروف رہتے، لوگوں کا کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے کسی حاجت مند کو لکڑی کی حاجت ہوتی تو اپنی پیٹھ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکڑیاں لاد کر لاتے۔

مروان بن حکم کے دل میں ایک روز عجب خیال آیا اس نے سوچا کہ آج ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا امتحان لیتے ہیں، اس نے اپنے غلام کو بلایا غلام حاضر ہوا تو اسے سو دینار کی ایک تھیلی دیتے ہوئے کہا یہ لے جاؤ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دے آؤ۔

مروان بن حکم کا غلام آیا اور اس نے دیناروں کی تھیلی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو تھماتے ہوئے کہا یہ تھیلی مروان نے آپ کو دی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے .....مروان اگلے روز خود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا:

''اے ابو ہریرہ ! کل میرا غلام تمھارے پاس آیا تھا اور وہ غلطی سے ایک تھیلی تمھیں دے گیا ہے اصل میں وہ تھیلی کسی اور کو دینا تھی لیکن اس سے غلطی ہوئی اور وہ تھیلی آپ کو دے گیا۔''

لہٰذا آپ وہ تھیلی واپس کر دیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو بے حد پریشان ہو گئے بولے: ''مروان! وہ تمام دینار تو میں نے اسی دن ہی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیئے تھے اور ان میں سے ایک دینار بھی اپنے گھر نہیں رکھا۔

بہر حال تم یوں کرنا کہ جب بیت المال سے میرا حصہ نکلے تو اس سے لے لینا۔

مروان نے سنا تو مسکرا دیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ساری بات بتا دی، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان بن حکم کے دورِ حکومت میں ہی وفات پائی آپ جب مرنے سے پہلے بیماری کا شکار ہوئے تو ایک روز زار و قطار رونے لگے اتنا روئے کہ داڑھی مبارک بھیگ گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے پوچھا: ''ابو ہریرہ! کیوں روتے ہو.....؟''

جواب دیا: ''روتا اس لیے ہوں کہ سفر بڑا لمبا ہے اور زادِ راہ بہت تھوڑا ہے..... میں نہیں جانتا کہ میرا انجام کیا ہوگا میں تو ایسے راستے پر کھڑا ہوں جو مجھے جنت لے جائے گا..... یا جہنم لے جائے گا۔''

خلیفہء وقت مروان بن حکم کو پتہ چلا تو وہ عیادت کے لیے آئے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بستر پر لیٹے تھے مروان نے تسلی دیتے ہوئے دعائیہ کلمات کہے:

''ابو ہریرہ! اللہ آپ کو شفاء عطا فرمائے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

''اے اللہ! میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں اور تو بھی میری ملاقات کو پسند کرلے اور مجھے جلد اپنی زیارت نصیب فرما۔''

دعا قبول ہوگئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم صحابی کی آخری خواہش بھی پوری ہوگئی، عیادت کے لیے آنے والے خلیفہ مروان اور اس کے ساتھی ابھی عیادت کے بعد واپس پلٹنے ہی لگے تھے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہسوارِ رسول حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ

صحرا کا سفر تھا اور تاریک رات۔ انہیں سفر میں بہت دشواری ہو رہی تھی۔ وہ جس راستے پر جا رہے تھے ایک طرح سے انجانہ راستہ تھا۔ شہر سے نکلنے کے بعد تو وہ صحیح سمت آرام سے چلتے رہے لیکن جونہی ان دیکھی حدود میں پہنچے، تو انہیں سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ اگرچہ وہ پندرہ افراد تھے اور سب کے سب نڈر مجاہد اور بے باک سپاہی تھے لیکن وہ جس مشن پر جا رہے تھے وہ انتہائی خفیہ مشن تھا۔

یہی وجہ تھی کہ وہ دشوار گزار راستہ ہونے کے باوجود بھی دن کو سفر نہ کرتے تھے البتہ دن کو کہیں چھپ جاتے اور جونہی سورج غروب ہوتا اور اطراف میں تاریکی غرور پھیلنے لگتی تو وہ چپکے سے نکلتے اور سفر پر روانہ ہو جاتے۔ کئی دن کے سفر کے بعد بالآخر وہ اس جگہ پہنچے جہاں پہنچنے کا انہیں حکم تھا۔

یہ نجد کا سرسبز و شاداب علاقہ تھا، جہاں قبیلہ بنو غطفان کے لوگ آباد تھے۔ یہ لوگ بڑے سرکش اور شریر تھے، اسلام اور مسلمانوں کے لیے ان کی سازشیں روز بروز بڑھنے لگی تھیں۔ آس پاس کے قبائل کے ساتھ مل کر اسلام دشمن کاروائیاں کرتے اور منصوبے ترتیب دیتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قبیلے کی شرارتوں سے تنگ آ کر انہیں سرکشی سے باز رکھنے کے لیے پندرہ افراد کا یہ چھوٹا سا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر بھیجا تھا اس لشکر کے کمانڈر سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ تھے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ دشوار گزار راستوں سے ہوتے راتوں کی تاریکی میں سفر کرتے ہوئے پندرہ روز بعد نجد پہنچے۔ مجاہدین نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے یک بارگی حملہ کیا تو قبیلہء بنو غطفان کے افراد کو جان کے لالے پڑ گئے۔

ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ان پر یوں اچانک حملہ ہوگا۔ حملہ کرنے والے اگرچہ صرف پندرہ افراد تھے لیکن ان کے کمانڈر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بے پناہ عسکری مہارت کے تحت ایسے طریقے سے حملہ کیا تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا بہت بڑے لشکر نے حملہ کر دیا ہے۔

قبیلہ بنو غطفان کے لوگوں نے بجائے جوابی لڑائی لڑنے کے بھاگنے میں عافیت سمجھی اور اپنا سب کچھ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ یوں اس چھوٹے سے لشکر کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف فتح عظیم سے نوازا بلکہ بہت سا مال غنیمت بھی عطا کیا۔ جب واپس مدینہ آ کر سپہ سالار ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حملے کی مکمل روداد سنائی تو آپ بہت خوش ہوئے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ کسی صحرائی علاقے میں سفر فرما رہے تھے۔ رات کا وقت تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلو میں شمع رسالت کے پروانوں کی ایک کثیر تعداد تھی۔ اثنائے سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ خیال آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"لوگو! پانی تلاش کرو ورنہ صبح پیاسے اٹھو گے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سن کر لوگ چونک پڑے اور پانی کی تلاش میں دور دور تک پھیل گئے، لیکن ایک صاحب کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تنہا چھوڑنا گوارا نہ ہوا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے ساتھ ساتھ رہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹ پر محوِ خواب تھے۔ جب آپ اونگھ میں کسی طرف جھکتے تو وہ صاحب برق رفتاری سے آگے بڑھ کر ٹیک لگا دیتے۔ ایک دفعہ اونگھ زیادہ گہری ہوگئی اور خطرہ پیدا ہوا کہ آپ کہیں گر نہ پڑیں، ان صاحب نے آگے بڑھ کر پوری قوت کے ساتھ سہارا دیا۔ معاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوگئے اور فرمایا: ''کون؟'' انھوں نے اپنا نام بتایا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا

''کب سے میرے ساتھ ہو؟'' عرض کیا: ''غروب آفتاب کے وقت سے۔''

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا جواب سن کر خوش ہوئے اور دعا دی کہ: حَفِظَكَ اللّٰهُ

یہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے اخلاصِ عمل کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحسین فرمائی اور جن کے لیے زبان رسالت سے ''حفظک اللہ'' کے الفاظ ادا ہوئے، حضرت حارث بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ تھے جو تاریخ میں اپنی کنیت ابوقتادہ سے مشہور ہیں۔

سیدنا ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ بنوسلمہ سے تھا۔ والدہ کا نام کبشہ بنت مظہر تھا وہ بھی بنوسلمہ سے تعلق رکھتی تھیں۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقعہ پر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو بہترین شہوار قرار دیا تھا، اس لیے وہ (رسول اللہ کے شہسوار) کے لقب سے مشہور ہوگئے تھے۔ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے یا تیسرے سال مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ جب انصار میں اسلام کی ابتدا ہوئی تو وہ کمسن تھے، وہ کمسنی ہی میں بیعتِ عقبہ ثانیہ کے بعد کسی وقت مشرف بہ اسلام ہوگئے، غزوۂ بدر میں عمر کم ہونے کی بناء پر شرکت نہ کر سکے۔ اس کے بعد احد، خندق، حنین سمیت تمام غزواتِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبوی ﷺ میں جانبازانہ شریک ہوئے اور ہر معرکے میں اپنی شجاعت کی دھاک بٹھا دی۔ وہ ایک نہایت اچھے شہسوار تھے اور نیزہ بازی اور شمشیر زنی میں بھی کمال درجے کی مہارت رکھتے تھے۔ عہد رسالت ان کے بھرپور شباب کا دور تھا۔ جوانی کے گرم خون نے ان کے رگ و ریشے میں غضب کی چستی بھر دی تھی اور وہ انصار میں ایک دلاور صف شکن کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ محبت تھی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذرا سے اشارے پر ہر وقت جان کی بازی لگانے کے لیے تیار رہتے تھے۔

ربیع الاول ۶ھ میں عیینہ بن حصن فزاری نے چالیس سواروں کے ساتھ مدینہ منورہ سے چند میل دور (چشمہ ذی قرد کے قریب غابہ کی چراگاہ پر چھاپہ مارا اور گلہ بان حضرت ذر رضی اللہ عنہ بن ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیس شیر دار اونٹنیاں ہانک کر لے گیا۔ اتفاق سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت رباح رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار وہاں آ نکلے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ ایک ماہر تیر انداز اور بلا کے تیز رفتار تھے، انہوں نے یہ دیکھا تو غیرت دینی نے انہیں شعلہ جوالہ بنا دیا۔ پہلے تو ایک قریبی ٹیلے پر چڑھ کر مدینہ کی طرف منہ کر کے ''یاصباحا'' کا نعرہ لگایا، (اہل عرب یہ نعرہ مصیبت کے وقت مدد مانگنے کے لیے لگایا کرتے تھے۔ اس کے معنی تھے: ''اے صبح کی مصیبت'' پھر حضرت رباح رضی اللہ عنہ کو گھوڑے پر سوار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دینے کے لیے مدینہ روانہ کیا اور خود اکیلے ہی درختوں کی آڑ لے کر چھاپہ ماروں پر پتھروں اور تیروں کی بوچھاڑ کر دی، یہاں تک کہ وہ اونٹنیاں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے، لیکن تھوڑی دیر بعد مدد لے کر پھر آدھمکے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ مقابلے پر ڈٹے رہے اور ان کی زندگی خطرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پڑ گئی۔ ادھر اس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو غارت گروں کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاتے ہی حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ، مقداد رضی اللہ عنہ بن الاسود کندی اور محرز رضی اللہ عنہ بن نھلہ الملقب بہ اخرم اسدی گھوڑوں پر سوار ہو کر برق رفتاری سے جائے واردات پر پہنچے۔ بنو فزارہ کے لٹیرے، مسلمان شہسواروں کو دیکھ کر بھاگے، لیکن حضرت اخرم رضی اللہ عنہ نے ان کا تعاقب کیا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر روکا جلدی نہ کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے آنے تک صبر کرو، لیکن حضرت اخرم رضی اللہ عنہ نہ مانے اور جوشِ شجاعت میں آگے بڑھتے گئے، عبدالرحمٰن فزاری ان کے مزاحم ہوا، اخرم رضی اللہ عنہ نے اس پر نیزے سے بھرپور وار کیا، اس کا گھوڑا ہلاک ہوگیا، لیکن وہ خود بچ گیا اور اپنے نیزے سے حضرت اخرم رضی اللہ عنہ کے سینے کو چھید ڈالا وہ شہید ہو کر فرش خاک پر گرے تو فزاری ان کے گھوڑے پر سوار ہوگیا، عین اس وقت حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اپنا گھوڑا دوڑاتے وہاں پہنچ گئے، حضرت اخرم رضی اللہ عنہ کو خاک و خون میں لپٹا دیکھ کر ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا، انہوں نے اپنے نیزے سے عبدالرحمٰن پر ایسا بھرپور وار کیا کہ وہ آناً فاناً جہنم واصل ہوگیا۔

اس طرح انھوں نے پلک جھپکنے میں حضرت اخرم رضی اللہ عنہ کا بدلہ لے لیا۔ اسی اثنا میں حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ بھی ان سے آن ملے اور ان تینوں سرفروشوں نے لٹیروں کو اپنے نیزوں کی نوکوں پر رکھ لیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجے ہوئے کچھ اور سوار بھی پہنچ گئے، تو بدطینت لٹیرے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے، لیکن شہسوارانِ اسلام نے غروب آفتاب تک ان کا تعاقب جاری رکھا۔ رات کا اندھیرا پھیلنے کے بعد واپس ذی قرد پہنچے تو وہاں سرور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم کو پانچ سو مسلح جاں نثاروں کے ساتھ موجود پایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارا واقعہ سن کر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، سلمہ رضی اللہ عنہ بن الاکوع مقداد رضی اللہ عنہ اور دوسرے مجاہدین کی جانبازی کی تحسین فرمائی اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

''آج ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بہترین سوار تھے۔''

ذیقعدہ ۶ھ میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو بیعتِ رضوان میں شریک ہونے کا شرف حاصل ہوا اور وہ اس مقدس گروہ میں شامل ہوگئے، جنھیں اللہ تعالیٰ نے ''اصحاب الشجرہ'' کہہ کر پکارا اور واضح الفاظ میں اپنی خوشنودی اور جنت کی بشارت دی۔

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اعلانِ نبوی کے دو یا تین سال بعد مدینے میں پیدا ہوئے۔

جب مدینے کے انصار میں اسلام شروع ہوا، اس وقت آپ بہت چھوٹے تھے۔ انصار میں سے جو لوگ بالکل شروع میں اسلام لائے، ان میں یہ بھی شامل ہیں۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سادہ مزاج اس قدر تھے کہ بالوں کو بہت کم کنگھا کرتے تھے، یہاں تک کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''ابوقتادہ! اپنے بالوں کو درست کرو، آدمی اپنے بالوں کی خبر گیری نہ کر سکے تو منڈوالیا کرے۔''

آپ کو شکار کا بہت شوق تھا، ایک مرتبہ مکہ معظمہ کے سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، وہ کچھ ساتھیوں کو لے کر نکل گئے اور قریب کی ایک پہاڑی پر چڑھ گئے، وہاں ایک جنگلی گدھا نظر آیا، ان کے ساتھی احرام کی حالت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، وہ شکار نہیں کر سکتے تھے، اس لیے نیزہ لے کر اکیلے ہی جنگلی گدھے کے پیچھے بھاگے، اور اسے شکار کر لیا، اس کا گوشت پکایا، کچھ لوگوں نے اس کو کھانے سے پرہیز کیا، اس پر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات بتائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس کا کھانا جائز ہے، ضرور کھاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے بھیجا ہے اور اگر ہو سکے تو میرے لیے بھی لاؤ۔''

ابوقتادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر بہت خوش ہوئے اور گوشت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے جو شخص لوگوں کو پانی پلا رہا ہو، اسے چاہیے کہ وہ خود سب سے آخر میں پانی پیئے، کوئی شخص دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور پانی کے برتن میں پھونک نہ مارے۔''

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہت سے غزوات میں شرکت کی اور اپنی جوانمردی کے کئی کارنامے رقم کیے، ان کی جہادی زندگی ایک بہت بڑا کارنامہ ابورافع کا قتل ہے۔

مدینہ میں دو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی باتوں اور سازشوں کے ذریعے بہت دکھ دیا کرتے تھے، ان میں ایک ابورافع اور دوسرا کعب بن اشرف تھا۔ کعب بن اشرف یہودی مردود تھا جس کا قتل بنو اوس کے جوانوں نے کیا تو قبیلہ بنو خزرج کے جری جوان بھی اس تمنا میں تڑپنے لگے کہ وہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کوئی قابلِ ذکر کارنامہ سرانجام دیں، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک دشمن ابھی باقی تھا لہٰذا بنو خزرج کے نوجوانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم سے درخواست کی کہ وہ یہودی فتنے باز ''ابو رافع'' کو سبق سکھانا چاہتے ہیں آپ نے اجازت مرحمت فرما دی۔

یوں قبیلہ خزرج کے رؤ ساء نے اپنی شاخ بنو سلمہ سے پانچ بہترین جوانمرد چنے جن میں سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اپنی بہترین شہسواری اور بہادری کی وجہ سے شامل تھے، بہادر نوجوانوں میں مسعود عبداللہ ابن انیس، خزاعی رضی اللہ عنہ بن اسود شامل تھے، جب کہ ان سب کا امیر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتیق تھے۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سمیت پانچوں فدائی بہادروں کا یہ دستہ اپنے خفیہ مشن پر روانہ ہوگیا۔ جب یہ نوجوان ابو رافع کے قلعے کے پاس پہنچے اس وقت شام کے دھندلکے پھیل چکے تھے، سورج غروب ہو رہا تھا لوگ اپنے گھروں کو جا چکے تھے اور قلعے کا دروازہ بند ہو چکا تھا..... یہ صورتحال دیکھ کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتیق نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ''تم یہاں بیٹھو، میں قلعے کے دروازے پر جاتا ہوں اور پہرے دار کی منت سماجت کر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتا ہوں۔'' چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کو ایک جگہ چھوڑ کر قلعے کی جانب بڑھے جونہی وہ قلعے کے پاس پہنچے اتفاق سے اس وقت کچھ لوگ مشعل ہاتھ میں لیے قلعے سے باہر نکل رہے تھے، وہ اپنے گمشدہ گدھے کو تلاش کر رہے تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو خدشہ ہوا کہ کہیں وہ لوگ انہیں پہچان نہ لیں چنانچہ وہ اپنی چادر پھیلا کر یوں بیٹھ گئے، جیسے قضائے حاجت کے لیے بیٹھے ہوں..... کچھ دیر گزری تو مشعل بردار لوگ اپنے گمشدہ گدھا تلاش کر کے واپس قلعے میں آ گئے تو دربان نے پکار کر کہا: ''کوئی باہر رہ گیا ہو تو جلدی سے اندر آ جائے میں دروازہ بند کر رہا ہوں۔ دربان کی یہ پکار سنتے ہی عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتیق لپک کر قلعے کے اندر داخل ہو گئے اور قلعے کے دروازے کے قریب ہی ایک جگہ چھپ گئے ..... عام طور پر یہ لوگوں کا معمول ہوتا تھا کہ وہ رات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانے کے بعد ابو رافع کے پاس بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔ اس وقت بھی کچھ افراد ابو رافع کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے، جب رات کا کافی حصہ بیت گیا تو لوگ اس کے پاس سے اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے، لوگوں کی آوازیں آنا بند ہو گئیں اور کسی جانب سے کوئی آہٹ سنائی نہ دی تو عبداللہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے۔ قلعے میں داخل ہوتے وقت انھوں نے دیکھ لیا تھا کہ دربان نے چابی کہاں رکھی ہے انھوں نے اس روشن دان سے چابی لی اور دروازے کا تالا کھول دیا تاکہ واپس بھاگتے وقت آسانی رہے، اب وہ اس زینے پر چڑھے جو رافع کے محل تک جاتا تھا۔ سیڑھیوں کے ذریعے وہ اوپر پہنچے تو وہاں ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ کچھ پتا نہ چلتا تھا کہ ابو رافع کہاں ہے۔ عبداللہ نے آواز دی۔ اے ابو رافع! آواز سن کر ابو رافع پکارا، کون ہے .....؟'' جونہی عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتیق نے اس کی آواز سنی وہ اس کی طرف لپکے اور اس پر تلوار کا وار کیا۔

ابو رافع چیخا مگر اسے تلوار کے وار سے معمولی زخم آیا تھا، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی آواز بدل کر اسے یوں پکارا جیسے کوئی شخص اس کی مدد کے لیے آیا ہو۔'' ابو رافع! کیا بات ہو گئی ہے .....؟'' ابو رافع نے قدرے غصے سے کہا'' ارے کیا تجھے معلوم نہیں ہوا کہ کوئی شخص یہاں گھس آیا ہے اور اس نے مجھ پر تلوار سے وار کیا ہے۔'' اب عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتیق دوبارہ اس کی آواز کی جانب لپکے اور دوسرا وار کیا مگر یہ وار بھی خالی ہی گیا، ابو رافع نے چیخ ماری اور زمین پر گر پڑا، اس دوران اس کے اہل و عیال بھی جاگ اٹھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی جانب بڑھ کر تلوار اس کے پیٹ میں گھونپ دی، یہاں تک کہ ہڈی کٹنے کی آواز سنائی دی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ کام تمام ہو گیا چنانچہ وہ تیزی کے ساتھ واپس پلٹے اور جلدی جلدی زینے سے اترنے لگے، اس تیزی میں ان کا پاؤں پھسلا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیڑھیوں سے گر پڑے جس سے ان کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی..... انھوں نے اپنی پنڈلی کو فوراً اپنے عمامے سے باندھا اور یوں توں کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس آئے، انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ''بھائیو! تم تو جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشخبری سنا دو مگر میں تو اس وقت تک یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک کہ ماتم کرنے والوں کی آواز اپنے کانوں سے سن نہ لوں، چنانچہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ مدینے کی طرف روانہ ہو گئے اور عبداللہ خود پنڈلی کی شدید تکلیف کے باوجود ایک طرف پڑے رہے صبح صادق کے قریب ایک آدمی قلعے کی فصیل پر چڑھا اور اس نے اعلان کیا: ''لوگو! حجاز کا تاجر ابورافع فوت ہو گیا ہے۔'' یہ آواز سنتے ہی عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اطمینان کا سانس لیا اور مدینے کی طرف روانہ ہو گئے۔

۸ھ میں فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین پیش آیا، اس کے شروع شروع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پسپائی ہوئی، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد جو جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم موجود رہے ان میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

وہ غزوہ حنین کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، انھوں نے ایک مشرک کو دیکھا وہ ایک مسلمان کے پیچھے سے وار کرنا چاہتا تھا..... ابوقتادہ رضی اللہ عنہ گھوم کر اس کے پیچھے گئے اور تلوار سے اس کے شانے پر وار کیا وہ ان کی طرف پلٹا اور زور سے بھینچ لیا اس قدر سختی سے کہ انہیں یوں محسوس ہوا جیسے موت واقع ہو جائے گی۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے جوانمردی سے اس کو قتل کیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹے سب سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے ملے تو پوچھا: ''لوگوں کا کیا حال ہے؟''

انھوں نے کہا: ''جو ہوا اللہ کا حکم ہی تھا جنگ ختم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے کسی کافر کو قتل کیا اور اس کا کوئی گواہ بھی ہو۔ تو مقتول کا سازوسامان اسے ملے گا۔''

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: ''میری گواہی کون دے گا؟'' لیکن کوئی جواب نہ آیا وہ بیٹھ گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہی ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی کافر کو قتل کیا اور اس کا کوئی گواہ بھی ہو تو مقتول کا سازوسامان اسے ملے گا..... ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوئے اور کہا ''میری گواہی کون دے گا'' لیکن پھر سے کوئی جواب نہ آیا وہ پھر بیٹھ گئے، آپ نے تیسری مرتبہ یہی ارشاد فرمایا: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ابو قتادہ کیا بات ہے؟'' انھوں نے آپ کو ساری کہانی سنا دی، ایک شخص نے کہا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ سچ کہتا ہے، اس نے جسے قتل کیا اس کا سازوسامان میرے پاس ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلہ وسلم اسے کچھ دے دلا کر راضی کر لیں۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ کیسے ہو سکتا ہے تم اللہ کے شیر کے بارے میں یہ سوچ رکھتے ہو کہ وہ اللہ ورسول کی رضا اور دفاع کی خاطر لڑیں اور مال غنیمت تجھے ملے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سچ ہے میں اس کا سازو سامان اسے ہی دوں گا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا سازو سامان ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو عطا کیا۔ انھوں نے اس سامان میں سے ایک ذرہ کو بیچ کر بنو سلمہ سے کھجوروں کا ایک باغ خرید لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جب فتنہ برپا ہوا، لوگ مرتد ہونے لگے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گیارہ لشکر ترتیب دیے۔ ان میں سے ایک لشکر کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ان کے لشکر میں شریک تھے، اس لشکر نے نبوت کے جھوٹے دعوے دار طلیحہ اسدی کو شکست دی۔ اس لڑائی میں بھی حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے شجاعت کے جوہر دکھائے۔

آپ کا شمار عالم فاضل صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں وفات پائی۔

ایک مرتبہ آپ نے کسی شخص کو قرض دیا، مقررہ مدت گزرنے پر آپ قرض لینے کے لیے گئے تو وہ شخص چھپ گیا، کئی بار ایسا ہوا۔ ایک دفعہ گئے تو وہ صاحب گھر پر موجود تھے، آپ نے آواز دی انھوں نے جواب نہ دیا۔ اتنے میں ان صاحب کا کمسن بچہ باہر آ گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ بچے نے بتایا، اندر ہیں، کھانا کھا رہے ہیں۔ تب آپ بلند آواز سے بولے:

''مجھے معلوم ہو گیا ہے، تم اندر ہو اور کھانا کھا رہے ہو، اب باہر نکل آؤ۔''
چھپنے کا کوئی فائدہ نہیں۔''

وہ صاحب باہر نکل آئے، آپ نے پوچھا:

''میں بار بار آتا ہوں اور تم ملتے نہیں، آخر کیوں؟''

ان صاحب نے کہا:

''اپنی مصیبتوں کا دوسروں کے سامنے ذکر کرنا اچھا نہیں لگتا، سچ یہ ہے کہ میں اپنی مصیبت دوسروں سے چھپاتا ہوں، سخت تنگ دست ہوں۔ بال بچوں کی پرورش بھی مشکل ہو رہی ہے، میرے پاس کچھ ہوتا تو آپ کا قرض ادا کر چکا ہوتا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

''کیا واقعی تمہارا حال یہی ہے۔''

انھوں نے جواب دیا:

''ہاں! اللہ کی قسم میرا یہی حال ہے۔''

یہ سن کر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، بولے:

''میں تم سے کچھ نہیں لوں گا، جاؤ میں نے تمھارا قرض معاف کیا۔''

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک جنازہ لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا، مرنے والے پر کچھ قرض تو نہیں، لوگوں نے بتایا کہ دو دینار اس پر قرض ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اس نے کچھ چھوڑا ہے، لوگوں نے ان کا جواب دیا۔ ''نہیں'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم لوگ نماز جنازہ پڑھ لو، میں قرض دار کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھا سکتا۔''

یہ سن کر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر عرض کی:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرنے والے کا قرض میں اپنے پاس سے ادا کر دوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ پڑھا دیں گے۔؟''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں! اس صورت میں پڑھاؤں گا۔''

انھوں نے اسی وقت قرض ادا کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھا دی۔

آپ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنے شادی شدہ بیٹے کے ہاں گئے، نماز کا وقت آیا تو بہو نے وضو کے لیے پانی رکھا۔

اتنے میں ایک بلی آئی اور وضو کے پانی میں منہ ڈال کر پانی پینے لگی، کوئی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا تو بلی کو بھگا دیتا، لیکن حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے پانی کے برتن کو اور جھکا دیا تاکہ وہ آسانی سے اپنی پیاس بجھا سکے، نظر اٹھائی تو دیکھا، بہو یہ منظر حیران ہو کر دیکھ رہی ہے، فرمایا:

''بیٹی! اس میں حیرت کی کیا بات ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بلی نجس جانور نہیں ہے، یہ تو گھروں میں جانے والی ہے۔''

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے چار بیٹے تھے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت معبد رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ، حضرت ثابت رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا شمار فضلائے صحابہ رضی اللہ عنہ میں ہوتا ہے ان سے ایک سو ستر احادیث مروی ہیں جن کے راویوں میں بہت سے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین شامل ہیں۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی عمر ستر برس بتائی جاتی ہے انھوں نے ۵ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ اپنی زبانی بیان کیا کہ میں فارس کے شہر اصفہان کی ایک نواحی بستی کا رہنے والا تھا، جس کا نام جی ہے۔ میرا باپ اپنی قوم کا نمبردار تھا۔ اسے مجھ سے بڑی محبت تھی اور اس محبت کا تقاضا تھا کہ جس طرح ایک لڑکی کو گھر سے باہر نہیں جانے دیا جاتا، میرا باپ مجھے بھی گھر میں محبوس رکھتا تھا۔ میں اپنے مجوسی مذہب میں اتنا متشدد تھا کہ میں اس آتش کدے کا مجاور بن کر رہ گیا، جہاں آگ جلائی جاتی تھی اور ایک منٹ کے لیے بھی اس کو بجھنے نہیں دیتا تھا۔ میرا باپ ایک دفعہ کسی مکان کی تعمیر میں مصروف تھا۔ مجھے کہنے لگا: ''بیٹا! میں اس مکان کی وجہ سے باہر کھیتوں میں نہیں جاسکا، تم جاؤ اور ان کی مناسب دیکھ بھال کرو۔'' اور مجھے کسی کام کے کرنے کے لیے کہا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا: ''زیادہ دیر نہ کرنا، ورنہ تمہاری یہ تاخیر میرے لیے ایک مسئلہ بن جائے گی، پھر مجھے اپنی جائیداد کی بجائے تمہاری فکر پڑ جائے گی اور سب کام چھوڑ کر تمہاری تلاش میں نکلنا پڑے گا۔''

کرنا خدا کا یہ ہوا کہ کھیتوں کو جاتے ہوئے میں عیسائیوں کے ایک گرجے کے پاس سے گزرا، وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور انکے پڑھنے کی اونچی اونچی آواز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ رہی تھی۔ ہر وقت گھر میں محبوس رہنے کی وجہ سے میں ادیانِ عالم سے ناواقف تھا۔ میں ان کی آواز سن کر اندر چلا گیا، تا کہ دیکھوں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ جب میں نے انکو نماز پڑھتے دیکھا تو مجھے ان کا یہ طریقہء عبادت بہت پسند آیا اور میں نے کہا: واللہ ان کا دین ہمارے دین سے بہتر ہے، میں سورج غروب ہونے تک وہیں کھڑا ان کا طریقہ دیکھتا رہا۔ اور اپنے کھیتوں میں نہ جاسکا۔ میں نے ان سے پوچھا، ''اس دین کا مرکز کہاں ہے اور اس کی تعلیم کہاں سے شروع ہوتی ہے؟'' انھوں نے جواب دیا کہ ''اس کا مرکز شام کا ملک ہے جہاں سے یہ چشمہ پھوٹا ہے۔'' میں شام کے وقت گھر آیا تو پتہ چلا کہ والد صاحب نے میری تلاش کے لیے آدمی بھیجے ہیں اور میرے دیر کرنے سے بڑے پریشان ہیں۔ میں ان کے پاس آیا تو پوچھنے لگے ''بیٹا! تم اتنی دیر کہاں رہے؟ کیا میں نے تمھیں جلدی واپس آنے کی تاکید نہیں کی تھی؟'' میں نے کہا: ابا جی! میں راستے میں عیسائیوں کے گرجے پر گزرا، وہ اس وقت عبادت کر رہے تھے۔ مجھے ان کا طریقہ اتنا اچھا لگا کہ میں سورج غروب ہونے تک وہیں کھڑا، ان کو دیکھتا رہا۔'' میرے باپ نے کہا: ''بیٹا! ان کا دین اچھا دین نہیں ہے تمھارے آباؤ اجداد کا دین ہی ان کے دین سے اچھا ہے۔'' میں نے کہا: ''نہیں ابا جی! خدا کی قسم! ان کا دین ہمارے دین سے اچھا ہے۔'' میری بات سن کر میرے باپ کو میرے متعلق خطرہ پیدا ہو گیا، کہ کہیں یہ ان کا دین اختیار ہی نہ کر لے۔ چنانچہ اس نے میرے پاؤں میں زنجیر ڈال کر مجھے گھر میں قید کر دیا۔ میں نے کسی طرح عیسائیوں کو پیغام بھیجا کہ جب تمھارے پاس شام کی طرف سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے اطلاع دینا۔ کچھ عرصہ کے بعد عیسائی تاجروں کا قافلہ آیا تو انھوں نے مجھے خبر دی۔ میں نے کہا: یہ قافلہ جب واپس جانے لگے تو مجھے اطلاع دیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا، چنانچہ میں نے اپنے پاؤں سے کسی طرح زنجیر کاٹی اور ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ شام کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے پوچھا: ''اس دین کا سب سے بڑا رہنما کون ہے؟'' انھوں نے کہا: ''اس گرجے کے اندر ایک پادری صاحب سب سے بڑے عالم ہیں اور یہی سب کے لیڈر ہیں۔'' میں نے اندر جا کر اس سے کہا: ''مجھے آپ کا دین پسند آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں یہاں گرجے میں آپ کے ساتھ رہوں۔ آپ کی خدمت بھی کروں اور علم پڑھ کر آپ کے ساتھ عبادت بھی کروں۔'' اس نے کہا: ''اندر آ جاؤ۔'' میں اندر داخل ہوا اور اس کے ساتھ رہنے لگا، مگر وہ برا آدمی ثابت ہوا۔ وہ لوگوں کو صدقہ کرنے کے لیے کہتا۔ جب وہ صدقہ کرتے، تو وہ سارا مال اپنی جیب میں ڈال لیتا اور غرباء و مساکین کو کچھ نہ دیتا۔ اس طرح اس نے سونے اور چاندی کے سات مٹکے بھر لیے تھے یہ دیکھ کر مجھے اس سے سخت نفرت ہوگئی اور میں اس کو برا جاننے لگا جب وہ مرا اور عیسائی اس کو دفن کرنے کے لیے جمع ہوئے تو میں نے کہا: ''یہ بہت برا آدمی تھا۔ تمھیں صدقہ خیرات کا حکم دیتا تھا، جب تم صدقہ کا مال جمع کر کے اس کو دیتے تو وہ سب اپنی جیب میں میں ڈال لیتا اور غرباء و مساکین پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرتا تھا۔'' وہ بولے: ''اس کا کیا ثبوت ہے؟'' میں نے کہا: ''آؤ! میں تمھیں اس کا خزانہ دکھاتا ہوں۔'' کہنے لگے ''دکھاؤ!'' میں نے انکو وہ جگہ دکھائی جہاں وہ سارا مال پڑا تھا۔ انھوں نے وہاں سے سونے اور چاندی سے بھرے ہوئے سات مٹکے نکالے۔ یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے، ''واللہ! یہ دفن کرنے کے قابل نہیں ہے۔'' چنانچہ انھوں نے اس کو سولی پر چڑھا کر پتھروں سے سنگسار کر دیا۔ پھر وہ اس کی جگہ اور آدمی لائے' جو ہر لحاظ سے اس سے بہتر تھا۔ میں نے عیسائیوں میں عبادت کرنے والا ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو اس سے افضل، اس سے زیادہ دنیا سے بے رغبت اور اس سے زیادہ آخرت کا شائق ہو اور نہ کوئی ایسا آدمی دیکھا ہے جو دن رات اس سے بڑھ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کرنیوالا ہو۔ مجھے اس سے اتنی شدید محبت ہوگئی، جتنی اس سے پہلے کسی کے ساتھ نہیں ہوئی۔ میں عرصے تک اس کے پاس رہا، پھر اس کو بھی موت نے آلیا۔ جب وہ مرنے کے قریب تھا تو میں نے اس سے عرض کی، ''میں مدت تک آپ کے ساتھ رہا ہوں اور مجھے آپ سے اتنی محبت ہوگئی ہے جو آپ سے پہلے کسی کے ساتھ نہیں ہوئی۔ آپ اب آخرت کے سفر پر روانہ ہو رہے ہیں، آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں' اور کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں؟'' اس نے کہا: ''بیٹا! واللہ! آج میں کوئی ایسا آدمی نہیں جانتا، جو میرے طریقے پر عمل کرتا ہو۔ لوگ برباد ہو چکے ہیں' انھوں نے دین حق بدل دیا ہے اور خدا کے اکثر احکام چھوڑ دیے ہیں۔ ہاں موصل میں ایک آدمی ہے' اس کا فلاں نام ہے۔ وہ اسی طریقے پر عمل پیرا ہے جس پر میں عمل کرتا رہا ہوں۔ تم اس کے پاس چلے جاؤ۔'' جب پادری فوت ہوگیا اور اس کو سپرد خاک کر دیا گیا، تو میں صاحب موصل کے پاس گیا اور اس سے کہا: ''جناب مرتے وقت فلاں صاحب نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی تھی اور کہا تھا کہ وہ میری طرح دین حق کی پوری پوری تابعداری کرتا ہے۔'' اس نے کہا: ''بہتر ہے تم یہاں ٹھہر جاؤ۔'' چنانچہ میں اس کے پاس رہنے لگا۔ واقعی وہ بہت اچھا آدمی تھا اور اپنے دوست کے طریقے پر چلتا تھا۔ مگر کچھ دنوں کے بعد اس کو بھی موت نے آخرت کا مسافر بنا دیا۔ جب وہ مرنے لگا، تو میں نے کہا: ''حضرت! فلاں پادری نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی تھی۔ اب آپ اللہ تعالیٰ کے پاس جا رہے ہیں، مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں اور کس بات کا حکم دیتے ہیں؟'' وہ بولا: ''بیٹا! واللہ! میں کوئی ایسا آدمی نہیں جانتا، جو ہماری طرح کا پابند ہو۔ ہاں نصیبین میں فلاں آدمی ہے۔'' تم اس کے پاس چلے جاؤ جب وہ مر گیا اسے دفن کر دیا گیا، تو میں نصیبین میں رہنے والے آدمی کے پاس آ گیا۔ اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارا واقعہ سنایا جو میرے استاد نے حکم دیا تھا، وہ اسے بتایا۔ اس نے کہا، اگر یہ بات ہے تو میرے پاس ٹھہر جاؤ۔'' چنانچہ میں اس کے پاس رہنے لگا۔ میں نے اس کو اس کے دونوں دوستوں کی طرح پایا، وہ بہترین آدمی تھا۔ تھوڑی مدت کے بعد وہ بھی موت کی آغوش میں چلا گیا۔ نزع کے وقت میں نے اس سے کہا،'' جناب فلاں آدمی نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی تھی، پھر اس نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی، اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں اور کس بات کا حکم دیتے ہیں؟'' اس نے کہا: ''بیٹا! خدا کی قسم! مجھے کوئی ایسا آدمی معلوم نہیں جو ہمارے طریقے پر چلتا ہو اور میں تجھے اسکے پاس جانے کی وصیت کروں۔ ہاں ملک روم کے شہر عموریہ میں ایک آدمی ہمارے طریقے پر کاربند ہے۔ اگر چاہو تو اس کے پاس چلے جاؤ، وہ ہمارے مسلک پر ہے۔'' جب وہ فوت ہو گیا اور میں اس کے دفن سے فارغ ہوا تو میں صاحب عموریہ کے پاس چلا گیا اور اس کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اس نے کہا: تم میرے پاس رہ سکتے ہو۔'' میں اس کے پاس رہنے لگا۔ وہ بھی بہت اچھا آدمی تھا اور اپنے ساتھیوں کے مسلک پر گامزن تھا۔ وہاں میں نے کچھ محنت مزدوری کر کے چند گائیں اور کچھ بکریاں خرید لیں ان پر گزر بسر کرتا اور اس آدمی سے علم دین سیکھتا۔ پھر اس کے لیے بھی اللہ کا حکم آ گیا۔ نزع کے وقت میں نے اس سے کہا: میں فلاں کے پاس رہتا تھا۔ اس نے مجھے فلاں کے پاس بھیجا، پھر اس نے مجھے فلاں کے پاس بھیجا، پھر اس نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی اب آپ مجھے کس کے پاس بھیجتے ہیں اور کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا!'' بیٹا! واللہ آج میں کوئی ایسا آدمی نہیں جانتا' جو ان لوگوں کے طریقے پر چلتا ہو اور میں تجھے اس کے پاس جانے کا مشورہ دوں۔ ہاں البتہ اب ایک نبی کے مبعوث ہونے کا وقت آ گیا ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوگا اور ہجرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے ایک ایسے شہر میں سکونت اختیار کرے گا' جو دونوں طرف سے سنگلاخ پہاڑوں میں گھرا ہوگا۔ وہاں کھجور کے باغ بکثرت ہوں گے، اس کی نبوت کی علامتیں واضح ہونگی۔ وہ ہدیہ قبول کرے گا اور صدقہ کا مال نہ کھائے گا۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ اگر ہو سکے تو وہاں چلے جاؤ۔'' پھر وہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا اور سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا، میں عموریہ میں رہا۔ پھر بنو کلب کے ایک تجارتی قافلے سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے کہا: '' مجھے ملک عرب میں پہنچا دو اور اس کے عوض میں تمھیں اپنی یہ ساری گائیں اور بکریاں دے دوں گا۔'' اس پر وہ راضی ہو گئے اور مجھے اپنے ساتھ لے چلے۔ جب وادی القریٰ میں پہنچے تو انھوں نے غداری کی اور مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ دیا۔ میں اس کے پاس رہنے لگا۔ میں نے وہاں کھجوریں دیکھیں تو خیال کیا کہ شاید یہ وہی شہر ہو، جس کی مجھے میرے استاد نے خبر دی تھی مگر میرا دل مطمئن نہیں ہوتا تھا۔ ایک دفعہ جب میں اس کے پاس تھا، مدینے سے اس کا چچازاد بھائی آیا جو قبیلہ بنو قریظہ سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ مجھے اس سے خرید کر مدینہ منورہ لے آیا میں مدینہ میں اپنے آقا کے ہاں رہنے لگا۔ ادھر مکہ مکرمہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں رہے۔ میں غلامی کی مصروفیات کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کوئی ذکر نہ سن سکا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو ایک دن میں کھجور پر چڑھ کر کام کر رہا تھا۔ میرا آقا اس کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اس کا چچازاد بھائی آیا اور کہنے لگا: ''اللہ تعالیٰ بنو قیلہ (انصار کے دونوں قبیلوں اوس اور خزرج کو بنو قیلہ کہتے ہیں) کو ہلاک کرے۔ وہ قبا میں ایک ایسے شخص کے پاس جمع ہو رہے ہیں جو آج ہی مکہ سے آیا ہے اور کہتا ہے کہ وہ نبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔'' سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، یہ سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا اور میں کانپنے لگا۔ مجھے خطرہ تھا کہ میں اس لرزہ کی وجہ سے اپنے آقا پر گر پڑوں گا۔ اس لئے میں نیچے اتر آیا اور اس کے چچازاد بھائی سے پوچھا، ''جناب! آپ نے کیا کہا ہے؟'' یہ سنتے ہی میرے آقا نے میرے منہ پر زور سے طمانچہ مارا اور کہا: ''تجھے اس سے کیا غرض؟ تو اپنا کام کر!'' میں نے کہا: کچھ نہیں، میں صرف معلوم کرنا چاہتا تھا کہ انھوں نے کیا کہا ہے؟''

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے اپنی کھجوریں جمع کر رکھی تھیں میں وہ لیکر شام کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت قباء میں تشریف فرما تھے۔ میں نے کہا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں اور آپ کے ہمراہ کچھ مسافر اور غریب لوگ ہیں۔ میں یہ صدقہ دینا چاہتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ دوسروں کی نسبت آپ لوگ اس کے زیادہ مستحق ہیں، اسے قبول فرمایئے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا، اس کا صدقہ لے کر کھالو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے کھانے سے اپنا ہاتھ روک لیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا: یہ ایک علامت پوری ہوئی۔ پھر میں نے کچھ اور کھجوریں جمع کیں، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شہر میں منتقل ہو چکے تھے۔ میں کسی وقت وہ کھجوریں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، ''میں نے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ کا مال نہیں کھاتے، اس لیے میں احترام کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہدیہ لایا ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمایا۔ خود بھی کھایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اپنے ساتھ کھانے کا حکم دیا۔ میں نے کہا کہ یہ دوسری علامت بھی پوری ہوگئی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت البقیع میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے، اس وقت آپ نے دو چادریں زیب تن کی ہوئی تھیں میں تیسری دفعہ حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم میں بیٹھے ہوئے تھے، میں نے سلام عرض کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو کر کچھ دیکھنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سمجھ کر کہ کسی نے اس کو کوئی نشانی بتائی ہے اور یہ اس کی تصدیق کرنا چاہتا ہے اپنی چادر کندھوں سے نیچے پھینک دی میں نے مہرِ نبوت دیکھ کر تیسری نشانی بھی درست پائی پھر کیا تھا، میں نے جھک کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کو بوسہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی رو پڑے اور میں بھی رونے لگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ادھر سامنے آ جاؤ، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔'' اے ابن عباس جس طرح میں نے تمھیں اپنا واقعہ سنایا ہے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ واقعہ سن کر بہت محظوظ ہوئے۔''

سلمان رضی اللہ عنہ اپنی غلامی کی وجہ سے جنگ بدر اور جنگ احد میں شریک نہیں ہو سکے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سلمان! اپنے آقا سے مکاتبت کر لو۔'' چنانچہ میں نے اپنے آقا سے اس شرط پر مکاتبت کی کہ گڑھے کھود کر کھجوروں کے تین سو درخت لگاؤں اور کچھ سونا بھی دوں۔ جب سارے درخت ہرے بھرے ہو کر بڑھنے لگیں، تب میں آزاد ہو جاؤں گا۔ میں نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اپنے بھائی کی امداد کرو۔ چنانچہ کسی نے نرسری کے تیس، کسی نے بیس کسی نے پندرہ اور کسی نے دس پودے دینے کا وعدہ کیا۔ جب تین سو پودے پورے ہو گئے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ: ''سلمان! جہاں درخت لگانے ہیں، پہلے جا کر وہاں گڑھے کھودو اور پھر آ کر مجھے اطلاع دو، یہ پودے میں اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔'' چنانچہ میں نے اپنے دوستوں کے تعاون سے تین سو گڑھے کھودے اور آ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ تشریف لائے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پودے پکڑاتے جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنے مبارک ہاتھ سے نصب کرتے تھے، حتیٰ کہ پورے تین سو درخت لگا دیے۔ اس خدا کی قسم! جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے، ان میں سے ایک پودا بھی خشک نہیں ہوا سب ہی ہرے ہو گئے۔ اور اس طرح تین سو پودے لگانے کی شرط پوری ہو گئی۔ صرف سونا ادا کرنا باقی رہ گیا۔ اس کا اللہ تعالیٰ نے اس طرح سبب بنایا کہ سونے کی بعض کانوں سے آمدہ مرغی کے انڈے جتنا سونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فارسی مکاتب کہاں ہے؟ لوگوں نے مجھے آواز دی میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سونا لو! اور اپنے آقا سے حساب بیباک کر دو۔'' میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے جو سونا دینا ہے، یہ اس سے بہت کم ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ لے لو، اللہ تعالیٰ برکت کرے گا اور تمھاری قیمت ادا ہو جائے گی۔'' میں نے لے لیا اور اس خدا کی قسم! جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے میں نے اس سے ان کو ۴۰ اوقیہ سونا (تقریباً چار سو درھم) دے کر پوری قیمت ادا کر دی اور آزاد ہو گیا۔ پھر خندق کی لڑائی میں ایک آزاد آدمی کی حیثیت سے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا اور اس کے بعد کسی جنگ سے غیر حاضر نہیں رہا۔ (مختصر سیرۃ الرسول ص 100)

ہجرت کے پانچویں سال موسم سرما میں، جب مدینے میں عرب قبائل کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتماعی حملے کی تیاریوں کی خبریں پہنچیں تو پریشانی کی کوئی حد نہ رہی۔

خبر ملی کہ مکے کے اندر دارالندوہ میں قریش کا ایک اجلاس ہوا ہے جس میں قریش کا علمِ جنگ لہرایا گیا ..... عثمان بن طلحہ کو علم برداری کا منصب سونپا گیا۔ شاید اس لئے کہ احد میں یہ منصب عثمان کے باپ کو دیا گیا تھا اور وہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا!.....

مکے سے آنے والوں نے یہ بھی خبر سنائی کہ قریش نے ابوسفیان کی سربراہی میں چار ہزار شمشیر زنوں کا لشکر تیار کیا ہے جس میں سو گھوڑے اور ایک ہزار برق رفتار اونٹنیاں شامل ہیں .....

یہ بھی معلوم ہوا کہ بنو فزارہ سے عیینہ بن حصن کی قیادت میں گھڑ سواروں کے گروہ کے گروہ نکلے ہیں اور ان کے جلو میں بھی ایک ہزار تیز رفتار سانڈنیاں ہیں۔

قبیلہ بن مرہ کے چار سو جنگجو حارث بن عوف کی کمان میں مسلمانوں سے جنگ کیلئے نکلے ہیں ..... قبیلہ اشجع سے خبر ملی کہ انہوں نے بھی مسعر بن رخیلہ کو اپنے چار سو تیغ زنوں کا سردار بنا کر بھیجا ہے ..... ادھر سے بنو سلیم سات سو افراد کا لشکر لے کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں .... اسی طرح بنو اسد اور بنو سعد کی لشکر کشی کی تیاریوں کی بھی خبریں ملیں ساری خبریں یکجا ہوئیں تو اندازہ ہوا کہ کم و بیش دس ہزار کا لشکر ہے جو ابوسفیان کی قیادت میں مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے پر تول رہا ہے۔

صحرائے عرب میں یوں تو آئے روز کوئی نہ کوئی معرکہ ہوتا رہتا تھا لیکن فوج کشی کے لئے اتنا بڑا اژدھام پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا.....

اور فوج کشی بھی ایسی کہ ان کی تعداد میں ..... ان کے رسل و رسائل کی سہولتوں میں ..... ان کے اسلحہ میں .... ان کے رسد کے انتظامات اور مسلمانوں کے وسائل میں زمین و آسمان کا فرق تھا..... اور شاید یہ آسمانی فرق ہی تھا جس نے صحابہ کرام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہم اور آفاقی دین کی لاج رکھ لی۔ جوں ہی قریش نے مکے سے کوچ کی تیاری کی، بنوخزاعہ کے چند گھڑسواروں نے برق رفتاری کے ساتھ صرف چار دن میں مدینے کی مسافت طے کرکے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام تفصیل سے آگاہ کردیا۔

اب گنا چنا وقت رہ گیا تھا!.....

ایک ہفتے میں دشمن سر پر آن پہنچے گا.....

ایک ایک لمحہ قیمتی تھا.....

مسجد نبوی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رفقاء کو مشورے کیلئے جمع فرمایا.....

بالکل ویسے ہی جیسے جنگ احد سے قبل انہوں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تھا۔

جنگ کی حکمت عملی پر مباحثہ ہوا اور نہایت غوروخوض کے بعد ہمارے قائد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق فرمایا۔ سلمان رضی اللہ عنہ کی تجویز یہ تھی کہ جنگ مدینے کے اندر رہ کر لڑی جائے۔ مدینے کے تین اطراف پہاڑ ہیں جہاں سے حملہ نہیں ہوسکتا تھا صرف شام کی سمت پہاڑ نہیں ہیں۔ دائیں بائیں کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک ایسی گہری اور چوڑی خندق کھودی جائے جس کو عبور کرنا سانڈنی سواروں اور گھڑسواروں کے لیے ممکن نہ ہو..... انہوں نے بتایا کہ اہلِ فارس یہ طریقہ بہت کامیابی سے استعمال کرتے ہیں.... چنانچہ اسی حکمتِ عملی پر عمل کیا گیا۔

خندق کے اس طرف جو قریبی مکان تھے خالی کرائے گئے۔ تمام عورتوں، بچوں اور ضعیفوں کو خندق سے دو فرلانگ کے فاصلے پر حویلیوں اور بڑے بڑے گھروں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منتقل کر دیا گیا۔ خندق کی کھدائی سے جو چھوٹے بڑے پتھر نکلتے تھے انہیں دشمنوں پر برسانے کے لئے جگہ جگہ ڈھیر کرتے جاتے تھے۔ سلع کی پہاڑی کے دامن سے بھی مناسب وزن کے پتھروں کو جمع کر کے ان ڈھیروں میں شامل کر دیا گیا۔

بنو قریظہ سے باہمی تعاون کا معاہدہ تھا..... ان سے کدالیں .... پھاوڑے ..... بیلچے اور مٹی پھینکنے کے لئے کھجوریں رکھنے کی ٹوکریاں حاصل کی گئیں.....

منہ اندھیرے نمازِ فجر کے بعد کھدائی کرنے والوں نے اپنی قمیصیں اتار رکھی تھیں۔ جب مٹی پھینکنے کے لئے ٹوکریاں کم پڑتیں تو اپنی قمیصوں ہی میں مٹی بھر بھر کر پھینکتے جاتے تھے۔

یہ خندق مسلسل نہیں تھی!..... جگہ جگہ بڑی چٹانیں تھیں، مکانات بنے ہوئے تھے جو خود حملہ آوروں کے خلاف رکاوٹ تھے۔ جہاں پہاڑ یا مکان نہیں تھے ان حصوں میں خندق کھود کر کہیں مکانوں اور کہیں پہاڑوں سے ملانا تھا تاکہ مدافعت مکمل ہو جائے۔

خندق کھودنے والے ہر شخص کو احساس تھا کہ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ سستی کی کوئی گنجائش نہیں۔

چاہے کئی وقتوں کا فاقہ ہے، چاہے تھک کر نڈھال ہو چکے ہیں لیکن کام کئے جانا ہے کیوں کہ دشمنوں کے پہنچنے سے پہلے خندق تیار نہ ہوئی تو مدینے کا ایک فرد بھی ان کے ظلم اور سفاکی سے نہ بچ سکے گا۔

انہیں یاد تھا کہ اُحد میں ان ظالموں نے کس طرح لاشوں کا مثلہ کیا تھا اور اب تو انہوں نے اسلام کی مکمل بیخ کنی کا عزم کر رکھا تھا۔

کھدائی کرنے والے مختلف ٹولیوں میں بٹے ہوئے تھے.....

ان کے معاون سروں پر مٹی بھری ٹوکریاں لادے قطار در قطار مٹی باہر پھینکتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے تھے ..... خندق رفتہ رفتہ گہری ہوتی گئی .....

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تن دتوش کے بہت مضبوط تھے ، پھر بنو قریظہ کی ملازمت کے دوران انہیں مٹی کھودنے کی خاصی مشق ہوگئی تھی ..... ہر شخص ان کی کار کردگی پر عش عش کر رہا تھا۔

مہاجر انہیں اپنی صف میں شامل کرتے تھے ..... کہتے تھے کہ وہ بھی ان کی طرح تلاشِ حق میں باہر سے آئے ہیں۔

انصار دلیلیں دیتے کہ نہیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور سے پہلے مدینے میں موجود تھے ..... اس لئے وہ انصار میں سے ہیں!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کی باتیں سن سن کر مسکراتے رہتے۔ آخر ایک دفعہ جب یہ گفتگو طول پکڑ گئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

''سلمان ہمارا ہے۔ نبی کے گھر کا فرد ہے''

نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خندق کی کھدائی کے تمام کام میں برابر شرکت فرماتے رہے۔ کبھی ایک ٹولی کے ساتھ ہوتے کبھی دوسری کے ساتھ ..... مگر حکم تھا کہ جب کوئی مشکل پیش آئے یا کوئی غیر متوقع صورت حال کا سامنا ہو تو وہ جہاں بھی ہوں انہیں مطلع کیا جائے۔

ایسی پہلی صورت حال جابر رضی اللہ عنہ کو پیش آئی۔ وہ جہاں کھدائی کر رہے تھے وہاں زمین سے ایک اتنا بڑا پتھر نکل آیا جو کسی اوزار سے ٹس سے مس نہ ہوتا تھا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی گئی آپ وہاں پہنچے۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اس میں اپنا لعاب مبارک شامل کیا۔ پھر وہ پانی پتھر پر چھڑک دیا۔ پھر جب سب نے مل کر زور لگایا تو وہ پتھر آسانی سے اپنی جگہ سے ہٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔

دوسری مرتبہ مہاجرین کی ٹولی کی طرف سے مدد کی درخواست موصول ہوئی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ ایک بہت بڑا پتھر ہے جو کسی طرح اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پہنچے، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کدال لے کر پتھر پر ضرب لگائی جس سے ایک شعلہ بلند ہوا وہ اتنا روشن تھا کہ مدینے کا شہر اور جنوبی علاقہ روشن ہوگیا.... پھر آپ نے ایک اور ضرب لگائی تو اسی طرح چنگاریاں بلند ہوئیں لیکن اس مرتبہ اُحد اور اس کے ادھر کا تمام شمالی علاقہ روشن ہوگیا.... تیسری ضرب لگی تو پتھر ریزہ ریزہ ہوگیا اور اس مرتبہ جو روشنی نکلی تو تمام مشرقی علاقے میں چکا چوند ہوگئی.....

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے جب یہ روشنیاں دیکھیں تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی تعبیر پوچھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان پہلی روشنی میں، میں نے یمن کے محلات دیکھے۔ دوسری میں مجھے شام کے محلات نظر آئے اور تیسری روشنی میں مجھے مدائن میں کسریٰ کا سفید محل دکھائی دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے بشارت ملی ہے کہ میرے لئے پہلی روشنی کے ذریعے یمن کی راہ کھول دی گئی ہے۔ دوسری کے ذریعے شام اور تیسری کے ذریعے مشرق کے راستے وا کر دیئے گئے ہیں۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ خاندانی اعتبار سے کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ ان کے والد اپنے علاقے کے رئیس تھے۔ لیکن سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندانی مرتبے پر کبھی فخر نہ کیا۔ کوئی آپ رضی اللہ عنہ سے آپ کے آباؤاجداد کے متعلق سوال کرتا تو آپ رضی اللہ عنہ کیا خوب جواب دیتے ہیں کہ ''میری شناخت اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور میں اسلام کا فرزند ہوں۔ غزوہ خندق میں مسلمانوں کے کامیاب دفاع کا سہرا سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے سر جاتا ہے۔ جنہوں نے کمال بصیرت، اپنی جنگی مہارت کے ساتھ خندق کا مشورہ دیا اور اس کی کھدائی میں بھرپور رہنمائی کی۔ یوں اللہ کے دشمن ناکام و نامراد لوٹے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذان کی آواز بلند ہوئی تو مدینہ کے سارے لوگ کام چھوڑ کر مسجد کی طرف چل دیئے۔ اذان آج معمول سے ذرا پہلے ہوئی تھی کچھ لوگوں نے یہ محسوس بھی کیا کہ ابھی نماز کے لئے کچھ وقت باقی ہے لیکن بلاوا چونکہ مسجد سے آیا تھا اس لئے سب نے اپنے کام ادھورے چھوڑے اور اللہ کے گھر میں حاضر ہو گئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھار ایسا کیا کرتے تھے۔ جب کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو کسی خاص بات سے آگاہ کرنا ہوتا تو آپ بلال رضی اللہ عنہ کو بلاتے اور انہیں اذان کہنے کا حکم فرماتے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے تمام کام چھوڑ کر مسجد میں حاضر ہو جاتے۔ آج بھی کچھ ایسا ہی معاملہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کو بڑی اہم خبر سنانا چاہتے تھے۔ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اذان ہوئی۔ مدینہ کے تمام مرد اور عورتیں مسجد میں جمع ہو گئے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں بیٹھے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ مسجد میں آنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وآلہ وسلم کو ہشاش بشاش دیکھا تو سمجھ گئے کہ کوئی بہت اہم خبر ہے جس سے آپ لوگوں کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔

''تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے.....؟''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر بیٹھتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بلند آواز میں جواب دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تجسس مزید بڑھ گیا۔ ہر کوئی اپنی اپنی جگہ بیٹھا شوق سے سن رہا تھا اور دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ نہ جانے کونسی اہم خبر ہے جسے سنانے کے لئے آپ بڑے خوش ہو رہے ہیں۔

''میں نے تمہیں اس لئے جمع کیا ہے''۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے کہا: ''تمیم داری ایک عیسائی نوجوان تھا اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت نصیب فرمائی اور اب وہ اسلام لا چکا ہے وہ میرے پاس آیا اس نے بیعت کی اور اسلام قبول کر لیا۔

اس نے اپنی باتوں کے دوران مجھے ایک ایسی بات بتائی جو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں اور تمہیں اکثر اس بات سے خبردار کر چکا ہوں۔

تمیم نے مجھے بتایا کہ مجھے ایک دفعہ سمندر میں سفر کرنا پڑا اہم کل تیس آدمی تھے اور ایک کشتی۔ کشتی سمندر کی موجوں کے تھپیڑے کھاتی..... لہروں پر تیرتی چلی جا رہی تھی۔ اچانک سمندر میں طوفان آ گیا۔ تیز ہوا چلنے لگی اور پانی کی لہریں اچھل اچھل کر بلند ہونے لگیں۔ کشتی کے مسافر پریشان ہو گئے۔ ہر کوئی اپنے اپنے خداؤں کو پکارنے لگا..... کسی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ سمندر سے اٹھنے والی لہریں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سمت کی بجائے ہر طرف سے کشتی کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھیں۔ کشتی اپنی منزل سے ہٹ کر سمندر کی طوفانی موجوں کے رحم وکرم پر تھی۔ ایک طرف سے آنے والا پانی کا ریلا کشتی کو اپنے ساتھ بہا لے جاتا تو دوسری طرف اس سے بڑی موج کشتی کو اپنے ساتھ کسی اور سمت لے جاتی۔ کشتی کا ملاح کچھ دیر تک تو سمندر کی بے رحم موجوں کا مقابلہ کرتا رہا اور اپنی کشتی کو بھنور سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش میں رہا لیکن جب اس کی ہر تدبیر ناکام گئی تو وہ بھی چپو ایک طرف رکھ کر بیٹھ گیا۔ مسافروں کے ساتھ ساتھ خود ملاح بھی پریشان تھا کہ ایسی بے رحم موجوں کا مقابلہ کیسے کرے۔ ڈوبتے سورج نے مسافروں کی پریشانی میں اور بھی اضافہ کر دیا۔

سورج غروب ہونے کے قریب تھا اور اس کی روشنی آہستہ آہستہ ختم ہوتی چلی جارہی تھی۔ اپنی منزل کی خبر ہوتی تو رات ہونے کا کوئی ڈر نہ تھا لیکن اب تو یہ خبر بھی نہ تھی کہ کشتی کس سمت جارہی ہے اور سمندر کی لہریں کشتی کو کب تک سلامت رہنے دیں گی۔ رات ہوئی اور کشتی اسی طرح سمندر کی مچلتی لہروں پر ڈولتی رہی کسی کو کچھ خبر نہ تھی کہ کشتی کس سمت رواں ہے اور اس کا انجام کیا ہوگا۔ رات کا اندھیرا اور پھیل گیا تو سمندر میں ہر طرف تاریکی چھا گئی..... کشتی کے مسافر اب ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے بس ایک آواز تھی جو آدمی کے موجود ہونے کا پتہ دیتی تھی یوں ہی خوف وہراس کے عالم میں رات بیت گئی اور صبح کی پو پھٹتے ہی اندھیرے کی جگہ سمندر میں چاروں طرف اجالا پھیلنے لگا۔ کشتی کے رات بھر چلنے کے بعد کسی کو معلوم نہ تھا کہ کس جگہ پہنچ گئے ہیں۔ رات بھر کشتی ہچکولے کھاتی پانی کی لہروں پر تیرتی رہی اور اب صبح ہونے پر بھی سمندر کی موجیں جس طرف پانی کا بہاؤ کر دیتیں کشتی اسی طرف چلنے لگتی۔ یوں سمندر میں پھنسے ایک دن اور گذر گیا اور رات آ گئی پھر رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات آتی رہی اور کشتی کو سمندر میں پھنسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورے تیس دن گذر گئے۔

تیس دن بعد سمندر میں بھولے بھٹکے مسافروں کو دور کہیں ایسا نظر آیا جیسے کچھ درخت سمندر میں کھڑے ہوں۔ تیس دن سے مصیبت میں پھنسے ان مسافروں کے لئے وہ درخت زندگی کی نئی امید بن گئے۔ ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' کے مصداق۔

ملاح نے پورے زوروں سے چپو چلائے اور کشتی رانی کرتے ہوئے ان درختوں کی طرف بڑھنے لگا۔ کشتی کے مسافر جو موت کی امید کر بیٹھے تھے ان کے چہروں پر اب زندگی کی مسرتیں دوڑ رہی تھیں کشتی اور قریب ہوئی تو درخت واضح دکھائی دینے لگے۔

سورج غروب ہونے کے قریب تھا اور ملاح تیس دنوں میں ملنے والا پہلا موقع کھونا نہیں چاہتا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ اگر رات ہوگئی تو سمت کا اندازہ لگانا مشکل ہوجائے گا اور ہوسکتا ہے کہ سمندر کی لہروں میں اور تیزی آجائے اور یوں ہم اس ہلکی سی امید سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں۔ ملاح پوری قوت سے چپو چلا رہا تھا تاکہ شام ہونے سے پہلے پہلے وہ ان درختوں کے پاس پہنچ جائے۔

کشتی آہستہ آہستہ درختوں کی طرف بڑھتی رہی۔ درخت اور قریب ہوئے تو مسافروں کو یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ یہ سمندر میں کوئی جزیرہ ہے۔ ملاح کی محنت برآئی اور ابھی سورج مکمل غروب نہ ہوا تھا کہ کشتی جزیرے کے قریب پہنچ گئی۔ ملاح نے ایک مناسب جگہ پر کشتی کو لنگر انداز کردیا۔ یہاں سے آگے جانے کے لئے چھوٹی کشتی کی ضرورت تھی جو ان کے پاس پہلے سے موجود تھیں مسافروں کی تقسیم ہوئی اور وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر بیٹھ کر جزیرے پر جا اترے۔

سب مسافروں نے جزیرے پر قدم رکھتے ہی سکھ کا سانس لیا۔ تیس دن تک وہ زندگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور موت کی کشمکش میں رہے تھے اب موت کا خوف کچھ کم ہوا تو ان کو راحت اور سکون کے کچھ لمحات میسر آگئے تھے۔ اسی خوشی میں وہ اس پراسرار جزیرے کو دیکھ رہے تھے۔سورج غروب ہو رہا تھا اور اندھیر چھا رہا تھا۔غروب ہوتے سورج نے انہیں مغرب مشرق کی سمتوں کی پہچان کروادی تھی لیکن انہیں یہ خبر نہ تھی کہ وہ کس جگہ موجود ہیں۔

مسافروں کو جزیرے پر اترے ابھی زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ درختوں کے درمیان سے ایک عجیب وغریب قسم کا جانور نمودار ہوا۔ جانور کے پورے جسم پر بال ہی بال اُگے ہوئے تھے بال اس قدر لمبے اور گھنے تھے کہ یہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ جانور کا اگلا حصہ کونسا ہے اور پچھلا حصہ کونسا۔

سارے مسافر اس عجیب وغریب جانور کو دیکھ کر حیران پریشان ہوگئے ۔اس سے پہلے انہوں نے ایسا جانور دیکھا تو کجا سنا تک نہ تھا اور اب ایک پراسرار جزیرے پر اس عجیب جانور کو دیکھ حیرت میں پڑ گئے تھے۔

''ہائے افسوس یہ کیا بلا ہے.....؟''

ایک مسافر نے تعجب سے دیکھتے ہوئے دوسرے مسافر سے پوچھا جو خود بھی حیرانگی میں ڈوبا ہوا تھا۔

جانور نے مسافر کی یہ بات سن لی تھی ۔ مسافر تو کچھ نہ بولا البتہ جانور نے جواب دیتے ہوئے کہا:''میں جاسوس ہوں''۔

جانور نے انسانی زبان میں بات کی تو مسافر اور بھی پریشان ہوگئے کچھ مسافر تو یہ سوچ کر نڈھال ہوگئے کہ ہو نہ ہو یہ شیطان ہے اور ہمارے سامنے آگیا ہے.....

''تمہاری جاسوسی کا کیا مقصد.....؟ اور تم کس کے لئے جاسوسی کرتے ہو.....؟''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مسافر نے ہمت کر کے اس جانور سے پوچھا۔

''میں جس کے لئے جاسوسی کرتا ہوں وہ تم سے ملنے کا بہت اشتیاق رکھتا ہے۔ وہ تم سے باتیں کرنا چاہتا ہے لہٰذا تم میرے ساتھ چلو''۔

مسافروں کی حیرت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جارہی تھی۔ اب نہ جانے وہ کیا بلا ہے جس کی طرف یہ لے جانے والا ہے۔ تمام مسافر چپ چاپ اس کے پیچھے ہو لیے۔

جانور درختوں کے درمیان بنے راستے سے ہوتا ہوا ایک پرانے محل کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ محل کو چاروں طرف سے بلند وبالا درختوں نے گھیر رکھا تھا۔ مسافروں نے پریشان نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور پھر جانور کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

عجیب وغریب جانور نے پھر حرکت کی اور ایک بڑے دروازے سے گذرتے ہوئے مسافروں کو محل کے اندر لے گیا۔

محل کے اندر ایک بہت بڑا آدمی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اس سے پہلے اتنی بڑی قد وقامت اور ہیبت والا آدمی انہوں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔

وہ آدمی گھٹنوں تک لوہے میں جکڑا ہوا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ زنجیروں سے گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اس نے مسافروں کو دیکھتے ہی ایک زور دار جھٹکا دیا اور زنجیروں سے آزاد ہونے کی کوشش کی لیکن مضبوط اور طاقتور زنجیروں نے اس کی یہ خواہش پوری نہ ہونے دی۔

مسافر ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے یہ جزیرہ ان کے لئے اس قدر پُراسرار تھا کہ ہر قدم پر انہیں کسی نہ کسی پریشان کن حیرت ناک مرحلے سے دوچار ہونا پڑ رہا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کم بخت تم کیا چیز ہو''.....ایک مسافر نے زنجیروں میں جکڑے ہوئے اس قبیح صورت اور ہیبت ناک آدمی سے پوچھا۔ میں کیا ہوں اور کون ہوں.....یہ تو تم جان ہی لوگے پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو.....؟''

اس نے سوال کرنے والے مسافر کو جواب دیا۔

''ہم عرب کے لوگ ہیں لخم اور جذام کے قبیلوں سے ہمارا تعلق ہے ہم سب سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ اچانک سمندر میں طوفان آ گیا اور ہماری کشتی بھنور میں پھنس گئی۔ سمندر میں پھنسے تیس دن گذر گئے ان تیس دنوں میں ہم سمندر میں بھٹکتے رہے۔ ہمیں کچھ سمجھ نہیں آتی تھی کہ ہم کہاں ہیں اور کدھر جا رہے ہیں بالآخر ایک روز ہم اس جزیرے پر اتر آئے یہاں اترتے ہی گدھے کی طرح کا عجیب وغریب جانور ملا اس کے پورے جسم پر لمبے لمبے بال تھے اور ان بالوں کی وجہ سے معلوم ہی نہ ہوتا کہ اس کا اگلا حصہ کون سا ہے اور پچھلا حصہ کونسا ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ تمہارا جاسوس ہے اور تم ہم سے ملنے کا بڑا اشتیاق رکھتے ہو۔ وہ ہمیں تمہارے پاس لے آیا.....مسافر کے خاموش ہوتے ہی زنجیروں میں جکڑا آدمی بولا: ''ذرا مجھے نخلستان بیسان کے متعلق تو بتاؤ.....؟''

''ان کے متعلق کیا جاننا چاہتے ہو.....؟''

''نخلستان کے متعلق میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہاں کھجوروں پر پھل لگتا ہے کہ نہیں.....؟''

''ہاں پھل لگتا ہے.....'' ایک مسافر نے جواب دیا

''خبردار.....عنقریب ان پر پھل لگنا بند ہوجائے گا'' قیدی نے غصے بھرے لہجے میں کہا

وہ پھر مسافروں سے مخاطب ہوکر بولا: ''اچھا طبرستان کے دریاؤں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق تو بتاؤ.....؟ مسافروں نے کہا کہ دریا کے متعلق کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ وہ بولا: ''اس میں پانی ہے؟ ہاں اس میں پانی موجود ہے۔ تو پھر اس کا پانی عنقریب ختم ہو جائے گا۔

اس نے آنے والے وقت کی خبر سے آگاہ کیا پھر بولا: ''مجھے زغر کے چشمے کے متعلق تو کچھ بتاؤ.....؟''

''کیا پوچھنا چاہتے ہو.....؟''

''یہی کہ چشمے میں پانی ہے کہ نہیں اور اگر پانی ہے تو پھر وہاں کے لوگ اس پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں کہ نہیں.....؟ ''اس میں پانی ہے اور اس پانی سے وہاں کے لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں'' .....اچھا ذرا مجھے اُمیّوں کے نبی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق تو آگاہ کرو.....؟

''انہوں نے مکہ سے اپنی دعوت کا آغاز کیا اور اب وہ مکہ سے نکل کر مدینہ میں موجود ہیں۔''

کیا وہ عرب کے لوگوں کے ساتھ کوئی لڑائی لڑے۔''

''ہاں''۔

''عربوں نے لڑائی میں اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟''

''لڑائی میں وہ عربوں پر غالب رہے اور بہت سے عربوں نے تو ان کی اطاعت بھی کر لی ہے اور اب وہ خود کو ان کی تابعداری میں رکھتے ہیں۔''

''یہ سنتے ہی وہ غصے سے پھنکارا اور زنجیروں کو جھٹکا دیا۔''

پھر مسافروں کو مخاطب کر کے بولا:

''اب میں تم کو خود کے متعلق بتاتا ہوں، میں دجّال ہوں اور تمہاری باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھے یہاں قید سے جلد چھٹکارا ملنے والا ہے لگتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ زمانہ قریب آ گیا ہے جب مجھے یہاں سے نکلنے کی اجازت ملے گی پھر اس جزیرے سے نکلوں گا اور چالیس دنوں میں ساری دنیا گھوموں گا دنیا میں کوئی بستی اور گاؤں ایسا نہ ہوگا جہاں سے میرا گذر نہ ہوگا۔ ہاں مکہ اور مدینہ کے شہروں میں جانا میرے بس سے باہر ہے۔ مجھے وہاں جانے کی اجازت نہیں۔ میں ان دونوں شہروں میں داخل ہونے کی کوشش بھی کروں گا تو میرے آگے فرشتے رکاوٹ بن جائیں گے۔ان کے ہاتھوں میں تلواریں ہونگی اور وہ مجھ سے لڑیں گے"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے انہماک سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی تمیم داری رضی اللہ عنہ کے اس پراسرار جزیرے پر دجال سے ملنے کی داستان سن رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر بیٹھے بیٹھے لاٹھی اٹھائی اور اس کو زور سے منبر پر مارا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس دلچسپ داستان میں کھوئے ہوئے تھے وہ لاٹھی کی آواز پر متوجہ ہوئے تو پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"طیبہ یہی ہے..... طیبہ یہی ہے.....طیبہ یہی ہے..... طیبہ سے مراد مدینہ منورہ ہے اور دجال اس شہر میں داخل نہیں ہوسکتا..... کیا میں تمہیں پہلے سے ہی اس دجال کے متعلق آگاہ نہیں کر چکا.....؟

"ہاں بالکل آپ پہلے ہی اس کے متعلق آگاہ کرتے رہے ہیں" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"تمیم داری نے جب یہ بات مجھے بتائی تو یہ اس فتنہء دجال ہی کا ایک حصہ تھی جس کے متعلق میں تمہیں آگاہ کرتا رہا ہوں اور یہ جان لو کہ کیا وہ شام یا یمن کے سمندر میں ہے.....نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے.....مشرق کی طرف .....وہ مشرق کی طرف ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مشرق کی طرف کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرق کی طرف بحر ہند ہے اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کی کشتی طوفان میں پھنس کر جس پراسرار جزیرے پر پہنچ گئی تھی وہ اسی بحر ہند میں کہیں ہے اسی پراسرار جزیرے میں جہاں دجال قید ہے اس کے متعلق تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بعد اب تک کوئی نہیں پہنچ سکا اور نہ ہی کسی کو اس پراسرار جزیرے کے متعلق کوئی خبر ہے۔تمیم داری رضی اللہ عنہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مذہب کے ممتاز عالم تھے اور انجیل پر پوری پوری دسترس رکھتے تھے۔لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔زمانہ جاہلیت میں نیک فطرت غریبوں محتاجوں کے سہارا تھے۔یہود ونصاریٰ کے ممتاز علماء میں آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ہوتا تھا۔ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ وہ کتاب عہدِ قدیم وجدید کے ماننے والوں میں سے تھے۔۔اسی وجہ سے یہود ونصاریٰ دونوں ان کو اپنے علماء میں شمار کرتے تھے۔آپ بہت ہی ذہین تھے۔جو کچھ پڑھتے ازبر کرلیا کرتے تھے۔آپ کی طبیعت میں عجز وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ریاکاری، نمود ونمائش سے سخت نفرت تھی۔خوش وضع خوش پوش تھے۔ظاہر وباطن شفاف تھا۔ذی شعور ومعاملہ فہم تھے۔مکہ اور مدینہ منورہ کے لوگ تجارت کے سلسلے میں اکثر ملک شام جاتے رہتے تھے۔ان سے داعی الی الحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوتِ توحید کا حال سن کر ان کے دل اور ضمیر نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی صداقت کی گواہی دی اور وہ حق کی جانب مائل ہوگئے تاہم عرصہ تک انہیں آبائی وطن سے باہر نکلنے کا موقع نہ ملا۔

۹ھ ہجری میں اپنے بھائی نعیم کے ساتھ مدینہ طیبہ آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ متاخرالاسلام ہونے کے باوجود ان کا شمار فضلاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے اسلام لانے کے بعد انہوں نے مدینہ طیبہ میں رہائش اختیار کرلی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجرت نبوی ﷺ کے بعد چند ماہ میں مسجد نبوی تعمیر ہوگئی۔ اس کی تعمیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفس نفیس حصہ لیا۔ یہ مسجد ہر قسم کے تکلفات سے خالی اور انتہائی سادگی کا مظہر تھی۔ کچی اینٹوں اور ناتراشیدہ پتھروں کی دیواریں کھجور کے ستون اور کھجور کے پتوں کا چھپر اور سنگریزوں کا فرش تھا۔ لیکن اس کو جن مقدس ہاتھوں نے تعمیر کیا اور جن کے سجدوں سے یہ معمور ہوئی ان کی عظمتوں کے سامنے فلک الافلاک کی رفعتیں ہیچ تھیں۔ سالہا سال تک مسجد نبوی میں روزِ اول کی سی سادگی قائم رہی یہاں تک کہ رات کو روشنی کا بھی کوئی اہتمام نہیں تھا۔ صحابہ چاند یا ستاروں کی روشنی میں نماز ادا کرتے البتہ کبھی کبھی صحابہ رضی اللہ عنہم عظام کھجور کی شاخوں میں مشعلیں جلا کر لے آتے تھے۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ملک شام سے مدینہ طیبہ آتے وقت اپنے ساتھ کچھ قندیلیں اور ان میں جلانے کا تیل اپنے ساتھ لائے۔ ۹ ہجری کا ذکر ہے کہ ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں نماز کیلیے تشریف لائے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ مسجد میں جابجا قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں اور ان کی روشنی نے مسجد کو بقعہء نور بنا رکھا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے انور پر بشاشت پھیل گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا۔ ''آج مسجد میں روشنی کس نے کی ہے۔'' انہوں نے ایک نہایت ہی پاکیزہ صورت اور خوش پوش صاحب کی طرف اشارہ کیا۔ رحمتِ دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کام پر بے حد مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور ان کے لیے بہت ہی دعائیں دیں۔ اور فرمایا کہ اگر میری کوئی لڑکی ہوتی تو میں اس کا نکاح (روشنی کرنے والے) اس شخص سے کر دیتا۔ اس وقت مسجد میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت نوفل رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن حارث بن عبد المطلب بھی موجود تھے انہوں نے فوراً عرض کیا: ''یا رسول اللہ میری بیوہ لڑکی ام المغیرہ موجود ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہیں تو اس کا نکاح ان صاحب سے کر سکتے ہیں۔'' سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تجویز منظور فرمائی اور اسی مجلس میں ان سے حضرت ام المغیرہ رضی اللہ عنہ کا نکاح کر دیا۔ یہ خوش بخت جنہوں نے سب سے پہلے مسجد نبوی میں باقاعدہ روشنی کا اہتمام کیا اور رحمت دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر مسرور کیا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف ان کو اپنی دعاؤں سے نوازا بلکہ اپنی بھتیجی کا نکاح بھی ان سے کر دیا حضرت تمیم رضی اللہ عنہ بن اوس داری تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد میں روشنی کرنے کی ابتداء کی (ابن ماجہ) اسی وجہ سے وہ دواڑھائی سال کی مدت میں فضلاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہو گئے۔ غزوۂ تبوک کے سوا تمام غزواتِ نبوی گزر چکے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے غزوۂ تبوک میں شرکت کا شرف حاصل کیا ہوگا۔ علامہ ابن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عہد رسالت میں قرآن مجید جمع کیا حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل تھے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید سے خاص شغف تھا اور صحبتِ نبوی ﷺ سے خوب استفادہ حاصل کیا اور قرآن مجید کے علما میں شمار ہونے لگے۔ رحمت دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو گزارے کیلئے ملک شام میں ایک گاؤں عینون بطور جاگیر مرحمت فرمایا تھا اور اس کا تحریری فرمان بھی لکھ دیا تھا۔ ملک شام فتح ہونے سے بہت پہلے اس کی اراضی میں سے جاگیر عطا کرنا خصوصیات نبوت سے ہے۔ اور بعض محدثین نے اسے معجزاتِ نبوی ﷺ میں شمار کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا بھی پورا پورا خیال رکھتے تھے اور ہمیشہ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مقدس کو اپنے پیش نظر رکھتے تھے کہ تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو مخلوق خدا کو نفع پہنچائے۔

حافظ ابن حجر کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک دفعہ حرہ کے مقام پر ایک جگہ آگ بھڑک اٹھی اس آگ کے پھیل جانے سے کھجور کے باغوں کو نقصان پہنچنے کا خطرہ تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فوراً مقام حرہ گئے اور اپنی جان تکلیف میں ڈال کر آگ کو بجھا دیا۔ ان کا یہی جذبہء خیر تھا جس کی بنا پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو "خیر اہل المدینہ" کے خطاب سے نوازا اور وہ لوگوں میں بڑی عزت واحترام کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ انہوں نے جو مسجد نبوی میں روشنی کرنے کا آغاز کیا وہ آخر تک ان کی یاد تازہ کرتا رہے گا۔ سیدنا تمیم داری کی اولاد میں ایک بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ یہ عظیم صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۴۰ ہجری میں ملک شام کے گاؤں جرون میں اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا اور اسی گاؤں میں محو استراحت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو نور سے بھر دے اور نیکو کاروں میں شمار کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ

تاریک رات تھی اور فضا میں ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ گھر کے وسیع صحن میں کھلے آسمان تلے چارپائی بچھی تھی اور وہ چارپائی پر لیٹے مسلسل کروٹیں بدل رہے تھے، رات کا ایک طویل حصہ بیت چکا تھا، اور نیند اُن کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی، وہ گہری سوچ میں ڈوبے تاروں بھرے آسمان کو تک رہے تھے دل میں کئی طرح کے خیال آتے اور گزر جاتے بے تابی اور اضطراب کی حالت نے انہیں فیصلہ کرنا دشوار کر چھوڑا تھا۔

وہ شش و پنج کی حالت میں دیر تک پڑے سوچتے رہے اور پھر فیصلہ کن لہجے میں بولے:

''مجھے کیا ضرورت ہے کہ بلاوجہ اپنے ہاتھوں کو بے گناہوں کے خون سے رنگین کرتا پھروں۔''

یہ الفاظ اس بات کے مظہر تھے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف ہونے والی جنگ میں حصہ نہیں لیں گے۔

مکہ میں ان دنوں ہر طرف لڑائی کا غلغلہ تھا بدر اور احد کے بعد مکہ کے کافر مدینہ میں بسے مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ کا منصوبہ بنا رہے تھے اور انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورے مکہ میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ اب مسلمانوں کے ساتھ فیصلہ کن جنگ ہوگی۔ لہٰذا مکہ کا ہر باشندہ اس جنگ میں اپنے مال کا حصہ بھی دے گا اور خود جنگ میں شریک بھی ہوگا۔

پورے مکہ میں جنگ کی تیاری عروج پر تھی اور وہ ابھی تک فیصلہ نہیں کر پائے تھے کہ اس جنگ میں حصہ لیں یا نہ۔

بالآخران کے ضمیر نے فیصلہ دے دیا کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینا احمقانہ کام ہوگا۔

مکہ سے لشکر تیار ہو کر مدینہ چلا گیا اور مدینہ والوں نے اپنے دفاع کے لیے خندق کھود کر دفاعی پوزیشن مضبوط بنا رکھی تھی۔

مکہ کے کافروں نے جاتے ہی طبل بجا دیا معرکہ شروع ہوا تو مسلمان خندق کے اس پار مدینے کی طرف تیر اندازوں کے پرے جمائے بیٹھے تھے اور کفار خندق کے اس پار خندق عبور کرنے کی کوشش میں کبھی قریب آتے تھے..... کبھی تیروں کی بارش سے زخمی ہو کر پلٹ جاتے تھے۔

ادھر سے بھی تیر اندازی ہو رہی تھی۔ ایک تیر سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کے بازو میں لگا جس سے ان کی ایک رگ کٹ گئی۔

ادھر بھی بہت سے لوگوں نے تیروں کے زخم کھائے، قریش اور غطفان کے کئی گھوڑے بھی تیروں سے زخمی ہو کر گرے۔

خندق میں ایک جگہ ایسی تھی جس کی چوڑائی نسبتاً کم تھی، دشمنوں کی اس پر نظر تھی..... وہ سارا دن اس جگہ کا معائنہ کرتے رہتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی وہاں اپنا پہرہ سخت کر رکھا تھا۔

ایک لمحہ ایسا آیا کہ قریش کے دستوں نے محسوس کیا کہ اس مقام پر مسلمانوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہرہ اتنا سخت نہیں رہا۔ چنانچہ عمرو بن عبدالود، عکرمہ، ضرار بن الخطاب اور قبیلہ مخزوم کے نوفل نے گھوڑوں کو مہمیز دی اور خندق پار کر کے مسلمانوں کے سر پر آ پہنچے

علی رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے چشم زدن میں آگے بڑھ کر ان کا راستہ روک دیا۔

عمرو بن عبدالود نے مبارزت طلب کی اور علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔ باقی الٹے قدموں لوٹے اور آناً فاناً خندق پار کر گئے۔ لیکن نوفل کا گھوڑا خندق پار نہ کر سکا اور سوار سمیت خندق میں گر گیا۔ نوفل پر مسلمانوں نے پتھروں کی بوچھاڑ کر دی۔ آخر اس بدنصیب نے خود ہی درخواست کی اس سے بہتر ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ چند مسلمان نیچے اترے اور اسے قتل کر کے اس کی لاش پر مٹی پھینک دی۔

اب جنگ کی صورت حال بالکل واضح ہوگئی تھی مگر در پردہ دو شخص ایسے کردار ادا کر رہے تھے جو بے حد اہمیت کے حامل تھے اور جس سے عام لوگ بے خبر تھے.....!

ایک تو حیٔ بن اخطب کا کردار تھا جو بنو قریظہ کے درپے تھا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا معاہدہ توڑ دیں۔ بنو قریظہ کا سردار کعب بن سعد اور بنو قریظہ کے تمام لوگ اسے منحوس سمجھتے تھے، کیونکہ اس کی وجہ سے بنو نضیر پر آفت نازل ہوئی تھی۔

جب حیٔ بن اخطب بنو قریظہ کے قلعے پر پہنچا تو اس کا نام سن کر کعب نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ بڑی منت سماجت کے بعد اس نے دروازہ کھلوایا تو کعب اس کی کوئی بات سننے پر رضامند نظر نہ آیا۔ حیٔ اپنے دلائل پیش کرتا گیا اور آخر کعب کو اپنی چکنی چپڑی باتوں میں لے آیا کہ وہ ان کے ساتھ جان دے گا''

کعب اس کی لچھے دار باتوں میں آ گیا۔ حیٔ نے ان کا تحریری معاہدہ منگوایا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہاتھوں سے اس کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کر دیا۔ کعب نے جب اپنے قبیلے کے لوگوں کو یہ خبر سنائی تو ان میں سے اکثر نے اس کی مخالفت کی مگر پس وپیش کا وقت اب گزر چکا تھا اور کعب نے کفار کی حمایت کی ٹھان لی تھی۔

خندق کے اس پار بنوقریظہ میں بھی منافقین کی خاصی تعداد اپنے کاموں میں سرگرم تھی۔ ان کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کانوں میں خبر پڑی کہ بنوقریظہ معاہدہ منسوخ کر چکے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد پریشان ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً اوس کے سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ خزرج کے سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ زبیر اور اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر کو اس ناگہانی خبر کی تصدیق کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ لوگ بنوقریظہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے انہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف توہین آمیز الفاظ استعمال کرتے سنا۔ بنوقریظہ نے ان کی ایک دلیل نہ سنی۔ واپس آ کر انہوں نے بڑی پردہ داری سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صورت حال سے مطلع کر دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی روداد سن کر بآواز بلند اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور مسلمانوں کو حوصلہ بلند رکھنے کی تلقین کی۔

بنوقریظہ کی بدعہدی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد پریشان تھے۔ دشمنوں کی صفوں میں بھی کچھ پریشانیاں تھیں۔ بنوغطفان کا قریش اور یہود سے کوئی اصولی معاہدہ نہیں تھا وہ انہیں لوٹ مار اور خیبر کی فصل کے نصف حصے کا لالچ دے کر ساتھ لائے تھے۔ اب بنوغطفان محاصرے کے طول سے گھبرا رہے تھے۔ اپنی اور اپنے گھوڑے اور اونٹوں کی خوراک کی کمی انہیں بدحال کئے جا رہی تھی۔ دو ہفتے گزر چکے تھے ہر روز ان کے کئی گھوڑے بھوک سے نڈھال ہو کر مر جاتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنا ایک نمائندہ حارث غطفانی، محسن عالم صلی اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وآلہ وسلم کی طرف بھیجا اور کہا کہ اگر آپ ہم کو مدینے کی کھجوروں کی فصل سے نصف دینے پر رضامند ہوں تو ہم اپنے گھروں کو واپس لوٹ جائیں گے .....

مگر انصار مدینہ اس پر راضی نہ ہوئے .....

پہلے دن کی شدید ترین لڑائی کے بعد جب رات ہوتے ہی دونوں فوجیں اپنے اپنے خیموں میں چلی گئیں تو دونوں لشکروں میں جنگ کے متعلق تبادلہء خیال ہو رہا تھا۔

مکہ میں جو شخص کھلے آسمان تلے کسی فیصلے کی وجہ سے پریشان تھا وہ مکہ سے قریشی لشکر کے ساتھ چلا تو آیا لیکن یہاں آ کر وہ لڑ نہ پایا۔ رات کو جب ہر طرف ہنگامے تھے وہ ایک خیمے میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ وہ کیا کرے بالآخر وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد اٹھا اور دبے پاؤں لشکر سے باہر نکل گیا۔ وہ انتہائی تیز اور بیدار مغز آدمی تھا اس کی ہوشیاری کا ایک زمانہ واقف تھا وہ اس قدر تیزی اور خیمہ طریقے سے چھاؤنی سے نکلا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اس کا رخ اس طرف تھا جہاں مسلمانوں نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا وہ بے خوف وخطر رات کی تاریکی میں چلتا ہوا مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہو گیا یہاں بھی اس نے اپنی چست چالاکی اور عقل ودانش کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی کو شک نہ ہونے دیا وہ چلتے چلتے سیدھا اس خیمے میں چلا گیا۔ جہاں مسلمانوں کے سپہ سالار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ اسے کچھ سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کہے اور اسے کیا کہنا چاہیئے۔ دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو گئی تھی اور اسلام قبول کرنے کے لئے اپنے لشکر سے چپ چاپ چلے آئے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے خیمے میں دیکھا تو فرمایا۔

''تم نعیم بن مسعود ہو''.....؟

آنے والے نے ہاں کہا اور ساتھ ہی سر کو جھکا دیا رات کا وقت تھا اس لئے نبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اس وقت کیسے آنا ہوا.... نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا

"میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں..... گواہی دینا چاہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو پیغام آپ لائے ہیں وہ برحق ہے"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور انہیں کلمہ پڑھا کر اسلام کے رنگ میں رنگ دیا۔

سیدنا نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ دیر تک بیٹھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ باتیں کرتے رہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جانتے ہیں میں چالاکی میں بہت ماہر ہوں اب میں مسلمان ہوگیا ہوں لہٰذا میری خواہش ہے کہ میں اس ہتھیار کو آزماؤں کہ مسلمانوں کو کچھ فائدہ ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہت خوب واقعی تم واپس جاؤ اور جا کر اس لشکر کے درمیان پھوٹ پیدا کرو۔

نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ رات کی تاریکی میں جیسے چپ چاپ آئے تھے ایسے ہی واپس قریش کے لشکر میں چلے گئے۔

سیدھے بنو قریظہ کے پاس پہنچے۔ کعب نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی، لیکن نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا: اس وقت میں اپنی خاطر تواضع کرانے نہیں آیا بلکہ تم کو ایک بڑی مصیبت سے خبردار کرنے آیا ہوں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیمان شکنی ہو سکتا ہے تمہیں بہت مہنگی پڑے۔ کعب جو یہ سننے کے لئے بالکل تیار نہیں تھا ایک دم چوکنا ہوگیا.....

نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا: جنگ بہرنوع جنگ ہے اور آخری میدان کسی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ بھی رہ سکتا ہے۔ اگر قریش اور بنو غطفان وغیرہ کامیاب ہوتے ہیں تو کوئی مضا ئقہ نہیں لیکن اس ایک فیصد اتفاق سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی کہ کسی وجہ سے جنگ کا پانسہ پلٹ جائے اور قریش اپنے ساتھیوں سمیت اپنے گھروں کا رخ کر جائیں ، پھر تمہارا کیا حشر ہوگا ؟ ..... تمہیں تو یہاں مسلمانوں کے درمیان ہی رہنا ہے۔ مسلمانوں کے انتقام کے تصور ہی سے میرے رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں۔ تم لوگوں کا تو نشان باقی نہیں رہے گا ..... کعب یہ باتیں غور سے سن رہا تھا۔

نعیم رضی اللہ عنہ کے خدشات بنو قریظہ کو اپنے دل کی آواز محسوس ہوئے۔ مگر اب کیا ہوسکتا تھا۔ وہ معاہدہ توڑ چکے تھے ، بلکہ مسلمانوں کے ایک وفد کے سامنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نہایت اہانت آمیز لفظ بھی استعمال کر چکے تھے۔ نعیم رضی اللہ عنہ نے انہیں مشورہ دیا کہ قریش اور بنو غطفان کو واقعی پابند کرنے کے لئے کہ وہ انہیں مسلمانوں کے رحم وکرم پر چھوڑ کر فرار نہ ہو جائیں بنو قریظہ کو چاہئے کہ وہ ضمانت کے طور پر دونوں بڑے قبیلوں سے کچھ سربرآوردہ شخصیتوں کو اپنے پاس بطور ضمانت رکھ لیں تاکہ اگر قریش اور بنو غطفان کے دل میں کسی وقت یہ خیال آ بھی جائے کہ وہ بنو قریظہ کو اپنے حال پر چھوڑ کر واپس چلے جائیں تو اس پر عمل کرنے سے پہلے سو مرتبہ سوچیں۔

بنو قریظہ کو یہ تجویز بہت پسند آئی۔

یہ کہہ کر نعیم رضی اللہ عنہ سیدھے ابوسفیان کے خیمے میں پہنچے اور کہنے لگے کہ میں نے کچھ باتیں سنی ہیں جن کا آپ کو علم ہونا چاہئے۔

ابوسفیان نے وضاحت چاہی تو انہوں نے سخت رازداری کا وعدہ لیکر کہا : کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ بنو قریظہ مسلمانوں سے معاہدہ توڑ کر اپنے فیصلے پر بہت پچھتا رہے ہیں۔ وہ بے حد پشیمان ہیں اور اب وہ مسلمانوں کے خلاف اپنی سابقہ کاروائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تلافی کے راستے ڈھونڈ رہے ہیں۔ انہوں نے طے کیا ہے کہ کسی طرح قریش اور بنوغطفان کے چند اہم لوگ حاصل کئے جائیں اور انہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حوالے کر دیا جائے تا کہ وہ انہیں قتل کر کے بنوقریظہ کی خطا معاف کر دیں۔

اٹھتے اٹھتے پھر انہوں نے ابوسفیان سے وعدہ لیا کہ وہ ان کی تمام گفتگو صیغہء راز میں رکھے گا۔

وہاں سے اٹھ کر نعیم رضی اللہ عنہ سیدھے بنوغطفان کے پاس پہنچے اور انہیں بھی وہ کچھ کہا: ''جو ابوسفیان سے کہا تھا اور ان سے بھی رازداری کا وعدہ لے لیا۔''

ابوسفیان سیانا آدمی تھا مگر اس کے دل میں شک کی لکیر سی پڑ گئی.....

وہ بے حد فکر مند ہو گیا.....

اس کا ایک رنگ آتا ایک جاتا تھا.....

دوسرے ہی دن اس نے بنوقریظہ کو پیغام بھجوایا کہ کل صبح حملے کے لئے تیار ہو جائیں۔ وہاں سے صاف جواب مل گیا کہ کل تو یوم سبت ہے لڑائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ اب وہ آئندہ جنگ میں شریک ہوئے تو اس شرط پر ہوں گے کہ قریش اور بنوغطفان اپنے کچھ مقتدر بندے ان کے حوالے کر دیں۔

اب تو ابوسفیان کا شک پورے یقین سے بدل گیا..... نعیم رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی ایک ایک بات درست معلوم ہونے لگی۔

ادھر نعیم رضی اللہ عنہ ابوسفیان اور بنوغطفان سے گفتگو کے بعد چھپتے چھپاتے مسلمانوں کے خیموں میں پہنچے..... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی آمد کی اطلاع دی گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً باریابی کی اجازت فرمائی..... نعیم رضی اللہ عنہ نے بڑی تفصیل سے اپنی کاروائی کی روداد سنائی۔

خاص طور پر ابوسفیان سے نعیم رضی اللہ عنہ کی ملاقات کی تفصیل سن سن کر سرور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد محظوظ ہوئے .....ان کے جسم کا پور پور مسکرا رہا تھا

ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کا ساتھی تھا۔ دونوں ساتھ پلے بڑھے تھے۔ آپ ﷺ اس شعلہ خو کے مزاج سے واقف تھے۔ اس کی کمزوریوں سے آشنا تھے۔ اس کی حد سے بڑھی ہوئی انا کو جانتے تھے۔ انہیں اندازہ تھا کہ وہ جب کسی بات پر اڑ جاتا تھا تو کسی کی نہیں سنتا تھا۔ خودسری جو خود پرستی کی حد تک بڑھی ہوئی تھی اس کے خمیر کا حصہ تھی۔ برخود غلط اتنا تھا کہ اپنی رائے کے مقابلے میں بہتر سے بہتر رائے کو بے وقعت سمجھتا تھا .....خود کو عقل کل جانتا تھا .....اپنی غلطی تسلیم کرنا اس کے لئے تقریباً ناممکن تھا.....

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار نعیم رضی اللہ عنہ سے تفصیل دہرانے کو کہتے .....فرماتے ''اچھا تو جب تم نے یہ کہا: تو ابوسفیان نے کیا کہا؟ ..... جب تم نے پہلے پہل بات چھیڑی تو اس کا ردعمل کیا تھا؟.....تم نے پہلے پہل بات کیسے شروع کی؟ .....اٹھ کے آئے تو ابوسفیان کے چہرے پر کیا تاثر تھا؟ .....''

ہر بات مسکرا مسکرا کر بار بار پوچھتے۔

کفار کے لشکر میں شک آویزش کی بنیاد پڑ گئی تھی اور دشمنوں کے درمیان ایک دوسرے پر اعتبار اٹھ گیا۔ جوان حالات میں مسلمانوں کے ارحم الراحمین کا احسان عظیم تھا۔ اب صحابہ رضی اللہ عنہم کو احساس ہو چلا تھا کہ دشمن کی مہم جوئی عملاً بے اثر ہوتی جا رہی ہے۔ تین دن اور گزر گئے اور صورتِ حال میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ صرف یہ اطلاع ملتی رہتی تھی کہ یہود اور قریش نے جو بھان متی کا کنبہ جوڑا تھا اور جس کو یہ یقین دلایا گیا تھا کہ بس ایک دن کا کام ہے۔ مسلمانوں کو ختم کر کے لوٹ مار کریں گے اور فاتح و کامران اپنے اپنے گھروں کو واپس آ جائیں گے ..... وہ کنبہ اب بے یقینی کا شکار ہو کر ایک دوسرے سے منحرف ہوتا جا رہا تھا اور اب انہیں کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیابی کا یقین نہیں رہا تھا۔

مسلمانوں کے خیموں میں بھی بھوک اور سردی سے حالات دگرگوں تھے۔ خالق و مالک کائنات سے دعا مانگتے تھے کہ یہ عذاب جلد ختم ہو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری ساری رات عبادت اور دعاؤں میں گزارتے تھے۔

پھر جو ہوا وہ تاریخ کا حصہ ہے.....

ایک یخ بستہ رات میں برق و باد و باراں کا طوفان آیا اور کیسے دشمنوں کا ایک ایک خیمہ اکھڑ کر ہوا کے تھپیڑوں میں اڑتا پھرا..... کیسے دشمنوں کے سب سے بڑے سرغنہ ابوسفیان نے محاصرہ اٹھا کر واپس جانے کا اعلان کیا اور کسی کے جواب کا انتظار کئے بغیر خود مکے کی طرف روانہ ہو گیا.....

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر حذیفہ رضی اللہ عنہ خندق کے اس پار گئے اور اپنی آنکھوں سے سارا ماجرا دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا.....

آپ ﷺ نے کلمہء شکر ادا کیا۔ علی الصبح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ اذان میں جب انہوں نے اللہ اکبر کے الفاظ ادا کئے تو خندق کے پار خیموں کی تباہی اور دشمن کی پسپائی کا منظر اللہ اکبر کی تفسیر دکھائی دے رہا تھا۔ دھندلی دھندلی روشنی میں صاف نظر آ رہا تھا کہ ادھر کوئی ذی روح موجود نہیں ہے..... تمام خیمے اکھڑے پڑے ہیں۔ چاروں طرف بکھرا ہوا ساز و سامان گواہی دے رہا تھا کہ غنیم کس افراتفری کے عالم میں فرار ہوا ہے۔

اسی موقع پر سورۂ احزاب کی نویں آیت نازل ہوئی، جس میں رب ذوالجلال والاکرام نے اس احسان کا بیان فرمایا ہے۔

اذان کے بعد اقامت ہوئی۔ ہادیِ برحق ﷺ نے امامت فرمائی۔ ہر شخص دل ہی دل میں شکر کے ہزار ہزار سجدے کر رہا تھا۔ سب کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کے کرم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اشکبار تھیں۔ نماز پڑھ کر سب اپنے اپنے خیموں کی طرف روانہ ہو گئے۔

سیدنا نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس عظیم کارنامے سے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش تھے وہاں ابوسفیان شدید غم و غصے میں پیچ و تاب کھاتا رہا اور ابوسفیان کا یہ غصہ کئی سال تک رہا۔

نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر کے کئی غزوات میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شرکت کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں شامل ہو کر شجاعت کی داستانیں رقم کیں۔

فتح مکہ میں سیدنا نعیم رضی اللہ عنہ کو قبیلہ غطفان کا علم دار بنایا گیا۔

(ابو سفیان نے جب انہیں بڑا متحرک دیکھا تو قریبی ساتھی سے پوچھا یہ جھنڈا اٹھانے والا کون ہے.....؟

پاس کھڑے آدمی نے جواب دیا۔

''نعیم بن مسعود۔''

ابوسفیان نے ایک لمبی آہ بھر کر آہستگی سے کہا۔

''اس نے غزوہ خندق میں ہمارے ساتھ ایسا دھوکہ کیا کہ ہم چکرا کر رہ گئے۔

نعیم رضی اللہ عنہ بن مسعود کا تعلق بنو غطفان کی شاخ بنو اشجع سے تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ

یہ اس دور کی بات ہے جب مکہ شرک و بدعت کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ لوگوں کی مال و جاں محفوظ تھی نہ عزت و آبرو' مظلوم صدیوں سے ظلم کی چکی میں پس رہے تھے اور ظالم عرصہ دراز سے سرکشی میں مصروف تھے۔ انسانیت رنگ و نسل' ذات پات اور اونچ نیچ کے خانوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ انسانی پیشانی جو شرف و عزت کی پیشانی ہے پتھروں اور درختوں کے سامنے سجدہ ریز تھی۔

ایسے میں جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحید و ہدایت کی دعوت دی تو اس دعوت کی آواز رفتہ رفتہ اردگرد کے علاقوں میں پھیلنے لگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دعوت اسلام سے مکہ کے لوگ جس قدر دور بھاگ رہے تھے مدینے کے خوش قسمت اُسی قدر اس دعوت کو اپنا رہے تھے۔

یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے پہلے بہت سے لوگ اسلام قبول کر چکے تھے مدینہ کے بڑے بڑے قبائل جن میں اوس و خزرج اور بنو سلمہ شامل ہیں ان کے سرداروں نے بھی اسلام کی اس دعوت کو قبول کرنے میں دیر نہ کی۔

انہی دنوں کا واقعہ ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی مکہ سے مدینہ ہجرت نہیں کی تھی مگر مدینہ میں اسلام قبول کرنے والے احباب کا ایک بڑا حلقہ بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا تھا لیکن قبیلہ بنی سلمہ کے ایک بزرگ عمرو بن جموح ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے حالانکہ ان کے بیٹے معوذ، معاذ اور خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کی بیوی ہند ان کے دیرینہ اور دلی دوست معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل اسلام کی سچی دعوت کو قبول کر چکے تھے اس زمانے میں عرب کے سرداروں اور بڑے بڑے لوگوں میں یہ رواج تھا کہ ہر سردار کے لئے ایک الگ خصوصی بت ہوتا تھا جسے وہ بڑے اہتمام سے اپنے گھر میں رکھتا تاکہ صبح و شام اس کی عبادت کرے..... خوشی کے وقت اس کے نام پر جانور قربان کرے اور مصیبت کے وقت اس کی پناہ طلب کرے۔

عمرو بن جموح کا بھی ایک خصوصی بت تھا جس کا نام ''مناۃ'' تھا جسے بڑی عمدہ لکڑی سے تیار کیا گیا تھا اور عمرو بن جموح اپنی جان سے بڑھ کر اس کی نگہداشت کیا کرتے تھے اسے انتہائی عقیدت کے ساتھ غسل دیتے' عطر لگاتے اور باقاعدگی کے ساتھ صبح و شام اس کی عبادت کرتے۔

عمرو بن جموح کے دوست اور تینوں بیٹوں کے دلوں میں شدت سے یہ احساس تھا کہ عمرو بن جموح بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سچی دعوت کو قبول کر لیں۔

وہ جب بھی عمرو بن جموح کو اسلام کی دعوت دیتے تو ان کا بت ''مناۃ'' آڑے آجاتا کیونکہ وہ کوئی بھی کام اپنے بت سے پوچھے بغیر نہ کرتے تھے۔ انہوں نے جب بھی کسی کام کی اجازت لینا ہوتی تو پاک صاف ہو کر بت کے پاس حاضر ہوتے اس کے پیچھے اوٹ میں ایک بڑھیا کو کھڑا کر دیتے جس کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ بڑھیا اسی سوال کا جواب دیتی ہے جس کی اجازت ''مناۃ'' دیتا ہے اور بڑھیا کے ذہن میں آنے والی بات کا ''القاء مناۃ'' کی طرف سے ہوتا ہے۔

چنانچہ جب بھی معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل اور عمرو بن جموح کے تینوں بیٹے انہیں اسلام کی دعوت دیتے تو کہتے کہ پہلے میں ''مناۃ'' سے مشورہ کروں گا اور یوں وہ اپنے معبود مناۃ کے سامنے جا کھڑے ہوتے اور ''مناۃ'' سے اسلام قبول کرنے کے بارے میں مشورہ کرتے جب طویل وقت گزرنے کے بعد بھی ''مناۃ'' کی طرف سے کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب نہ آتا تو سمجھتے کہ شاید میرا معبود ناراض ہوگیا ہے لہٰذا چپ چاپ واپس پلٹ آتے۔ عمرو بن جموح کے تینوں بیٹے یہ جان گئے کہ ان کے باپ کے دل میں اپنے معبود "مناۃ" کی بہت زیادہ محبت ہے

جب تک ان کے دل سے یہ محبت نکل نہیں جاتی وہ اسلام قبول نہیں کر سکتے چنانچہ معاذ بن جبل اور تینوں بھائیوں معوذ، معاذ اور خلاد نے مل کر ایک دلچسپ ترکیب سوچی اور اسے عملی جامہ پہنانے کی ٹھان لی۔ چنانچہ ایک رات جب چاروں طرف اندھیرا پھیل چکا تھا اور مدینہ کے لوگ اپنے اپنے گھروں میں سو چکے تھے تو طے شدہ منصوبے کے تحت چاروں نے مل کر "مناۃ" کو اٹھایا اور رات کے اندھیرے میں لے جا کر گندگی کے گڑھے میں پھینک دیا جہاں ان کے قبیلے سلمہ کے لوگ گندگی پھینکتے تھے' "مناۃ" کے ساتھ یہ کارروائی کر کے چاروں چپکے سے واپس گھر لوٹ آئے کسی سے بھی اس بات کا ذکر نہ کیا۔

صبح ہوئی تو عمرو بن جموح حسب معمول عبادت کے لئے "مناۃ" کے پاس گئے مگر یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ ان کا معبود "مناۃ" اپنی جگہ سے غائب ہے وہ سخت متفکر ہوئے پریشانی کی حالت میں گھر والوں سے پوچھا تو کوئی مثبت جواب نہ ملا بالآخر وہ تلاش کے لئے پھرتے پھراتے گندگی کے اس ڈھیر تک جا پہنچے جہاں ان کے بیٹوں نے "مناۃ" کو پھینکا تھا۔

انہوں نے دیکھا کہ ان کا بت گندگی سے لتھڑے ہوا ڈھیر پر سر کے بل پڑا ہے۔ عمرو بن جموح نے وہاں سے "مناۃ" کو نکالا' اسے دھویا' گندگی صاف کی اور خوشبو لگا کر دوبارہ گھر میں اس کی جگہ لا کھڑا کیا اور معذرت کرتے ہوئے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تمہارا یہ برا حال کس نے کیا ہے تو میں اسے بہت ذلیل و رسوا کروں' جب دوسری رات ہوئی عمرو بن جموح کے بیٹوں نے پھر چپکے سے "مناۃ" کو اٹھایا اور رات کے اندھیرے میں لے جا کر اسی گندگی کے گڑھے میں پھینک دیا۔

عمرو بن جموح نے صبح کے وقت دیکھا کہ ان کا معبود پھر سے غائب ہے۔ لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پوچھا اور تلاش کیا تو ''مناۃ'' پھر اسی گڑھے میں گندگی سے لتھڑا منہ کے بل پڑا ہوا ملا۔ انہوں نے اس کو اٹھایا' گندگی صاف کی اور دھو کر خوشبو لگائی اور پھر اسے گھر لے آئے' ان کے تینوں بیٹے ہر رات مناۃ کے ساتھ یہی سلوک کرتے اور اسے رات کے اندھیرے میں گندگی کے ڈھیر پر جا پھینکتے جس سے عمرو بن جموح بے حد پریشان ہوئے۔

بالآخر ایک رات انہوں نے اپنے معبود کے گلے میں اپنی تلوار لٹکا دی اور کہا کہ ''اے مناۃ' مجھے نہیں معلوم تمہارے ساتھ یہ بُرا سلوک کون کرتا ہے میرے بس میں ہوتا تو اس کے ساتھ سختی سے نمٹتا' اب میں نے اپنی تلوار تمہارے گلے میں ڈال دی ہے لہٰذا اپنا دفاع خود کرنا۔ اور جو بھی تمہیں گندگی میں پھینکنے کی کوشش کرے اس سے لڑائی کرنا۔

یہ کہہ کر وہ واپس پلٹ آئے مگر صبح ہوئی تو انہیں یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ مناۃ آج پھر اپنی جگہ سے غائب تھا اور تلاش کرنے پر اسی گندگی کے گڑھے میں پڑا ہوا پایا۔ مگر اس کی گردن میں تلوار کی بجائے مرا ہوا کتا پڑا تھا دراصل ان کے تینوں بیٹوں نے کہیں سے مردار کتا ڈھونڈ کر تلوار کی جگہ ''مناۃ'' کی گردن میں ڈال دیا تھا۔ عمرو بن جموح نے یہ منظر دیکھا تو ''مناۃ'' کے خلاف ان کے دل میں بہت سخت نفرت پیدا ہوگئی۔ انہوں نے ''مناۃ'' کو اسی گندگی کے گڑھے میں پڑا رہنے دیا اور یہ کہہ کر وہاں سے گھر لوٹ آئے کہ ''اگر تو سچا معبود ہوتا تو کتا اور تُو ایک ساتھ نہ پڑے رہتے۔''

عمر بن جموح کے تینوں بیٹے گھر میں ان کے منتظر تھے' مناۃ کی محبت دل سے نکلنے کے بعد انہوں نے اسلام کی دعوت پیش کی تو عمر بن جموح نے خوش دلی سے اسلام قبول کرلیا۔ یوں معاذ' معوذ اور خلاد رضی اللہ عنہم کی کوشش کامیاب ہوگئی اور ان کے باپ مسلمان ہوگئے۔ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کا شمار دور جاہلیت میں یثرب کے زعماء میں ہوتا تھا۔ وہ قبیلہ بنو سلمہ کے ہر دل عزیز سردار، مدینے کے مشہور صاحب جود وسخا اور ارباب ثروت میں سے تھے۔ ''حیاۃ صور من حیاۃ الصحابہ'' کے مصنف الاستاد دکتور عبدالرحمٰن رافت پاشا ان کے اسلام لانے کا واقعہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ جاہلیت میں اشراف کی یہ امتیازی شان سمجھی جاتی تھی کہ ان میں سے ہر ایک اپنے لیے خاص طور سے الگ الگ بت اپنے گھر میں رکھتا تھا تاکہ ہر صبح وشام اس سے برکت حاصل کرے۔ موسم حج میں اس کی خوشنودی حاصل کرے اور اظہار عقیدت کے طور پر اس کے لیے جانور ذبح کرے اور مصیبت اور پریشانی کی کٹھن گھڑیوں میں اس سے امان وپناہ کی درخواست کرے۔ اس وقت کے رواج کے مطابق عمرو بن جموح کے پاس بھی ایک بُت تھا جس کا نام ''مناۃ'' تھا۔ اس کو اُنھوں نے بہت قیمتی اور نفیس لکڑی سے بنوایا تھا۔ عمرو بن جموح اس سے غیر معمولی عقیدت رکھتے، اس کے رکھ رکھاؤ کا بڑا اہتمام کرتے، اس کے دیکھ دیکھ کے لیے برابر فکرمند رہتے اور ہمیشہ اس کو نفیس ترین خوشبو سے معطر کیے رہتے تھے۔

آفتابِ اسلام کی شعائیں جس وقت سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کے ذریعہ یثرب کے ایک ایک گھر پر ضوفگن ہو رہی تھیں، عمرو بن جموح کی عمر ساٹھ سے تجاوز کر چکی تھی۔ اور اس وقت ان کے تینوں بیٹے معاذ، معوذ، خلاد رضی اللہ عنہم اور عمرو بن جموح کے ایک ہم جولی معاذ اللہ عنہ بن جبل ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ اس کے علاوہ ان تینوں بیٹوں کے ساتھ ان کی ماں ہند بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو چکی تھیں لیکن عمرو بن جموح اس سے بالکل بے خبر تھے۔

عمرو بن جموح کی بیوی نے دیکھا کہ اہل یثرب کی بڑی اکثریت نے اِسلام قبول کر لیا ہے اور ان کے شوہر اور معدودے چند لوگوں کے سوا قبائل کے سربرآوردہ سرداروں میں سے کوئی بھی اب شرک پر باقی نہیں رہ گیا ہے۔ ہند اپنے شوہر سے بہت زیادہ محبت کرتی اور ان کا غیر معمولی احترام کرتی تھیں اور ان کے متعلق اس بات سے ڈرتی تھیں کہ اگر انہوں نے کفر کو نہ چھوڑا اور اسی حال میں ان کو موت آ گئی تو وہ جہنم کے مستحق قرار پائیں گے۔ ادھر عمرو بن جموح اپنے لڑکوں کے متعلق یہ خطرہ محسوس کر رہے تھے، کہیں یہ لوگ آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ کر اس داعی اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصعب اللہ عنہ بن عمر کی پیروی نہ اختیار کرلیں، جس نے قلیل مدت میں بہت سے لوگوں کو ان کے دین سے پھیر کر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دین میں داخل کرلیا ہے۔ اس خطرے کو محسوس کرتے ہوئے انہوں نے اپنی بیوی سے کہا۔ ''ہند! دیکھو اس بات کا خیال رکھنا کہ جب تک ہم کسی فیصلے پر نہ پہنچ جائیں۔ تمہارے لڑکے اس شخص سے ملنے نہ پائیں۔''

میں اس کا خیال رکھوں گی۔'' ہند نے کہا۔'' لیکن کیا آپ پسند کریں گے کہ اپنے بیٹے معاذ سے وہ باتیں سن لیں جو اس شخص سے سن کر بیان کر رہا ہے۔''

''تمہارا بھلا ہو، کیا وہ میری لاعلمی میں اپنے دین سے پھر گیا ہے؟'' عمرو بن جموح نے پوچھا:'' نیک بیوی کو ان پر ترس آیا اور انھوں نے جواب دیا۔'' نہیں! ایسا نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس داعی کی مجلس میں شامل ہوا تھا اور وہاں اس نے اس کی کچھ باتیں سن لی ہیں۔''

عمرو نے کہا۔'' اس کو میرے پاس بلاؤ۔''

اور جب معاذ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا کہ:'' یہ شخص جو کچھ کہتا ہے اس میں سے کچھ باتیں مجھے سناؤ۔'' یہ سن کر بیٹے نے باپ کو کلامِ الٰہی کے یہ دل نشیں بول پڑھ کر سنائے۔

''شروع کرتا ہوں اس اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔ ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جو تمام عالم کا رب ہے، جو رحمٰن و رحیم اور روز جزاء کا مالک ہے۔ خدایا! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ خدایا! صراطِ مستقیم کی طرف ہماری راہ نمائی فرما۔ ان لوگوں کے راستے کی طرف جن پر تو نے انعام فرمایا، جو نہ تیرے غضب کے مستحق ہیں نہ گم راہ۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو بڑے غور و انہماک کے ساتھ اپنے بیٹے کی زبان سے ادا ہونے والے ان دل نشین بولوں کو سنتے رہے پھر انہوں نے سر اٹھایا اور بیٹے سے مخاطب ہوئے۔"کتنا خوب صورت اور حسین ہے یہ کلام کیا اس کا سارا کلام ایسا ہی ہے؟"

"ان کا کلام اس سے بھی خوب صورت ہے۔" معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا "ابا جان کیا آپ ان کی بیعت کرنا پسند کریں گے؟ آپ کا پورا قبیلہ ان کی بیعت کر چکا ہے۔"

یہ سن کر بڑے میاں تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔ پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں آنے کی حامی بھر لی۔

جب حضرت عمرو اللہ عنہ بن جموح نے حلاوتِ ایمان کا مزہ چکھ لیا تو اپنی عمر کے اس ایک ایک لمحے کے لئے پریشانی اور ندامت کا اظہار کرنے لگے جو شرک کی حالت میں گزرا تھا۔ ایمان لانے کے بعد وہ اپنے پورے وجود کے ساتھ نئے دین کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور اپنے نفس، اپنے مال اور اپنی اولاد کو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے لیے وقف کر دیا۔

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کے مشرف بہ اسلام ہونے کے کچھ عرصے کے بعد اُحد کا معرکہ پیش آیا۔ اُنھوں نے اپنے تینوں بیٹوں کو دشمنانِ خدا سے مقابلہ کی تیاریاں کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ انھیں صبح و شام بپھرے ہوئے شیروں کی طرح آتے جاتے دیکھتے۔ ان کے چہرے دولتِ شہادت اور رضاء الٰہی کے حصول کے شوق میں جگمگا رہے تھے۔ اس صورتِ حال نے ان کے اندر بھی جوش و حمیت کو برانگیختہ کر دیا اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیرِ قیادت اپنے بیٹوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کا تہیہ کر لیا۔ لیکن ان کے لڑکے ان کو اس ارادے سے باز رکھنے پر متفق ہو گئے۔ کیونکہ وہ ایک سن رسیدہ بوڑھے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے پاؤں میں شدید لنگ تھا اور ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرکت جہاد سے معذور قرار دیا ہے۔'' ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ ابا جان اللہ تعالیٰ نے آپ کو معذور قرار دیا ہے آپ خود کو ایسی بات کا مکلف کیوں قرار دے رہے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ ان کی اس بات سے سخت ناراض ہوئے اور ان کی شکایت کرنے کے لیے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔

''اے اللہ کے رسول! میرے یہ بیٹے مجھے اس خیر کے کام سے باز رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں لنگڑا ہوں اور معذور ہونے کی وجہ سے جہاد میں شریک ہونا میرے لیے ضروری نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ میں اپنی اس ٹانگ سے جنت میں داخل ہوں گا۔''

رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا یہ ذوق وشوق دیکھا تو ان کے لڑکوں سے فرمایا کہ،، ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کو شہادت عطا فرمائے۔،، چنانچہ لڑکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق خاموش ہو گئے۔ جب مجاہدین کی روانگی کا وقت آیا تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن جموح اپنی اہلیہ سے ملے اور ان سے اس طرح رخصت ہوئے، جیسے انہیں لوٹ کر واپس نہیں آنا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے قبلہ رو ہو کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیے اور دعا کی۔

''خدایا! مجھے شہادت کی دولت نصیب فرما۔''

''خدایا! مجھے ناکام و نامراد اور شہادت سے محروم کر کے واپس نہ لوٹانا۔''

پھر وہ اس شان سے میدان جہاد کی طرف روانہ ہوئے کہ ان کے تینوں لڑکے اور ان کے قبیلہ بنوسلمہ کی ایک کثیر تعداد نے انھیں اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔ اور جب معرکہء کارزار گرم ہوا اور مسلمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منتشر ہوگئے تو یہ عجیب منظر دیکھنے میں آیا کہ حضرت عمروؓ بن جموح اپنی تندرست ٹانگ سے کودتے ہوئے مسلمانوں کی اس اگلی جماعت میں شامل ہوگئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے آگے بڑھی تھی۔ اور اس وقت تمنائے شہادت لفظوں کی شکل میں ان کے لبوں پر مچل رہی تھی۔''

''میں جنت کا مشتاق ہوں۔ میں جنت کا مشتاق ہوں۔''

اس وقت ان کے ایک صاحبزادے حضرت خلاد رضی اللہ عنہ عقب سے ان کی حفاظت کر رہے تھے۔ وہ دونوں باپ بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے مشرکین سے برابر لڑتے رہے، یہاں تک کہ دونوں میدانِ جنگ میں شہید ہوکر گر پڑے۔ اور دونوں کی شہادت کے درمیان چند لمحات سے زیادہ کا وقفہ حائل نہ تھا۔

جب جنگ ختم ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء احد کی تجہیز و تکفین کے لیے کھڑے ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ: ''شہداء خ کو ان کے خون اور زخموں سمیت ہی دفن کردو، میں ان کا گواہ ہوں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان راہ خدا میں زخمی ہوگا، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ زخموں سے اس کا خون جاری ہوگا۔ اس خون کا رنگ زعفرانی اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی۔'' پھر فرمایا: ''عمرو رضی اللہ عنہ بن جموح کو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن کرنا، یہ دونوں اس دنیا میں ایک دوسرے کے نہایت گہرے اور مخلص دوست تھے۔

یوں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن جموح کو شہداء احد کے ساتھ دفن کردیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن عامر

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت ہے، مدینہ سے امیر المومنین نے حکم بھیجا کہ ''حمص کے فقیروں اور محتاجوں کی فہرست تیار کی جائے تاکہ ان کے گذراوقات کا انتظام کیا جا سکے۔''

یہ حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت مسلمانوں کے خلیفہ تھے اور شام کے دورے پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ غریبوں اور محتاجوں کی فہرست تیار کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کی گئی سب سے اوپر حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کا نام لکھا نظر آیا۔ آپ نے چونک کر پوچھا:

''یہ سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کون ہے۔'' لوگوں نے کہا:

''یہ ہمارے گورنر ہیں۔''

آپ ہی نے تو انہیں حمص کا گورنر مقرر کیا ہے۔''

اس پر حضرت عمر نے فرمایا:

''گورنر کا نام غریبوں اور مسکینوں میں لکھ دیا۔ انہیں جو تنخواہ ملتی ہے، وہ اس کا کیا کرتے ہیں'' لوگوں نے جواب میں بتایا:

''جو کچھ انہیں ملتا ہے، دوسروں پر خرچ کر دیتے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ایک ہزار کی تھیلی انہیں بھیجی اور یہ ہدایت بھی کی۔ ''ان سے اپنی ضروریات کو پورا کریں۔'' قاصد جب یہ رقم ان کے پاس لایا تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا:

''اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیہِ رَ اجِعُونْ۔''

بیوی کے کانوں میں انکے منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ پڑے تو دوڑ کر آئیں، پوچھا: خیر تو ہے، کیا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔؟''

جواب میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن عامر نے فرمایا: ''نہیں اس سے بھی بڑا واقعہ ہوا ہے۔''

بیوی نے حیران ہو کر پوچھا:

''کیا قیامت کی کوئی نشانی نظر آئی ہے''

آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

''نہیں! اس سے بھی بڑا واقعہ ہوا ہے۔''

بیوی نے اور زیادہ حیران ہو کر پوچھا: ''کیا مسلمانوں کے کسی لشکر کو شکست ہو گئی ہے؟''

بولے: ''نہیں اس سے بھی بڑا واقعہ ہوا ہے۔''

بیوی نے کہا:

''بتائیں پھر.....ہوا کیا ہے۔؟''

حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن عامر نے فرمایا:

''یہ دیکھو! دنیا فتنوں کو لے کر میرے گھر میں داخل ہو گئی۔''

اس پر بیوی نے کہا:

''اس میں پریشان ہونے کی ضرورت کیا ہے، ان فتنوں سے بچنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدبیر سوچ لیں۔"

انہوں نے ساری رقم تھیلی میں سے نکالی اور دروازے پر کھڑے ہو کر سب کو غریبوں میں تقسیم کر دیا۔

ایک اور موقع پر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار ان کے پاس بھیجے اور ہدایت فرمائی: "ان کو اپنے ذاتی خرچ میں لاؤ۔"

حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کی بیوی نے ان سے کہا:

"ہمارے پاس کوئی خادم نہیں ہے کیوں نہ ہم اس رقم سے ایک خادم خرید لیں۔"

بیوی کی بات سن کر حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن عامر نے فرمایا:

"کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ یہ رقم ہم ان لوگوں میں تقسیم کریں جو ہم سے زیادہ محتاج ہیں۔"

بیوی بھی بڑی نیک بخت تھیں، فوراً رضا مند ہو گئیں۔ آپ نے تمام رقم بیواؤں یتیموں، بیماروں اور مسکینوں میں تقسیم کر دی۔

ایک مرتبہ حمص کے لوگوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کے خلاف کچھ شکایات پیش کیں۔

ان کی تفصیل یہ تھی:

1. جب تک کافی دن نکل نہیں آتا سعید رضی اللہ عنہ گھر سے باہر نہیں نکلتے۔
2. رات کو کوئی آواز دیتا ہے تو یہ جواب نہیں دیتے۔
3. وقتاً فوقتاً انہیں جنون کے دورے پڑتے ہیں۔
4. مہینے میں ایک دن گھر کے اندر رہتے ہیں اور بالکل باہر نہیں نکلتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک یہ شکایات پہنچیں تو انہیں مدینے میں طلب کیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن عامر اس شان سے مدینے پہنچے کہ لباس میں پیوند لگے ہوئے تھے ایک ہاتھ میں لاٹھی تھی اور دوسرے ہاتھ میں کھانے کا ایک پیالہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر پوچھا۔ ''بس! تمہارے پاس یہی سامان ہے''؟

انہوں نے عرض کی:

اس سے زیادہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت متاثر ہوئے اور دل میں دعا مانگی کہ الٰہی سعید رضی اللہ عنہ کے بارے میں میرے نیک گمان کو غلط ثابت نہ کرنا۔ پھر ان سے حمص کے لوگوں کی شکایات کا ذکر کیا۔ اور پوچھا:

''تمہارے پاس ان شکایات کا کیا جواب۔؟''

اس پر حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن عامر نے عرض کی:

''اے امیر المومنین اللہ کی قسم! میں ان باتوں کا ذکر کرنا بالکل پسند نہیں کرتا تھا .... لیکن اب آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا ہے تو عرض کرتا ہوں۔''

☆ صبح سویرے اس لئے باہر نہیں نکلتا کہ میرے پاس کوئی خادم نہیں ہے، میری بیوی اکثر بیمار رہتی ہے۔ اپنی اہلیہ کے ساتھ مل کر گھر کا سارا کام انجام دیتا ہوں، اسکے بعد روٹی پکاتا ہوں۔ خود کھاتا ہوں اپنی بیوی کو کھلاتا ہوں اور پھر گھر سے نکلتا ہوں اس لئے کچھ دیر ہو جاتی ہے۔

☆ رات کو اس لئے جواب نہیں دیتا کہ سارا دن اللہ کی مخلوق کی خدمت میں گذر جاتا ہے اور اپنے رب کے حضور میں اطمینان سے حاضر ہونے کا موقع نہیں ملتا، اس لئے رات کا وقت میں نے اللہ کی عبادت کیلئے مقرر کر رکھا ہے۔

☆ جنون کے دورے کے بارے میں عرض ہے کہ مجھے جنون کی بیماری تو نہیں ہے، لیکن بے ہوشی کے دورے واقعی کبھی کبھار مجھ پر پڑتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ بن عدی کو مشرکین نے پھانسی دی تھی تو میں بھی اس موقعے پر موجود تھا۔ مجھے اس وقت مشرکین میں اپنی موجودگی اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کا احساس بعض اوقات بے چین کر دیتا ہے اور میں بے ہوش ہو جاتا ہوں۔

☆ مہینے میں ایک دن میں اس لیے باہر نہیں نکلتا کہ میرے پاس کپڑوں کا صرف ایک ہی جوڑا ہے۔ جب کپڑے میلے ہو جاتے ہیں تو ان کو دھوتا ہوں اور سوکھ جاتے ہیں تو ان کو پہن کر نکلتا ہوں۔ اس وقت دن کا بڑا حصہ گزر جاتا ہے، اس لیے لوگوں سے نہیں مل پاتا۔"

حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کے یہ جوابات سن کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ انہوں نے فرمایا۔

سعید! تمہارے بارے میں میرا نیک گمان درست نکلا۔ اب حمص واپس جاؤ اور اسی طرح اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتے رہو۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر عرض کی:

اے امیر المومنین! "اب مجھے اس عہدے سے معاف رکھیے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"ہرگز نہیں: اللہ کی قسم تمہیں ضرور حمص جانا ہوگا، تم جیسا غم خوار ان لوگوں کو نہیں ملے گا"

ان کے مجبور کرنے پر آپ رضی اللہ عنہ پھر حمص چلے گئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اسلام کی دعوت شروع فرمائی تھی، اس وقت سعید رضی اللہ عنہ بن عامر سات آٹھ سال کے تھے۔ وہ زمانہ ان کے کھیل کود کا تھا۔ اس لیے اس زمانے میں اسلام کی طرف متوجہ نہ ہو سکے، جوان ہوئے تو نبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے تشریف لا چکے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور غزوہ خیبر سے پہلے مدینے پہنچ کر اسلام قبول کیا۔

ان کے اسلام لانے کی کہانی بھی عجب ہے۔

سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کہتے ہیں کہ میں ان ہزاروں انسانوں میں سے ایک تھا جو سرداران قریش کی دعوت پر مکہ سے باہر مقام تنعیم پر صحابی رسول حضرت خبیب رضی اللہ عنہ بن عدی کے قتل کا تماشا دیکھنے کے لیے اکٹھے ہوئے تھے، جن کو کفار نے غداری سے گرفتار کیا تھا۔

سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کو جب معلوم ہوا کہ یوں کچھ قیدی پکڑے گئے ہیں جو مسلمان ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں میں سے ہیں، اور ان میں سے ایک کو آج سر عام قتل کیا جائے گا۔ یہ معلوم ہوتے ہی وہ تنعیم کے مقام پر جا پہنچے اور جاتے ہی اپنی بھرپور جوانی اور پر جوش شباب کے بل پر مجمع کو دھکیلتے اور اس میں سے اپنے لیے راستہ بناتے ہوئے ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ جیسے رؤساء قریش کے پہلو میں جا کھڑے ہوئے، جو اس مجمع میں نمایاں مقام پر کھڑے تھے۔ اس طرح انہیں اس کا موقعہ ملا کہ وہ قریش کے قیدی کو دیکھ سکیں جو وہاں پابہ زنجیر لایا گیا تھا جس کو قریش کی عورتیں، بچے اور جوان دھکیلتے ہوئے موت کے میدان کی طرف لا رہے تھے، تاکہ اسے قتل کر کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتقام لے سکیں اور جنگ بدر میں مارے جانے والے اپنے اعزہ واقارب کا بدلہ چکا سکیں۔

جب یہ زبردست ہجوم اپنے قیدی کو لیے ہوئے اس جگہ پر پہنچ گیا جو اس کے قتل کے لیے بنائی گئی تھی تو نوجوان سعید بن عامر ایک جگہ رک کر ہجوم کے درمیان سے حضرت خبیب کو دیکھنے لگا، اس نے دیکھا کہ خبیب کو تختہ دار کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ اس نے عورتوں اور بچوں کی چیخ و پکار اور شور وغل کے درمیان سے ابھرتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی خبیب کی وہ باوقار اور پرسکون آواز سنی جو اس کے پردۂ سماعت سے ٹکرائی تھی۔

''اگر تم لوگ چاہو تو قتل سے پہلے مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دو۔'' پھر سعید نے دیکھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ بن عدی نے قبلہ رو ہو کر دو رکعتیں پڑھیں۔ آہ! کیسی حسین اور کتنی مکمل تھیں وہ دو رکعتیں۔ پھر اس نے دیکھا کہ خبیب نے زعماء قریش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''واللہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم میرے متعلق اس بدگمانی میں مبتلا ہو جاؤ گے کہ میں موت سے ڈر کر نماز کو طول دے رہا ہوں تو میں اور لمبی اور اطمینان کے ساتھ نماز پڑھتا۔''

پھر سعید نے بہ چشم خود اپنی قوم کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ زندہ ہی خبیب رضی اللہ عنہ کا مثلہ کر رہے ہیں، ان کے اعضائے جسم کو یکے بعد دیگرے کاٹ رہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتے جاتے ہیں۔ ''کیا تم یہ بات پسند کرو گے کہ اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری جگہ یہاں ہوتے اور تم اس تکلیف سے نجات پا جاتے تو خبیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا (اور اس وقت ان کے جسم سے بے تحاشا خون بہہ رہا تھا) ''واللہ مجھے تو اتنا بھی گوارا نہیں ہے کہ میں امن واطمینان کے ساتھ اپنے اہل وعیال میں رہوں اور ان کے پاؤں کے تلوے میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے۔''

یہ سنتے ہی لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو فضا میں بلند کرتے ہوئے چیخنا شروع کر دیا۔

''مار ڈالو اسے، قتل کر دو اسے۔''

پھر سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کی آنکھوں نے یہ منظر بھی دیکھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے تختۂ دار ہی سے اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا۔

خدایا! انھیں ایک ایک کر کے گن لے۔ انہیں منتشر کر کے ہلاک کر اور ان سے کسی کو نہ چھوڑ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے آخری سانس لی اور روح اپنے رب کے حضور پہنچ گئی۔ اس وقت ان کے جسم پر تلواروں اور نیزوں کے ان گنت زخم تھے۔

اس کے بعد قریش مکہ لوٹ آئے اور بڑے بڑے واقعات وحادثات کے ہجوم میں خبیب رضی اللہ عنہ اور ان کے قتل کا واقعہ ان کے ذہنوں سے اوجھل ہو گیا لیکن نوجوان سعید بن عامر خبیب رضی اللہ عنہ کی مظلومیت اور انکے دردناک قتل کے اس دل خراش منظر کو اپنی لوح ذہن سے ایک لمحہ کے لیے محو نہ کر سکا، وہ سوتا تو خواب میں ان کو دیکھتا اور عالم بیداری میں اپنے خیالات میں ان کو موجود پاتا۔ یہ منظر ہر وقت اس کی نگاہوں کے سامنے رہتا کہ خبیب رضی اللہ عنہ تختہ دار کے سامنے بڑے سکون واطمینان کے ساتھ کھڑے دو رکعتیں ادا کر رہے ہیں۔ اور اس کے پردۂ سماعت سے ہر وقت ان کی وہ درد بھری آواز ٹکراتی رہتی۔ جب وہ قریش کے لیے بددعا کر رہے تھے، اور اس کو ہر وقت اس بات کا ڈر لگا رہتا کہ کہیں آسمان سے کوئی بجلی یا کوئی چٹان گر کر اسے ہلاک نہ کر دے۔ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت نے سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کو ایک نیا سبق پڑھا دیا تھا۔ سچ کی پہچان کرنے کا طریقہ اور سچ پر جان دینے کا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ خبیب رضی اللہ عنہ کی موت نے سعید کو وہ باتیں بتا دیں جو پہلے سے اس کے علم میں نہ تھیں۔ خبیب رضی اللہ عنہ کی موت نے اسے بتایا کہ حقیقی زندگی یہی ہے کہ آدمی ہمیشہ سچے عقیدے کے ساتھ چمٹا رہے اور زندگی کے آخری سانس تک خدا کی راہ میں جدوجہد کرتا رہے۔ خبیب رضی اللہ عنہ کی موت نے سعید کو یہ بھی بتا دیا کہ ایمانِ راسخ کیسے کیسے حیرت انگیز کارنامے انجام دیتا ہے اور اس سے کتنے محیر العقل افعال ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے سعید کو ایک اور بڑی اہم حقیقت سے آگاہ کیا کہ وہ شخص جس کے ساتھی اس سے اس طرح بے پناہ کر محبت کرتے ہیں۔ واقعی برحق رسول اور سچا نبی ہے۔

سعید ایک روز روسائے قریش کی مجلس میں حاضر ہوئے قریش کے بڑے بڑے سردار مجمع لگائے بیٹھے، خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعید رضی اللہ عنہ بن عامر نے جاتے ہی علی الاعلان کہا میں آج سے تمھارے جھوٹے اور باطل معبدوں کی نفی کرتا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی پیروی کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔

عرب سردار دم بخود رہ گئے۔ اعلان سنتے ہی جیسے ان پر بجلی گر پڑی ہو سعید رضی اللہ عنہ بن عامر قوی جوان اور بہادر تھے، اس لیے کسی نے بھی ان کے اعلان پر کسی قسم کا کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا۔ انہیں علم تھا کہ وہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا کہیں گے تو بات لڑائی تک جا پہنچے گی۔ سب خاموش رہے اور سعید رضی اللہ عنہ بن عامر اگلے روز تیار ہو کر مدینہ کی طرف چل دیے۔

مدینے پہنچ کر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اسلام قبول کر کے آپ کی غلامی میں آنا چاہتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کو پیار سے اپنے سامنے بٹھایا اور کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعید رضی اللہ عنہ بن عامر سے بہت محبت کیا کرتے تھے اور ان سے شفقت سے پیش آیا کرتے تھے، اس لیے کہ سعید رضی اللہ عنہ بن عامر نے بخوشی سب کچھ چھوڑ کر ہجرت کی اور مدینہ چلے آئے، پھر مستقل طور پر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اختیار کر لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ پر ساری زندگی گزار دی۔

غزوۂ خیبر اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب رہے، اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے جوارِ رحمت میں منتقل ہو گئے تو حضرت رضی اللہ عنہ سعید بن عامر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں خلفاء حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمشیر برہنہ بن گئے۔ اور انھوں نے اپنی تمام جسمانی اور نفسانی خواہشات کو خدائے تعالیٰ کی مرضی کے تابع کر کے اپنی زندگی کو اس مومنِ صادق کی زندگی کا نادر اور بے مثال نمونہ بنا کر پیش کیا جس نے دنیوی عیش وعشرت کے عوض آخرت کی ابدی ولافانی کامیابی کا سودا کر لیا ہو۔

خیبر، مکہ، حنین، تبوک اور تمام لڑائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تمام وقت عبادت میں صرف کرنے لگے، لیکن جہاد کے شوق نے انہیں بیٹھنے نہ دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں شام پر چڑھائی کی گئی تو یہ بھی اس لشکر میں شامل ہوئے، جنگ قنسرین میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک خاص مہم سونپی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقعے پر مدینے آئے ہوئے تھے کہ یرموک کی لڑائی پیش آ گئی۔ اس جنگ میں رومی اپنی ساری قوت جمع کر کے مسلمانوں کے مقابلے میں آ گئے۔ مسلمانوں کی تعداد رومیوں کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ اس لئے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے دارالخلافہ سے مدد طلب کی۔ ان کا پیغام ملتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کو بلا بھیجا کہ کمک روانہ کرنے کے لئے انہیں منتخب کیا ہے۔ یہ ایک ہزار جاں بازوں کے ساتھ بروقت پہنچے۔ ان کی آمد سے مسلمانوں کو بہت حوصلہ ہوا۔ وہ قدم جما کر لڑے۔ یہ جنگ بہت ہولناک تھی۔ شام کے لئے فیصلہ کن تھی۔ اس نازک موقعے پر حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن عامر نے حیرت انگیز شجاعت دکھائی اور ثابت قدمی کا عظیم مظاہرہ کیا۔ کسی موقعے پر بھی انکے قدم پیچھے نہ ہٹے۔ کئی بار رومیوں نے انہیں گھیر لیا، لیکن ہر بار ان کی تلوار کی کاٹ نے ان کی صفیں چیر کر رکھ دیں۔ یرموک کے بعد انہوں نے شام کے کچھ اور معرکوں میں بھی حصہ لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ دونوں جانشین ان کی نصیحتوں کو بہت غور وتوجہ سے سنتے اور ان کی باتوں پر پورا پورا دھیان دیتے تھے۔ ایک بار وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے ابتدائی ایام میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نصیحت کرتے ہوئے ان سے کہا، ''عمر رضی اللہ عنہ! میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ رعایا کے بارے میں ہمیشہ خدائے تعالیٰ سے ڈرتے رہیے اور خدا کے معاملے میں لوگوں کا کوئی خوف نہ کیجیے۔

اور آپ کے اندر قول وعمل کا تضاد نہ پایا جائے، بہترین قول وہی ہے جس کی تصدیق عمل سے ہوتی ہو۔'' انھوں نے سلسلۂ گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا۔

''عمر! دور ونزدیک کے ان تمام مسلمانوں پر ہمیشہ اپنی توجہ مرکوز رکھیے جن کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے آپ پر ڈالی ہے، اور ان کے لیے وہی باتیں پسند کیجیے جو آپ خود اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے پسند کرتے ہیں، اور حق کی راہ میں بڑے بڑے خطرے کی بھی پرواہ نہ کیجیے اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کو خاطر میں نہ لائیے۔''

''سعید! یہ سب کس کے بس کی بات ہے؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ باتیں سن کر کہا۔

''یہ آپ جیسے شخص کے بس کی بات ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذمہ دار بنایا ہے، جس کے اور خدا کے درمیان کوئی دوسرا حائل نہیں ہے۔''

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا۔

اس گفتگو کے بعد خلیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رضی اللہ عنہ سعید بن عامر سے حکومت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے سلسلے میں تعاون کی خواہش ظاہر کی اور فرمایا۔

''سعید! میں تم کو حمص کا گورنر بنا رہا ہوں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عمر رضی اللہ عنہ! میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں، مجھے آزمائش میں نہ ڈالیے۔''

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا۔

ان کا یہ جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قدرے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

''خدا تمہارا بھلا کرے، تم لوگوں حکومت کی بھاری ذمہ داریاں میرے کندھوں پر ڈال دی اور خود اس سے جان چھڑاتے ہو۔'' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں زبردستی حمص کا گورنر بنا کر وہاں بھیج دیا۔ انہیں جو تنخواہ ملتی، اس میں سے چند درہم کھانے وغیرہ کے لئے رکھ لیتے اور باقی ساری تنخواہ غریبوں میں تقسیم کر دیتے۔ بیوی پوچھتیں تنخواہ کی باقی رقم کہاں ہے تو جواب دیتے ''قرض دے دی ہے۔''

مطلب یہ ہوتا تھا کہ اللہ کے راستے میں خرچ کر دی ہے۔ اس لئے کہ قرآن حکیم میں اسکو قرض حسنہ کہا گیا ہے۔ ایک دفعہ کچھ لوگ وفد کی صورت میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، انہوں نے عرض کی:

''اے امیر! آپ کو ہم نے ہمیشہ نادار اور مفلس پایا ہے، آخر آپ کے کنبے کا بھی تو آپ پر حق ہے۔ اپنے ہاتھ کو اتنا کشادہ نہ کریں، اپنے بال بچوں کا بھی کچھ خیال کریں۔''

حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن عامر نے جواب دیا۔

''یہ میرے بس کی بات نہیں، مجھے تو فقر ہی پسند ہے، کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، فقراء مال داروں سے کئی سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے'' اور واقعی آپ رضی اللہ عنہ ایسے ہی گورنر تھے کہ ایک عام آدمی میں اور ان میں کوئی فرق نہیں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ۱۰ ہجری یا (۲۱) ہجری میں چالیس سال کی عمر میں وفات پائی اللہ ان سے راضی ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ

میٹنگ انتہائی اہم تھی اور خفیہ مقام پر رکھی گئی تھی اس کی خبر سوائے مکے کے سرداروں کے اور کسی کو نہ تھی۔ طے شدہ وقت پر مکے کے تمام قبیلوں کے سردار جمع ہو گئے۔ اور ابھی بات شروع بھی نہ ہوئی تھی کہ دروازے پر ایک لمبا تڑنگا آدمی کھڑا دیکھ کر سارے سردار دنگ رہ گئے..... انہوں نے بغیر بولے ایک دوسرے کی طرف آنکھوں ہی آنکھوں میں دیکھا! گویا ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہوں کہ اس خفیہ میٹنگ کی خبر اس شخص کو کس نے کی۔ آدمی کا چہرہ رعب دار تھا اور اس نے لمبی عبا پہن رکھی تھی۔ وہ چپکے سے دروازے میں کھڑا اجازت کا منتظر تھا کہ اسے اندر بلایا جائے..... دونوں طرف سے شش و پنج کی سی کیفیت تھی۔ مکہ کے سردار اس لیے پریشان تھے کہ اس خفیہ میٹنگ کی کسی کو کان وکان خبر نہ تھی اور پھر یہ آدمی بن بلائے کیسے آ گیا.....؟

جب کہ وہ لمبا آدمی اس لیے حیران کھڑا تھا کہ یہ سردار خلاف توقع اسے اندر کیوں نہیں بلا رہے حالانکہ عربوں کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ مہمان کی بڑی آؤ بھگت کرتے ہیں اور اس کی مہمانداری میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے لیکن یہاں تو اسے اندر بھی بلایا نہیں جا رہا۔ آخر عرب سرداروں کی طرف سے پہل ہوئی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سردار نے اس سے پوچھا تم کون ہو.....؟

وہ آدمی گویا پہلے سے ہی منتظر تھا۔ جھٹ بولا ''میں نجد سے آیا ہوں..... مجھے آپ کے پروگرام کے متعلق خبر ہوئی تو میں نے مناسب سمجھا کہ میں بھی اس میٹنگ میں حاضری دوں۔'' آپ پریشان مت ہوں! میں بھی آپ ہی کا ساتھی ہوں جس طرح آپ مشکلات اور پریشانی کا شکار ہیں میں بھی اسی طرح ہوں..... گویا آپ کا اور میرا دکھ برابر کا اور مشترکہ ہے..... آپ اس محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے تنگ ہیں اور میں بھی اس سے عاجز ہوں۔

میں نے سمجھا اس نبوت کے دعویدار کے متعلق میٹنگ ہے تو چلو کچھ آپ کی سنوں گا کچھ میں سناؤں گا شاید کوئی بات بن جائے۔''

آدمی چپ ہوا تو سرداروں نے دوبارہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا، وہ سارے دل ہی دل میں سوچ رہے تھے کہ آدمی تو اپنے ذہن کا ہی ہے اور آنکھوں میں ایک دوسرے کی رضامندی دیکھ رہے تھے۔

بالآخر ایک سردار نے کہا ''ٹھیک ہے شیخ آپ اندر تشریف لے آئیں۔''

وہ آدمی اندر چلا گیا اور میٹنگ شروع ہوگئی، راز و نیاز کی زیادہ باتیں نہ تھیں بس ایک ہی بات طے کرنا تھی کہ آخر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کس طرح نمٹا جائے باوجود تمام تر کوششوں اور رکاوٹوں کے بھی دن بدن اس کی دعوت پھیلتے چلی جا رہی ہے اور اس کے ساتھیوں میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ سوال سامنے آیا تو جواب میں تجاویز بھی آنے لگیں۔

سب سے پہلے ابوالاسود بولا ''کیوں نہ ہم اس شخص کو مکے سے نکال دیں اور اپنے شہر سے جلا وطن کر دیں اور وہ جہاں جاتا ہے سو جائے ہم میں سے کوئی نہ اس سے واسطہ رکھے گا اور نہ ہی کسی سے تعلق قائم کرے گا۔ اس سے ہمارا شہر تو صاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گا۔"

نجد سے آنے والا لمبا آدمی جلدی سے بولا،.....نہ نہ ہرگز ایسا نہ کرنا.....میری سمجھ کے مطابق یہ تجویز ٹھیک نہیں، کیا تم دیکھتے نہیں ہو اور تمہیں معلوم نہیں کہ اس آدمی کی زبان کتنی میٹھی ہے وہ کتنی عمدہ باتیں کرتا ہے.....کتنے اچھے اخلاق سے لوگوں کے ساتھ پیش آتا ہے وہ جہاں بھی جاتا ہے اور جس سے بھی بات کرتا ہے لوگوں کے دل جیت لیتا ہے۔

لہٰذا یہ مشورہ ہے کہ ایسا ہرگز نہ کرنا' تم اگر اس کو مکہ سے نکالو گے تو وہ کہیں اور جا کر اپنی میٹھی زبان اور اچھے اخلاق کی وجہ سے اپنے ساتھی بنا لے گا۔

پھر اس سے یہ خطرہ بھی ہے کہ وہ اگر باہر جا کر اپنے اور ساتھی بنا لیتا ہے اور کوئی قبیلہ اس کا پیروکار ہو جاتا ہے تو وہ تم پر حملہ کر کے تم کو تمہارے شہر میں بھی روند دے گا۔"

"تو پھر کیا کیا جائے.....؟" ایک عرب نے دوبارہ سوال اٹھایا۔

"کوئی اور تجویز نکالو" لمبا آدمی دوبارہ بولا۔

قبیلہ بنی اسد کے سردار ابو البختری نے مشورہ دیا۔یوں کرتے ہیں" اسے لوہے کی بیڑیوں میں جکڑ کر قید کر دیتے ہیں۔اور کسی اندھیری کوٹھڑی میں بند کر دیتے ہیں جہاں روشنی کی کوئی کرن نہ ہو۔خود ہی اندر پڑا پڑا مر جائے گا، بالکل مشہور شاعروں زہیر اور نابغہ کی طرح۔"

لمبا آدمی جلدی سے بولا" بالکل نہیں ایسا بھی نہیں کرنا اس میں بھی ہمارا خسارہ ہے۔ایسے بھی ممکن نہیں کیونکہ اگر ہم نے اسے تمہارے مشورے کے مطابق بند کر دیا تو عین ممکن ہے کہ اس کے ساتھیوں کو جب خبر ملے گی تو وہ حملہ کر کے اسے چھڑا لیں گے پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے یوں قید کرنے سے شاید اور لوگ بھی اسے بے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصور جان کر ہمارے خلاف ہوجائیں، اس لیے یہ بھی مناسب نہیں کوئی اور حل ڈھونڈو!''

اس کا حل میں بتاتا ہوں قبیلہ بنی خزرج کے بد بخت سردار ابوجہل نے کہا''یوں کرتے ہیں کہ مکے کے تمام قبیلوں میں سے ایک ایک کڑیل جوان اور بہادر آدمی جمع کر کے یک بارگی حملہ کر کے اسے قتل کر دیتے ہیں اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ایک تو ہماری اس سے جان چھوٹ جائے گی اور اس کے خون کا الزام کسی ایک کی بجائے تمام قبیلوں پر آجائے گا اور مکہ کے تمام قبیلوں سے لڑنا محمد (ﷺ) کے ساتھیوں اور قبیلے والوں کے بس کی بات نہیں، زیادہ سے زیادہ وہ دیت (خون بہا) لینے پر راضی ہوجائیں گے اور ہم سب کے لیے دیت دینا کوئی مشکل بات نہیں۔''

''لمبا شخص'' خوشی سے اچھلا، ابوجہل کو شاباش دیتے ہوئے بولا!''واہ یہ ہوئی نہ بات.....اس جوان نے مسئلے کا حل صحیح نکالا اور سب سے مناسب تجویز پیش کی.....بھئی میری رائے بھی یہی ہے میرے نزدیک تو اس مسئلے کا حل یہی ہے باقی اگر کوئی کہتا ہے تو سب ہیچ۔''

لمبے آدمی نے بالآخر سب کی طرف دیکھا تو مکے کے تمام سرداروں نے اس پر اتفاق کرلیا یوں اس مجلس میں ہمارے پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کرنے کی پلاننگ تیار ہوگئی کہ جونہی آدھی رات ہو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیں گے.....مجلس ختم ہوگئی اور سب سردار اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے لمبا آدمی جو نجد سے آیا تھا وہ اصل میں ''شیطان ابلیس'' تھا اور ایک عرب شیخ کے روپ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل پر عرب کے سرداروں کو اکسانے آیا تھا۔ طے شدہ منصوبے کے تحت مکہ کے تمام قبیلوں کے کڑیل جوان ایک لشکر کی صورت میں اسلحہ سے لیس ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باہر جمع ہوگئے۔تاکہ جونہی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باہر نکلیں ان کو قتل کردیا جائے۔اور جب شیطان کے ساتھ مل بیٹھ کر عرب کے سردار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی منصوبہ بندی کررہے تھے تو آسمان پر اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے بچا کر نکالنے کی منصوبہ بندی کر چکے تھے۔چنانچہ جب آدھی رات کا وقت ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے نکلے اور ان کے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اور انہیں ساتھ لے کر وہاں سے مدینہ کی طرف ہجرت کا سفر کرنے لگے۔

ان تمام سرداروں کو جب یہ معلوم ہوا کہ جس کے قتل کی ہم نے منصوبہ بندی کی تھی وہ زندہ سلامت نکل گئے ہیں تو وہ بہت سٹپٹائے بالآخر انہوں نے اعلان کیا کہ ''جو بھی شخص محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پکڑ کر لائے گا اسے سو اونٹ دیے جائیں گے۔''

سو اونٹ اس وقت بہت بڑا انعام تھا،مکہ میں جس جس نے سنا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکلنے والوں میں سے ایک شخص ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ پایا اور وہ تھا سراقہ بن مالک۔

مکہ سے باہر ساحل سمندر سے ذرا ہٹ کر رابغ کا قلعہ اپنی عظمت کا نشان بنا ہوا تھا اس کے آس پاس دور دور تک بنی مدلج کا علاقہ پھیلا ہوا ہے۔جس میں قدید بھی شامل ہے۔اس علاقے کا رئیس سراقہ بن مالک بن جعشم کنانی اپنی چوپال میں بڑی شان وشوکت سے موجود تھا۔دوست احباب اور خدمت گار حاضر تھے۔خوش گپیوں سے دل بہلایا جارہا تھا۔باتوں ہی باتوں میں کسی نے سرداروں کے اعلان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردہ انعام یعنی سو اونٹوں کی بات کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ مگر تھوڑی سی دیر کے بعد باتوں کا رخ دوسری طرف پھر گیا۔ اتنے میں ایک آدمی نے اندر داخل ہو کر کہا:

''یا شیخ! میں نے ابھی ابھی ساحل کے ساتھ ساتھ کچھ شتر سوار دیکھے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اس کے ساتھی ہیں۔''

سراقہ یہ سن کر چونک اٹھا۔ اس نے سر اوپر اٹھایا۔ اس آدمی کی طرف بغور دیکھا اور نہایت زوردار لہجہ میں بولا:

''وہ یقیناً محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے ساتھی نہیں ہیں وہ تو فلاں فلاں آدمی ہیں جو تھوڑی دیر پہلے ہمارے سامنے سے گزرے ہیں۔''

مجلس میں خوش گپیوں کا سلسلہ پھر سے جاری ہو گیا۔ لیکن سراقہ کا قرار جاتا رہا وہ چند لمحے پہلو بدلتا اور بظاہر قہقہے لگاتا رہا۔ لیکن اس کا ذہن نہایت تیزی سے نقشے مرتب کرنے میں مصروف تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس دشوار گزار اور سنسان راستے سے جانے والے ضرور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے ساتھی ہیں۔ اور اگر کسی کو اس کا پتہ چل گیا تو قریش کے مقرر کردہ انعام میں دوسرے بھی شریک ہو جائیں گے۔ جسے وہ خود بلا شرکت غیرے حاصل کرنا چاہتا ہے۔

وہ یکا یک اٹھا اور یہ کہہ کر باہر نکل گیا ''میں ابھی واپس آ رہا ہوں۔''

گھر جاتے ہی اس نے اپنی لونڈی کو بلا کر کہا:

''ترکش اور کمان جلدی سے نکالو اور میری گھوڑی لے کر ''عوذ'' کے ساتھ ٹیلے کی اوٹ میں کھڑی رہو۔ میں ابھی آ رہا ہوں۔''

اس نے اپنا نیزہ اٹھایا، سر پر خود پہنا، تلوار کو کمر سے لٹکایا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ٹیلے کے پاس پہنچ کر گھوڑی پر سوار ہوا یہ جا وہ جا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی گھوڑی ہوا سے باتیں کرتی ہوئی ساحل سمندر کی طرف چلی جا رہی تھی۔ اس نے دور سے مغرب کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب دیکھا تو دو اونٹ نہایت تیز رفتاری سے جاتے ہوئے دکھائی دیے۔ دونوں پر دو دو آدمی سوار تھے۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ وہی ہیں جن کی تلاش میں قریش نے چپہ چپہ چھان مارا ہے۔ اپنے شکار کو یوں سامنے دیکھ کر اس کے چہرے پر مسرت کی لہریں پھیل گئیں۔ پھر اس نے فال نکالنا ضروری سمجھا۔ لیکن جب فال کے تیر نکال کر دیکھا تو وہ حصول مقصد کے خلاف تھے۔ وہ ایک لمحے کے لیے رک گیا۔ اور یہ سوچنے لگا کہ:

''کیا اس فال پر اعتبار کرلوں؟ نہیں نہیں یہ فال غلط ہے، میرا شکار سامنے ہے۔ وہ سب نہتے ہیں، میں مسلح ہوں جنگجو اور تیرانداز ہوں۔ میری تیراندازی کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ میں ان پر قابو پا کر کیسے ناکام لوٹ جاؤں۔ یہ نہیں ہوسکتا، میں انہیں کسی قیمت پر چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ سو اونٹ حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آیا تو فال نے دھوکا دیا۔ مگر مجھ جیسا جوانمرد انسان اتنی آسانی سے شکست کیسے تسلیم کرسکتا ہے۔''

اس نے فال کے تیر واپس اپنے ترکش میں ڈال دیے اور مسافروں کے تعاقب میں گھوڑی کو ایڑی لگا دی۔ اگرچہ دور دور تک ریت کا سمندر پھیلا ہوا تھا مگر اس میں جا بجا چٹانیں بھی موجود تھیں اور یہ قطعہء ارض جس پر اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا رہے تھے سخت اور کہیں کہیں پتھریلا بھی تھا۔ جس سے گھوڑی کے سُم ٹکرانے کی آواز بھی پیدا ہوتی تھی۔ مگر سراقہ کے ذہن پر بس ایک ہی دھن سوار تھی۔

''ان پر جلد از جلد غلبہ پا کر انعام میں سو اونٹ پاؤں۔''

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، انہوں نے ایک بار بھی دائیں بائیں یا پیچھے مڑ کر نہ دیکھا تھا البتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت چوکس تھے۔ سراقہ سمجھتا تھا کہ میں اب چشم زدن میں ان پر قابو پالوں گا، لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیر خندہ زن تھی۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب کوئی آسان کام نہ تھا۔وہ گھوڑی سے گرا اور کافی دیر کے بعد سنبھلا۔تھوڑی سی دیر کے لیے اگر سوچتا تو شاید تعاقب نہ کرتا۔مگر لالچ نے اس کی نس نس میں بجلیاں سی بھر دی تھیں۔اس نے حوصلہ نہ چھوڑا فال نکالی تو پھر اس کی خواہش کے خلاف نکلی۔لیکن وہ تو ہر اس چیز سے ٹکرا جانے کا تہیہ کر چکا تھا جو اس کی راہ میں حائل ہو۔اس نے فال کی پرواہ نہ کی اور ایک بار پھر گھوڑی کو ایڑ لگا دی۔

اونٹنیاں بڑی تیز رفتاری سے جا رہی تھیں۔لیکن سراقہ کی گھوڑی تازہ دم تھی اس لیے دیکھتے ہی دیکھتے بالکل ان کے عقب میں جا پہنچا۔ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے مڑ کر دیکھتے جاتے تھے تاکہ تعاقب کرنے والوں سے غافل نہ رہیں۔انہوں نے سراقہ کو جب اس طرح بالکل قریب پایا تو عرض کی:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.....تعاقب کرنے والا اب بالکل قریب آ پہنچا ہے۔''

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ پیچھے مڑ کر دیکھا نہ کسی اضطراب کا اظہار کیا بلکہ تلاوت کرتے ہوئے نہایت ہی سکون سے بارگاہِ الٰہی میں التجا کی۔

''الٰہی اس کے شر سے بچا۔''

جونہی یہ الفاظ زبان مبارک سے ادا ہوئے سراقہ کی گھوڑی پیٹ تک زمین میں دھنس گئی اور ایسی گرد اڑی جو دھوئیں کی طرح آسمان تک پھیل گئی۔سراقہ دل ہی دل میں ڈر گیا۔اور اسے یقین ہو گیا کہ یہ معاملہ ہی دوسرا ہے.....سراقہ نے بہت کمزور سمجھ کر جس کا تعاقب کیا تھا اس کے اللہ کے حکم سے زمین نے سراقہ کی گھوڑی کو پیٹ تک نگل لیا اور وہ ہیبت زدہ سا ہو کر رہ گیا۔

''اس سخت زمین میں گھوڑی کا سم تک نہیں دھنس سکتا۔پھر اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ٹانگیں پیٹ تک کیسے دھنس گئیں؟

سراقہ نے یہ سوچ کر پھر فال نکالی۔مگر اس دفعہ بھی فال اس کی خواہش کے خلاف نکلی۔ اور وہ انعام پانے سے مایوس ہوگیا۔اس پر ہیبت طاری ہوگئی اور بے اختیار بڑبڑا اٹھا۔

''اوہ۔میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔یہ ناقابلِ تسخیر ہیں۔''

سراقہ اپنی گھوڑی پر بے بس بیٹھا ہے۔اور اب خود اس کے اپنے فرار کی تمام راہیں بند ہوچکی ہیں۔شکاری کچھ مجبور ہے تعاقب کرنے والا مبہوت کھڑا مسافروں کو تک رہا ہے۔

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قابو پانا آسان کام نہیں ہے۔وہ یقیناً کامیاب ہونگے۔''

یہ سوچتے ہی اس نے پکار کر کہا:

''میں سراقہ بن مالک ہوں۔آپ سے امان کا طلب گار ہوں۔مجھے اپنی بات کہنے کا موقع دیں۔خدا کی قسم میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا اور نہ کوئی ایسی حرکت کروں گا جو آپ کو ناگوار گزرے۔''

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی، گھوڑی زمین کی گرفت سے آزاد ہوگئی اور سراقہ ان کے قریب آگیا۔اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روشن چہرہ دیکھا تو رعب نبوت سے لرز اٹھا۔اور عرض کی:

''آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قوم نے آپ کی گرفتاری کے لیے سو اونٹ دینے کا اعلان کرکے بے شمار لوگوں کو مہم جو بنادیا ہے۔میں اسی لالچ کی وجہ سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تعاقب میں نکلا تھا۔اور بے شمار لوگ اسی دھن میں شاہراہ مکہ کا چپہ چپہ سونگھتے پھر رہے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہہ کر اس نے زادِراہ اور سامان کی پیشکش کی جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہ کیا اور ارشاد فرمایا:

''مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔تم صرف یہ کام کرو کہ کسی کو ہماری اطلاع نہ ہونے پائے۔''

سراقہ نے جواباً عرض کیا:

''آپ مطمئن رہیں میں اب ہر تعاقب کرنے والے کو پیچھے ہی روکتا رہوں گا۔''

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر بشاشت کھلنے لگی اور سراقہ نے مناسب موقع دیکھ کر عرض کیا:

''مجھے ایک امان نامہ لکھ دیجیے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا اور انہوں نے امان نامہ کی تحریر لکھ کر سراقہ کے حوالے کر دی۔

سراقہ نے اسے نہایت حفاظت سے اپنی جیب میں ڈالا اور عرض کیا:

''اے اللہ کے نبی مجھے حکم دیجیے جو کچھ آپ چاہیں۔''

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بس اپنی جگہ پر ٹھہرو اور کسی کو ہم تک نہ پہنچنے دو۔''

ابھی تھوڑی دیر پہلے سراقہ دشمنِ جان بن کر آیا تھا اور اب پاسبان بن کر واپس جا رہا ہے۔

اس نے واپس جانے کے لیے جب قدم اٹھایا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''سراقہ اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جب تم کسریٰ کے کنگن پہنو گے۔''

سراقہ حیرت زدہ رہ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تو پریشانی کے عالم میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جا رہے ہیں پھر ان کی یہ بات کیسے مان لوں۔''

اس نے حیرت سے پوچھا:

''کسریٰ بن ہرمز شہنشاہ ایران کے کنگن۔''

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں کسریٰ شہنشاہ ایران کے کنگن۔''

سراقہ: ''کنگن میں پہنوں گا۔''

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

''اور کون''

یہ ''اور کون'' کا اعلان کرنے والے نے یہ جواب اس وقت دیا تھا جب قدیر کے ریگستان میں قرض پر خریدی ہوئی ایک اونٹنی کے سوا اس کے پاس کچھ نہ تھا۔

سراقہ واپس چلا گیا۔ اسے جو بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعاقب میں جاتا ہوا ملتا اسے نہایت اعتماد سے کہتا:

''تم واپس جاؤ میں نے اطمینان کر لیا ہے کہ وہ ادھر نہیں ہیں اور تم لوگ جانتے ہو کہ میں کیسی نظر رکھتا ہوں، اور سراغ رسانی میں کتنا ماہر ہوں۔''

یوں سراقہ نے اس راستے پر کسی کو بھی نہ آنے دیا جس راستے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیارے صحابی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے۔

ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ پہنچ گئے اور وہاں اسلامی حکومت قائم ہو گئی کئی سال گزر گئے۔

سنہری کنگن پہننے کی خوشخبری سننے والے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے دل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اسلام تو اس وقت ہی گھر کر چکا تھا جس روز انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ آتے ہوئے پیچھا کیا با قاعدہ طور پر وہ ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دس سال بعد مسلمان ہوئے، جن دنوں انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیچھا کر کے اسلام کی حقانیت کی پہلی جھلک دیکھی تھی ان دنوں مکہ کے حالات انتہائی مخدوش تھے، سردارانِ قریش اسلام دشمنی میں بہت کچھ کرنے پر تلے ہوئے تھے اور تکبر وغرور سے ہر اس شخص پر تشدد اور ظلم وستم کرتے جس کے متعلق پتہ چل جاتا کہ وہ اسلام میں دلچسپی رکھتا ہے پھر حالات نے پلٹا کھایا اور اسلام آہستہ آہستہ مدینہ سے نکل کر آس پاس پھیلنے لگا سراقہ رضی اللہ عنہ اس وقت تک مکہ میں ٹھہرے رہے، مگر ایمان نے جوش مارا اور سردان مکہ کے کرتوت انہیں پسند نہ آئے تو انھوں نے مدینے میں حاضر ہونے کی منصوبہ بندی شروع کر دی۔

ایک دن چپکے سے اسی طرح مدینہ کی طرف چل نکلے جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے مدینہ آئے تھے۔

سراقہ رضی اللہ عنہ بن مالک نے اپنی گھوڑی تیار کی اسلحہ لیا اور کسی کو بتائے بغیر مدینہ کی راہ پر چل نکلے، انھوں نے دس سال قبل جو تحریری معاہدہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر رکھا تھا وہ پروانہ ساتھ لے لیا تھا۔

مکہ آنے جانے والے سب راستوں سے وہ آشنا تھے اور مدینہ کا راستہ بھی ان کا دیکھا بھالا تھا، جب کہ ان کی گھوڑی اس قدر تیز رو تھی کہ مکہ میں اس کے مقابلے کی کوئی گھوڑی نہ تھی۔

سراقہ رضی اللہ عنہ ہواؤں سے باتیں کرتے تیز رفتار گھوڑی پر سوار مدینہ میں داخل ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جعرانہ کے مقام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سراقہ رضی اللہ عنہ نے پہلی نظر میں ہی محسنِ انسانیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا وہ ان کی طرف بڑھنے لگا تو صحابہ کرام رضی اللہ نے انہیں روک لیا دلوں کی کیفیت تو اللہ ہی جانتا ہے۔ اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ یہ نہ جانتے تھے کہ سراقہ اسلام قبول کرنے کے لیے آیا ہے انہوں نے سمجھا کہ سراقہ تو کافر ہے اور یہاں کیسے.....؟؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے انہیں گھیرے میں لے لیا اور اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھنے سے روکنے کے لئے کچھ کے مارنے لگے کہ:۔

''تم یہاں کیسے.....؟ اور کیوں آئے ہو.....؟

سراقہ رضی اللہ عنہ نے یہ صورتحال دیکھی تو بہت پریشان ہوئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ انہیں آگے بڑھنے سے روک رہے تھے اور سراقہ اس کوشش میں تھے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں۔

صحابہ انہیں اس لیے روک رہے تھے کہ کہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں اس کشمکش میں سراقہ نے اپنی گھوڑی کو ایڑی لگائی اور صحابہ کا گھیرا توڑ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے انہوں نے جاتے ہی بلند آواز سے کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں سراقہ بن مالک ہوں۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو سراقہ سامنے کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں پروانہ تھا، سراقہ وہ پروانہ سامنے کرتے ہوئے بولے: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ آپ کا میرے ساتھ تحریری معاہدہ ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے مسکرا کر کہا: ''سراقہ یہاں آؤ میرے پاس۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سراقہ رضی اللہ عنہ جلدی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لپکے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قریب کرتے ہوئے کہا: ''سراقہ ہم اپنے وعدے کو پورا کریں گے۔''

''اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسلام قبول کرنے آیا ہوں۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کلمہ پڑھایا اور سراقہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

سراقہ رضی اللہ عنہ بن مالک کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اختیار کرنے کا بہت ہی کم موقع ملا ان کے اسلام قبول کرنے کے کچھ ہی عرصہ بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے۔

سراقہ رضی اللہ عنہ بن مالک کا تعلق قبیلہ بنو مدلج سے تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت آ گیا تو وہ پیشگوئی سچ ثابت ہوئی اور سراقہ نے واقعی کسریٰ کے کنگن پہنے۔

یہ ۱۶ ہجری بمطابق ۶۳۵ء کی بات ہے جب سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اسلامی لشکر نے قادسیہ کا شاندار معرکہ لڑ کر کسریٰ کے ایوانوں کو لرزہ براندام کر دیا۔ مسلمانوں کو بہت سا بیش بہا قیمتی مال غنیمت ملا جس میں ہیرے جواہرات، سونے کی اشرفیاں اور سونے کے قیمتی اور نایاب زیورات شامل تھے۔

بادشاہ کے زیر استعمال ولباس اس قدر قیمتی چمکدار اور فاخرانہ تھا کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کرتا تھا..... سارا مال غنیمت جب مدینہ پہنچا تو امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے منادی کروائی اور مدینہ کے لوگوں میں مال غنیمت تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جب خلیفۃ المسلمین کے سامنے بادشاہ کا لباس آیا تو انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضرین پر ایک نگاہ دوڑائی گویا کسی خاص آدمی کو تلاش کر رہے ہیں۔

بالآخر ان کی نظر ایک شخص پر جا کر ٹھہر گئی انہوں نے سراقہ رضی اللہ عنہ بن مالک کو بلایا اور اپنے سامنے کھڑا کر کے انہیں بادشاہ کا لباس زیب تن کرانے لگے۔

سراقہ رضی اللہ عنہ کو شاہی لباس پہنایا گیا..... ان کی کمر پر بادشاہوں کی قیمتی پیٹی باندھی گئی..... سر پر ہیروں اور جواہرات سے سجے سونے کا تاج رکھا گیا اور وہ سونے کے دو کنگن جو بادشاہ کے خاص تھے سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے گئے ان کے متعلق ہجرت والے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمنے کہا تھا کہ ''سراقہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم شاہ ایران کے کنگن پہنو گے'' جب وہ کنگن سراقہ رضی اللہ عنہ بن مالک کو پہنائے گئے تو ان کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ جو اس بات پر سچائی کی مہر ثبت کر رہے تھے کہ ''آج اس محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ

قیدی کو بندھے ہوئے تیسرا روز تھا اور اس کے رویے میں ذرہ بھر بھی فرق نہ آیا تھا۔ اس کی اکڑی ہوئی گردن اور تنا ہوا سینہ اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ قیدی ہوتے ہوئے بھی کسی سے ذرہ بھر مرعوب نہیں ہوا۔ وہ اپنی قوم کا سردار تھا اور رعب و دبدبہ اس کی آواز سے جھلکتا تھا۔ اس سے جب بھی کوئی سوال کیا جاتا تو وہ تن کر بولتا اور غصے بھرے لہجے میں جواب دیتا۔ آج سے چودہ سو سال پہلے مکہ مکرمہ سے مشرق کی طرف بنوحنیفہ قبیلہ آباد تھا جس کی ایک شاخ یمامہ قوم تھی یہ قیدی اسی یمامہ قوم کا سردار تھا جسے عرب کے لوگ ثمامہ بن اثال کہتے تھے۔ ثمامہ انتہائی بے باک۔ نڈر اور متکبر آدمی تھا پورے بنوحنیفہ قبیلے کی شاخوں پر اس کی شجاعت و بہادری کا سکہ جما ہوا تھا۔ عرب کے بڑے بڑے سردار اور جنگجو اس سے خوف کھاتے تھے۔ سن 6 ہجری کے اواخر کی بات ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین اسلام کی دعوت کو عرب کے بڑے بڑے قبیلوں اور عجم کے ممالک کے سربراہوں کو پہنچانے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سرداروں اور امراء کے نام خطوط لکھے اور اپنے ایلچیوں کے ذریعے ان تک اسلام کا پیغام پہنچایا۔ کچھ سرداروں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا اور اسلام قبول کرلیا۔ کچھ نے اسلام تو قبول نہ کیا البتہ اس میں دلچسپی لی اور اسے سچی دعوت قرار دیا اور کچھ سرداروں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ صرف اسلام کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجے ہوئے ایلچی کی بھی توہین کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے ہاتھوں سے لکھے ہوئے خطوط کو بھی پھاڑنے کی نازیبا جسارت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن عرب سرداروں کو خطوط لکھے ان میں سے ایک یہی قیدی ثمامہ بن اثال بھی تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایلچی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط لے کر اس کے پاس پہنچا تو اس نے نہایت توہین آمیز سلوک کیا جاہلانہ غرور و تکبر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط کو بڑی حقارت سے دیکھا اور قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ایلچی نے بات کرنا چاہی تو اس نے اپنے کان بند کر لئے اور اسے بڑی تحقیر سے واپس لوٹا دیا۔ ثمامہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بھیجی ہوئی امن وسلامتی والے دین کی دعوت قبول نہ کی البتہ الٹا اسلام کے خلاف ہو گیا اس کو عرب سے ختم کرنے کے لئے اور جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے انہیں شہید کرنے کے لئے اس نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو اکسایا اور برا بھلا کہا۔ ثمامہ نے خود بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا ارادہ کیا اور منصوبہ بندی کرنے کے بعد کسی مناسب موقع کی تلاش میں رہنے لگا۔ سات ہجری کے اوائل کی بات ہے کہ ایک دفعہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کے تحت دبے پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سے وار کرنے کی ٹھانی۔ اس نے تلوار اٹھائی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں چل نکلا۔ راستے میں ایک جگہ اس کی ملاقات اپنے چچا سے ہو گئی جس نے ثمامہ کو تلوار لئے غیض و غضب میں دیکھا تو بولا۔ ''بھتیجے کہاں جا رہے ہو۔۔۔۔۔؟'' ثمامہ نے غصے بھرے لہجے میں جواب دیا۔ ''میں آج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہوں'' چچا نے اسے سختی سے روکا اور اپنے اس ارادہ سے باز رہنے کی تلقین کی ثمامہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے چچا کے منع کرنے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ تو ترک کر دیا لیکن وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نقصان پہنچانے کی منصوبہ بندی کرنے لگا ثمامہ نے اپنے قبیلے کے چند شریر لڑکوں کو تیار کیا اور انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کو گرفتار کرنے کا مشن دیا یہ لوگ اس تاک میں رہنے لگے کہ کب کوئی مسلمان ان کے ہتھے چڑھے اور وہ اسے شہید کر کے اسلام اور مسلمانوں کو زچ کرنے کی کوشش کریں۔ وقت رفتہ رفتہ گذرتا گیا اور وہ اپنی پلاننگ اور منصوبہ بندی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مزید تگ ودو کرنے لگے اسی سال کی بات ہے کہ ثمامہ نے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو سفر کرتے ہوئے گرفتار کیا اور انہیں شہید کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی دردناک خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت افسردہ ہوئے آپصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی روز اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ تم میں سے کسی کو بھی یمامہ کا سردار ثمامہ بن اثال کہیں بھی کسی بھی حالت میں ملے اسے قتل کر دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہونے والے اس دلخراش واقعہ کا بدلہ لینے کے لئے چاک وچوبند ہو گئے اور ثمامہ کی تاک میں رہنے لگے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کے اس واقعہ کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ثمامہ نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا اور خانہ کعبہ میں پڑے ہوئے بتوں کے نام کی قربانی کرنے کے لئے رختِ سفر باندھا۔ مکہ جانے کے لئے اسے مدینہ کے قریب سے گذرنے والے راستے سے ہو کر جانا تھا اور ادھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اپنے ساتھیوں کی شہادت کے بعد راتوں کو مدینہ کی گلیوں اور آس پاس کے راستوں پر پہرہ دیتے تھے کہ کہیں کوئی شرپسند رات کی تاریکی میں مدینہ کے باشندوں کو نقصان نہ پہنچا دے۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ ثمامہ جب سفر کرتے کرتے مدینہ کے قریب پہنچا تو سورج غروب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکا تھا اور تاریکی آہستہ آہستہ مدینہ کے پہاڑی راستے پر گہری ہوتی جارہی تھی۔ رات کا اندھیرا ہوا تو پہرے داروں کا دستہ بھی اسی راستہ پر جا پہنچا ثمامہ سفر کرتے کرتے ان کے قریب پہنچا تو انہوں نے حالات کی سنگینی کے پیش نظر اسے مشکوک دیکھ کر گرفتار کرلیا اور مدینہ میں لاکر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ قیدی ساری رات ستون کے ساتھ بندھا رہا۔ آسمان پر صبح کاذب کا سپیدہ پھیلا اور رات کا سفر ختم ہوا تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اذانِ فجر ہوتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسجد کا رخ کرنا شروع کردیا۔ جن اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے واقعہ کا علم نہیں تھا وہ ستون کے ساتھ اکیلے قیدی کو بندھا ہوا دیکھتے تو حیرت کے سمندر میں ڈوبتے ہوئے ایک دوسرے سے سوال کرتے۔ اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امامت کے لیے اپنے حجرہ مبارک سے نکل کر مسجد میں داخل ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح قیدی کو دیکھتے ہی انہیں بھی شدید پریشانی ہوئی دراصل رات کے وقت پہرہ دینے والے مجاہدین کے دستے نے آپ کے آرام میں خلل پڑنے کی وجہ سے رات آپ کو خبر نہ دی تھی اور یوں صبح سویرے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیدی کو بندھے دیکھا تو حیران ہوئے قیدی کے پاس آ ۔ یدی کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیرت میں مزید اضافہ ہوگیا کیونکہ وہ کوئی عام قیدی نہ تھا بلکہ یمامہ کا سردار ثمامہ تھا جس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بے دردی سے شہید کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی رکھنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گرفتار کر کے شہید کرنے والا ثمامہ ایک روز یوں گرفتار ہو کر قیدی بن جائے گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو متوجہ کیا اور فرمایا:

"آپ جانتے ہیں کہ یہ قیدی کون ہے۔۔۔۔۔؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا۔نہیں ..... دراصل قیدی کو گرفتار کرنے والے پہرہ دار دستے کو بھی معلوم نہ تھا کہ یہ قیدی کون ہے چونکہ ان دنوں مسلمانوں اور مدینہ کی بستی کے خلاف مکہ اور آس پاس کے تمام قبیلے جنگ کے پلان تیار کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے اور اسلام کی ابھرتی ہوئی آواز کو دبانا چاہتے تھے لہٰذا پہرہ دار مجاہدین نے یہ سمجھ کر قیدی کو گرفتار کیا تھا کہ کہیں یہ دشمن کا آدمی نہ ہو اور رات کے اندھیرے میں مسلمانوں کو اذیت دینا چاہتا ہو یہی وجہ تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ستون کے ساتھ بندھے ہوئے قیدی کے بارے میں دریافت کیا تو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ ہمیں تو معلوم نہیں کہ یہ کون ہے۔۔۔۔۔؟ البتہ پہرے داروں کے امیر نے رات کی ساری کہانی کہہ سنائی تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا کہ یہ یمامہ کا سردار ثمامہ بن اثال ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر کی امامت کروائی تو ثمامہ مبہوت بت بنا بندھا ہوا کھڑا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز پڑھتے دیکھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ ورطہ حیرت میں ڈوبا جا رہا تھا کہ یہ کیسے لوگ ہیں ان میں نہ چھوٹے بڑے کا امتیاز ہے نہ امیر غریب میں کوئی فرق۔ایک آگے کھڑا ہے اور باقی سارے اس کے پیچھے صف باندھے اطاعت کر رہے ہیں ایک دوسرے میں فرق مٹاتے سارے ایک ساتھ رکوع وسجود میں مشغول ہیں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی ادائیگی میں ذرا بھر بھی فرق نہیں آنے دیتے۔نماز فجر سے فراغت کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیدی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دینا، یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے اور حیران و پریشان کھڑا قیدی مزید پریشان ہوگیا، ثمامہ نے سوچا ہوگا کہ میں نے مسلمانوں کو بہت تکلیفیں دی ہیں ان کے آدمیوں کو شہید کیا ہے.....دوسرے قبیلوں کے ساتھ ملکر ان کے ساتھ تخریب کاری کی سازشیں کی ہیں اب میری موت یقینی ہے صبح ہوتے ہی یہ مجھے کسی پہاڑی کی اوٹ میں یا پھر کسی میدان میں کھڑا کر کے میری گردن تن سے جدا کر دیں گے۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہے جب سے انہوں نے مجھے گرفتار کیا تب سے کسی نے اس سے کوئی بات ہی نہیں کی.....ثمامہ اسی سوچ میں ڈوبا کھڑا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ حجرۂ اقدس سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوئے۔ اونٹنی کا دودھ اور کھانا ثمامہ کے سامنے رکھا اور کہا ثمامہ کھانا کھاؤ.....ثمامہ نے کھانا کھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اور اسے مشفقانہ انداز میں اسلام کی دعوت دی پھر فرمایا'' ثمامہ آپ کا اسلام قبول کرنے کے متعلق کیا خیال ہے.....؟'' ثمامہ حقیقی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن سلوک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اچھے برتاؤ سے بے حد متاثر ہو چکا تھا مگر سرداری کے غرور اور قبیلے کی بڑائی نے جوش مارا۔ جواب دیتے ہوئے بولا۔'' ویسے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اچھے گمان اور اچھے برتاؤ ہی کی امید رکھتا ہوں۔ لیکن اگر چہ میں آپ کا قیدی ہوں اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کیا ہے لہٰذا اگر آپ مجھے قتل کرتے ہیں تو مجھے کوئی دکھ نہ ہوگا کیونکہ آپ مجھے قتل کرتے ہیں تو آپ ایک ایسے آدمی کو قتل کریں گے جو قتل کا مجرم ہے'' اور اگر آپ مجھ پر احسان کرتے ہوئے مجھے قید سے رہا کر دیتے ہیں تو آپ کا احسان مند رہوں گا بلکہ میرا سارا قبیلہ بھی آپ کا مشکور ہوگا رہی بات یہ کہ آپ مجھے فدیہ لے کر چھوڑنا چاہتے ہیں تو بولیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو کتنا مال چاہئے میرا قبیلہ آپ کو اتنا ہی مال دے گا.....؟''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثمامہ کے لہجے کے اتار چڑھاؤ اور گفتگو سے اندازہ لگا لیا کہ قیدی ہونے باوجود بھی ابھی اس سے سرداری کی بو نہیں گئی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے اٹھے اور واپس گھر چلے گئے۔ ثمامہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قید رہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کی ادائیگی کے بعد اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جاتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں تعلیم حاصل کرتے تھے اور کچھ ذکر واذکار میں مشغول رہتے، ثمامہ انہیں حیرت زدہ دیکھتا رہتا ایک دن گزر گیا اور ثمامہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رہن سہن اور اخلاق وعادات کے ساتھ ساتھ عبادات سے متاثر ہونے لگا اس دوران اس کے لئے کھانا اور دودھ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر سے آتا رہا اگلے روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ پھر ثمامہ کے پاس گئے اور اسے دوبارہ اسلام کی دعوت دی اور پوچھا کہ اب اس کا کیا ارادہ ہے.....؟ ثمامہ نے اسی تیز مزاجی کا دوبارہ مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ ''بات وہی ہے جو میں پہلے کہہ چکا ہوں: اگر آپ معاف کر دیں گے تو آپ کی مہربانی ہوگی اور میں آپ کا مشکور ہوں گا اور میرا قبیلہ آپ کا احسان مند ہوگا اگر قتل کر دو گے تو ٹھیک ہے میں نے آپ کے ساتھی قتل کئے ہیں میں سمجھوں گا کہ آپ نے بدلہ لے لیا اور اگر آپ مال لے کر چھوڑنا چاہتے ہیں تو میرا قبیلہ آپ کو مال دے دے گا'' اب کی بار بھی کوئی حوصلہ افزاء بات نہ ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور اپنے حجرہ مبارک میں چلے گئے ایک اور دن گزر گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک پر عمل پیرا پہلے ہی کی طرح قیدی کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے برتاؤ سے پیش آتے رہے۔ البتہ ثمامہ اسی طرح سرداری کی خو میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈوبا رہا۔ اور اکڑی گردن تیز نگاہوں اور اکھڑے لہجے میں جواب دیتا تھا۔ تیسرے دن پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی دعوت دیتے ہوئے پوچھا ''ثمامہ سناؤ کیا حال ہے.....؟'' ثمامہ نے حسب سابق وہی جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نگرانی پر معمور مجاہدین سے کہا کہ اسے رہا کردو!

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہی ثمامہ کو رہا کردیا گیا۔ رہا ہوتے ہی قیدی نے اپنا سامان سمیٹا اور پلان اونٹنی پر رکھتے ہوئے جلدی جلدی وہاں سے نکلنے کی سوچنے لگا۔ اس کی اونٹنی تین دن تک مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باہر بندھی رہی۔ سامان اسی طرح جوں کا توں پڑا تھا۔ قید کرنے والے خود بھوکا رہ کر اسے کھلاتے پلاتے رہے اور نہ صرف اس کی بلکہ اس کے مال ومتاع کی ہر طرح سے حفاظت کرتے رہے۔ رہائی کی خوشی میں ثمامہ سب کچھ بھول چکا تھا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بہت جلد یہاں سے نکل جانا چاہتا ہے۔ البتہ قید ہونے سے رہائی ملنے تک اس کا ضمیر ابھی تک مسلسل اسے غور وفکر کی دعوت دے رہا تھا۔ ثمامہ نے اپنا سامان اٹھایا اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پتھروں سے بنے ہوئے دروازے پر کھڑے ہوکر ایک اچٹتی سی نظر اس درودیوار پر ڈالی جہاں وہ تین دن تک قید رہا تھا ''مسجد کی دیواریں چھت پر پڑے ہوئے کھجور کے پتے اور شاخیں چھت کے نیچے کھجور کے تنے ہوئے ستون اور زمین پر پڑی ہوئی ریت جس میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں بکھری ہوئی تھیں مسجد کے ان درودیوار سے قیدی قدرے مانوس ہوچکا تھا اور پھر یہ کہ تین روز سے اس کے ساتھ بیتنے والے واقعات ومشاہدات سے اسے مسجد میں آنے جانے والے افراد سے بھی خاصا انس پیدا ہوگیا تھا۔ ثمامہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چلا تو راستے میں وہ انہی خیالوں میں کھویا رہا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کدھر جارہا ہے۔ اس کی کیفیت میدان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑے ہوئے اس پتے کی سی تھی جسے تیز ہوا ادھر ادھر اڑاتی رہتی ہے۔ وہ چلتا رہا اور سوچتا رہا کہ کیا کرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اخلاق و کردار اور ان کا رہن سہن دیکھنے کے بعد اس کا ضمیر آواز دیتا کہ اسلام قبول کر کے دنیا کے ان بہترین لوگوں میں شامل ہو جائے مگر سرداری کی خُو اور غرور و تکبر کی بُو راہ کی رکاوٹ بن جاتی۔ وہ چلتا رہا اور کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ڈولتا سوچتا رہا کہ کیا کرے۔ اس کے ذہن کی سکرین پر بیتے دنوں کی فلم جاری تھی بچپن سے لے کر جوانی تک اس نے زندگی بھر میں بیتے مناظر دیکھے تھے۔ وہ اپنی قوم کا سردار تھا اور اس نے اپنی سرداری میں بہت سے افراد اور بہت سے قبیلوں سے میل جول اور واسطہ رکھا تھا۔ مگر اس حد تک متاثر کرنے والے افراد .....معاشرہ .....اور مذہب اس نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ وہ تین دن گویا اس کی زندگی کے حیران کن دن تھے جن میں گذرنے والے واقعات اس کے ذہن میں منقش ہوتے گئے اور اس کی زندگی پر اس کا گہرا اثر پڑتا چلا گیا اس نے سوچا کہ وہ یہاں سے سیدھا اپنے قبیلہ کی طرف واپس پلٹ جائے.....کبھی اس کے ذہن میں خیال آتا کہ وہ تو عمرے کے لئے نکلا ہوا ہے اس خیال کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں یہ امنگ پیدا ہو جاتی کہ واپس اسی مسجد میں چلا جائے جہاں تین دن قیدی رہا۔ اور اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں زندگی بسر کرے جس طرح دوسرے لوگ بسر کر رہے ہیں۔

اس سوچ کے آتے ہی اس نے پختہ ارادہ کیا اور اپنی اونٹنی کی مہار کھینچ کر رک گیا وہ خیالوں میں ڈوبا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکل کر مدینہ کے باہر بقیع کے قریب پہنچ چکا تھا شہر کی آبادی نہ ہونے کے برابر تھی اور وہ ایسی جگہ کھڑا تھا جہاں ہر طرف جا بجا کھجوروں کے درخت کھڑے تھے۔ اس نے اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے اردگرد نظر دوڑائی اسے پاس ہی ایک کنواں نظر آیا جہاں سے مدینہ کے لوگ پینے کے لئے پانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیا کرتے تھے۔ ثمامہ نے اونٹنی کا رخ کنویں کی طرف موڑا اور اونٹنی کو کنویں کے پاس بٹھا کر نیچے اتر آیا۔ اس نے کنویں سے پانی نکالا اور اچھی طرح غسل کر کے اپنے جسم کو پاک صاف کیا۔ طہارت حاصل کرنے کے بعد وہ دوبارہ اونٹنی پر سوار ہوا اور واپس اس جگہ کی طرف چل دیا۔ جہاں وہ تین دن قید رہا تھا اور اس قید کے دوران اس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی کے درخشاں پہلوؤں کا نظارہ کیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ اینٹوں سے بنی ہوئی عمارت صرف ایک مسجد ہی نہ تھی جہاں اذان ہونے کے بعد سب ایک دوسرے کے ساتھ کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملا کر کھڑے اپنے رب کے حضور عبادت کرتے تھے بلکہ وہ جگہ تو ایک بہترین یونیورسٹی بھی تھی جہاں جاہلی معاشرے میں ایک دوسرے سے نفرت کرنے والے اور خون کے پیاسے عرب اب اسلام کی روشنی ملنے سے محبت وانس کے ساتھ بیٹھے اسلامی تعلیمات کا درس لیتے تھے۔ وہی مسجد جہاں وہ تین دن قید رہا تھا وہ اس کے لئے جیل تھی عبادت خانہ تھا یونیورسٹی تھی اور مدینہ شہر کا سارا نظام وہیں سے چلایا جاتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی مسجد میں سے جہادی قافلے روانہ کرتے تھے۔ پارلیمنٹ مجلس شوریٰ اور مجلس انتظامیہ کے اجلاس اسی مسجد میں منعقد کیا کرتے تھے۔ ثمامہ اونٹنی پر سوار واپس مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا تو اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حسب معمول درس میں مشغول تھے انہوں نے ثمامہ کو دوبارہ مسجد نبوی کے دروازے پر دیکھا تو حیران وپریشان ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انحو حیرت اس کی طرف دیکھتے رہے۔ ثمامہ نے نخ نخ کی آواز نکالی اونٹنی کو بٹھایا اور نیچے اتر کر خراماں خراماں چلتے ہوئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو گیا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں اسے گرفتار کر کے لایا گیا اور تین دن قید میں رکھا گیا تھا البتہ اب کی بار وہ لایا نہیں گیا بلکہ خود چل کر آیا تھا۔ ثمامہ چلتے چلتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ایک گروپ کے پاس پہنچا اور بلند آواز میں بولا

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کلمہء شہادت کی آواز سن کر سب صحابہ چونک گئے اور پھر کلمہ گو کی طرف حیرت واستعجاب سے دیکھنے لگے۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوشی میں سرشار ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ حیران ہونے والے اس لئے حیران و پریشان تھے کہ ثمامہ کو قید کے دوران تین روز تک اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشفقانہ انداز سے اسلام کی دعوت دیتے رہے لیکن اسلام قبول کرنا تو کجا وہ سیدھے منہ بات کرنا بھی پسند نہ کرتے تھے کہاں ان کا وہ تکبرانہ رویہ اور تنا ہوا لب ولہجہ اور کہاں اب عاجزانہ صورت میں کلمہ شہادت کی صدا۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوش تھے ان کی خوشی میں پوشیدہ بات یہ تھی کہ وہ ایک ایسے قبیلے کے سردار تھے جو بنو حنیفہ کی سب سے بڑی شاخ تھا اور ان کی سرداری و بہادری اور جرأت وشجاعت کا یہ عالم تھا کہ عرب کے بڑے بڑے جنگجوان کا مقابلہ کرنے کی سکت نہ رکھتے تھے۔ ایسے بہادر اور قبیلے کے سردار کا اسلام لانا سب مسلمانوں کے لئے انتہائی مفید اور خوش کن تھا۔ خوش وخرم اور حیرت زدہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بیٹھے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثمامہ کے اسلام لانے پر مسلسل مسکرا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثمامہ کو اپنے پاس بٹھایا اور محبت بھرے انداز سے باتیں شروع کر دیں ثمامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسکراتا ہوا گلاب جیسا چہرہ مبارک اور کھلی ہوئی کلیوں جیسے سفید دانت دیکھے تو بولے: ''اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب میں ایمان نہیں لایا تھا تو مسلمانوں سے مجھے شدید نفرت تھی۔ نفرت کا یہ عالم تھا کہ آپ کا چہرہ مجھے سب سے زیادہ برا لگتا تھا۔ اب اسلام اور ایمان نے میرے قلب میں روشنی پیدا کی ہے تو واللہ! آپ کا چہرہ اتنا پیارا لگتا ہے کہ کائنات کے تمام چہروں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ محبوب ہے ''عفو و درگزر اور رحمت و شفقت کے سمندر پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثمامہ کی اس بات پر اور زیادہ مسکرا دیے۔ ثمامہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہی حال اسلام اور مدینہ کا تھا پہلے مجھے اسلام سے برا کوئی دین نہ لگتا تھا اور مدینہ مجھے سخت ناپسند تھا اور اب حال یہ ہے کہ اسلام میرے رگ وریشے میں رچا ہوا ہے اور مدینہ تمام شہروں سے زیادہ اچھا لگتا ہے ثمامہ رضی اللہ عنہ بے تکلف اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کرتے چلے جا رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثمامہ رضی اللہ عنہ کی سچی اور کھری باتیں سن سن کر مسکراتے جا رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اردگرد بیٹھے دونوں کی گفتگوؤں سے سرشار ہو رہے تھے کہ اچانک ثمامہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ وہ باتیں کرتے کرتے یک دم رک گئے اور ان کے چہرے پر پریشانی کے آثار منڈلانے لگے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ ''ثمامہ کیا بات ہے؟ ثمامہ مغموم لہجے میں بولے ''اللہ کے نبی ﷺ مجھے آج بہت افسوس ہو رہا ہے اور میں خود سے بہت شرمندہ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: ''کیوں کیا بات ہے.....؟'' ثمامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ''اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گرفتار کر کے شہید کیا تھا آج اس جرم کے درد کی ٹیس میرے سینے سے اٹھ رہی ہیں اور یہی خیال مجھے افسردہ کیے ہوئے ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ 'ثمامہ! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اور نہ افسردہ ہونے کی ضرورت ہے کیونکہ اسلام جہالت میں کیے ہوئے تمام گناہوں کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیتا ہے اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا تم نے جو بھی کام کیے ہیں ان پر پریشان نہ ہوں۔

ثمامہ بولے۔ ''اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو بھی ہے میں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرم کا مداوہ ضرور کروں گا ورنہ میری طبیعت کو سکون نہ ہوگا۔ اور اللہ نے چاہا تو میں ایک ایک صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کے عوض کئی کئی اسلام کے دشمنوں کو قتل کروں گا اب میری تلوار جان و مال دین اسلام کے لئے وقف ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثمامہ رضی اللہ عنہ کے جذبات سے بے حد متاثر ہوئے اور ان کے اس اقدام کو سراہتے ہوئے فرمایا۔ ثمامہ! تم کو اسلام لانے پر جنت کی خوشخبری سناتا ہوں۔ ثمامہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے تمتا اٹھا اور فرطِ مسرت کا اظہار ان کے چہرے سے عیاں ہونے لگا۔

ثمامہ رضی اللہ عنہ چونکہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے جا رہے تھے اور راستے میں گرفتار ہو گئے تھے۔ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا کہ وہ عمرہ کی نیت سے جا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں عمرہ کرنے کا حکم دیا۔

ثمامہ رضی اللہ عنہ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے، وہاں پہنچ کر انھوں نے عمرہ ادا کیا اور بغیر کسی کے ڈر اور خوف کے بلند آواز میں تلبیہ پڑھا۔

جب سے اسلام کی دعوت کا آغاز ہوا تھا تب سے اب تک کسی مسلمان نے یوں علی الاعلان تلبیہ نہ پڑھا تھا، یہ بات نہ تھی کہ وہ بے خبر تھے کہ مکہ کے سردار اسلام قبول کرنے والوں پر کس قدر ظلم و ستم کرتے ہیں بلکہ وہ سب کچھ جانتے تھے لیکن ان کے سینے میں اسلام کا جذبہ اس قدر زیادہ تھا کہ ان کے ضمیر نے یہ برداشت ہی نہ کیا کہ وہ عمرہ کریں اور وہ بھی چھپ چھپا کے اور خوف میں مبتلا ہو کر۔

قریشِ مکہ نے خانہ کعبہ کے گرد بلند آواز میں:

((لبیک اللّٰھُمَّ لبیک..... لَبَّیْکَ لاشریک..... الخ))

کی پکار سنی تو وہ غصے میں پاگل ہو گئے۔ ان کے سامنے کوئی فرد اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا تھا یہ پہلا موقع تھا کسی نے یوں جرأت سے کام لیا اور کسی کو بھی خاطر میں نہ لا کر اللہ کا کوئی شریک نہ ہونے کا اعلان کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریش مکہ گھر سے نکل کر خانہ کعبہ میں جمع ہوگئے، ان کے ہاتھوں میں چمکتی تلواریں تھیں اور چہرے غصے سے بھرے ہوئے تھے۔

قریش کے چند بپھرے نوجوان آگے بڑھے انھوں نے طواف کرتے ثمامہ کو روکا اور اس سے جھگڑنے لگے عین قریب تھا کہ کوئی نوجوان اس پر تلوار سونت کر حملہ کر دیتا لیکن اس دوران ایک آدمی آیا اس نے آتے ہی قریش کے سرداروں کو خبردار کرتے ہوئے کہا:

''اس آدمی کو کچھ نہ کہنا.....''

''کیوں.....؟؟''

اس لیے کہ یہ نوجوان یمامہ کا سردار ہے اور اس کا نام ثمامہ ہے.....

''ثمامہ بن اثال''

''کہیں ایسا نہ ہو کہ تم غصے میں آ کر اس سے جھگڑ پڑو اور اگر تم نے ایسا کیا تو نقصان تمھارا ہی ہوگا۔''

''کیا نقصان ہوگا.....؟''

ایک نوجوان نے آپے سے باہر ہوتے ہوئے کہا۔''

''تم نہیں جانتے کہ تمھارے پاس جو بھی کھانے کا سامان آتا ہے وہ اس کے علاقے سے آتا ہے ایسا نہ ہو کہ پھر وہ سامان بند کر دے اور تم سب بھوکے مرجاؤ گے۔''

آدمی نے ابھی بات مکمل بھی نہ کی تھی کہ اٹھی ہوئی تلوار نیچی ہوگئی۔

بپھرے نوجوان سمجھ گئے تھے کہ بات ٹھیک ہے اگر ایسا ہوگیا تو ہم بھوکے مر جائیں گے، نوجوانوں نے تلواریں واپس نیاموں میں ڈال لیں اور اپنے چہروں پر مصنوعی مسکراہٹ لا کر بولے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ثمامہ! تمہیں کیا ہوگیا ہے.....تم نے اپنے آباؤ اجداد کا دین کیوں چھوڑ دیا آخر کیا وجہ ہے کہ تم بے دین ہوگئے ہو۔''

ثمامہ رضی اللہ عنہ! نے جواب دیا:

''میں بے دین نہیں بلکہ دیندار ہوا ہوں.....؟ اور یہ دین میرے آباؤ اجداد کے دین سے بہتر ہے۔رہی بات تمھاری تو میں اب دیکھتا ہوں کہ تم کیسے سرکشی کرتے ہو میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میرے علاقے سے جو گندم تمھارے ہاں آتی ہے اب اس گندم میں سے ایک دانہ بھی ادھر نہیں آئے گا جب تک تم پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر اسلام قبول نہیں کر لیتے.....''

مکہ والوں نے یہ دھمکی سنی تو ان کو جان کے لالے پڑ گئے ساری سرداری یک دم ختم ہوگئی۔

''اب کیا ہوگا ایک دوسرے کے لبوں پر یہی سوال بار بار ابھر رہا تھا سیدنا ثمامہ رضی اللہ عنہ عمرہ کر کے مکہ سے واپس ہوئے تو انھوں نے یمامہ پہنچتے ہی وہی کچھ کیا جو قریش کے سرداروں کو کہا تھا مکہ جانے والی تمام گندم انھوں نے روک لی۔

مکہ میں جب گھروں کے اندر بھوک نے ڈیرے ڈالے اور مکہ والوں کو فاقے دیکھنے پڑے تو ان کی سرداری کی تمام خو ختم ہوگئی وہ سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ اب کیا کیا جائے ؟ایک دانا نے مشورہ دیا کہ تم وفد کی صورت میں مدینہ جاؤ وہاں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملو۔ وہ دنیا کا رحیم ترین انسان ہے، وہ ثمامہ کو حکم دے گا تو ثمامہ تمھاری گندم دوبارہ مکہ آنے دے گا بات معقول تھی چنانچہ مکہ کے سرداروں کا ایک وفد درخواست لے کر مدینہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا پہنچا۔

نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہمانوں کا استقبال کیا ان کی شاندار ضیافت کی اور ان کی۔

شکایت سنی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ والوں نے کہا:

''ثمامہ نے اسلام قبول کرتے ہی ہماری گندم روک لی ہے۔ ہمارے گھروں میں اب بھوک ناچتی ہے..... مہنگائی عام ہوگئی لوگوں کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہوگیا..... آپ کی سخاوت اور رحم دلی مشہور ہے لہٰذا ہم آپ کے پاس یہ درخواست لے کر آئے ہیں کہ آپ ہماری گندم کو بحال کروادیں۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وقت سیدنا ثمامہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں یہ ارشاد فرمایا:

''کہ فوری طور پر مکہ والوں کی گندم جاری کردو۔''

سیدنا ثمامہ رضی اللہ عنہ کو خط ملا تو انھوں نے مکہ والوں کی گندم پھر سے جاری کر دی۔

سیدنا ثمامہ رضی اللہ عنہ بن اثال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتے تھے ان کے لیے زندگی کے وہ سب سے اذیت ناک لمحات تھے جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات فرمائی۔ ثمامہ رضی اللہ عنہ غم سے نڈھال تھے کہ اس دوران ایک شخص مسیلمہ کذّاب نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کردیا اور لوگوں سے کہا کہ وہ اس پر ایمان لائیں۔

ثمامہ رضی اللہ عنہ یہ خبر سن کر بہت بے تاب ہوئے اسی وقت اٹھے اور قبیلہ بنو حنیفہ کے افراد کو جمع کر کے کہا:

''میرے قبیلے والو! کچھ غور کرو، اندھیرے اور اجالے کی پہچان پیدا کرو، اگر تم میں سے کسی نے اس جھوٹے نبی مسیلمہ کذّاب کی دعوت کو مان لیا تو وہ بڑا بد بخت انسان ہوگا، تمھاری فلاح اسی میں ہے کہ اس کی دعوت پر کان نہ دھرو!''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیلمہ کذاب کے فتنے نے جب اور سر اٹھایا تو انھوں نے زبانی دعوت کی بجائے ان افراد کو جمع کیا جو ان کے قبیلے کے پکے اور سچے مسلمان تھے ان افراد کا لشکر بنا کر مسیلمہ کذاب کے خلاف ڈٹ گئے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

نماز فجر ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھے ذکرواذکار میں مشغول تھے۔ جنہیں ضروری کام تھے وہ نماز کی ادائیگی کے بعد چلے گئے تھے۔ ان میں ایک صحابی رسول ﷺ رباح رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سیدنا رباح نبی اکرم ﷺ کی اونٹنیاں چرایا کرتے تھے۔

مدینہ سے باہر ذی قرہ کا مقام سرسبز وشاداب ہونے کی وجہ سے مشہور تھا اور رباح رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی اونٹنیاں اسی جگہ چرایا کرتے تھے۔ حسب معمول اس روز بھی نماز فجر کی ادائیگی کے بعد صبح سویرے وہ اونٹنیاں چرانے کے لئے ذی قرہ کی چراگاہ پر پہنچے تو وہاں پہلے سے گھات میں بیٹھے ہوئے قبیلہ بنو غفار کے افراد جن کی قیادت عبدالرحمٰن فرازی کر رہا تھا نے ان پر حملہ کر دیا۔ حملہ اتنا شدید تھا کہ سیدنا رباح اور ان کا ساتھی چرواہا ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ عبدالرحمٰن فرازی نے چرواہے کو شہید کر دیا اور اونٹنیاں ہانک کر ساتھ لے چلا۔

سیدنا رباح رضی اللہ عنہ اس صورتحال سے بہت پریشان ہوئے۔ تن تنہا ان کا مقابلہ کرنا مشکل تھا۔ وہ پریشانی کے عالم میں مدینہ کی طرف آئے تو ادھر سے سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع آتے دکھائی دیئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رباح رضی اللہ عنہ نے سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں پکڑی گئی ہیں۔

سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع نے پوچھا کس نے پکڑی ہیں.....؟

رباح رضی اللہ عنہ نے جواب دیا قبیلہ بنو غفار کے عبدالرحمٰن فرازی نے۔

''رباح! میرا گھوڑا لو اور مدینہ جا کر نبی اکرم ﷺ کو اطلاع کرو اور گھوڑا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کو دے دینا میں ان کا پیچھا کرتا ہوں۔''

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کی لگام رباح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھمائی اور دوڑ کر ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ بلند جگہ پر کھڑے ہو کر انہوں نے مدینہ کی طرف منہ کیا اور اونچی آواز میں پکارتے ہوئے کہنے لگے:

''یا صباحا..... یا صباحا..... یا صباحا۔ صبح کے وقت حملہ ہو گیا..... ہائے صبح کے وقت حملہ ہو گیا۔''

یہ مدینہ والوں کے لئے حملے کی اطلاع تھی۔ رباح رضی اللہ عنہ گھوڑے پر بیٹھے مدینہ کی طرف چل دیئے اور خود سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بنو غفار کے لٹیروں کے پیچھے دوڑ لگا دی۔

حملہ آور لٹیرے گھوڑوں پر سوار تھے اور وہ حملہ کر کے فرار ہو رہے تھے جب کہ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔

برق رفتاری تو ان کی مشہور تھی۔ انہوں نے اسی تیز رفتاری سے ان کا پیچھا کیا اور جلد ہی ان کو جا لیا۔ عبدالرحمٰن فرازی اپنے ساتھی لٹیروں کے ساتھ ایک چشمے پر پانی پینے کے لئے رکا تھا۔ انہوں نے اونٹنیوں کو پانی پلایا اور خود بھی پانی پینے کے بعد ستانے کے لئے بیٹھے تھے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں یوں بیٹھے دیکھا تو کندھے سے کمان اتاری ترکش سے تیر نکال کر کمان پر چڑھایا اور یکے بعد دیگرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پر تیروں کی بوچھاڑ کردی۔

سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع تیراندازی کے ماہر تھے اور ان کا نشانہ اپنے ٹارگٹ پر فٹ بیٹھتا تھا۔ عبدالرحمٰن فرازی کے گروپ پر تیر برسے تو ان کو جان کے لالے پڑ گئے۔ وہ یہ سمجھ کر پریشان ہوگئے کہ محمد ﷺ کے ساتھیوں نے انکو گھیرے میں لے کر حملہ کردیا۔ اسی لمحے سلمہ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز میں انہیں للکارا اور خبردار کرتے ہوئے کہا:

"انا ابن الاکوع والیوم الرضع"

"میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج پتہ چل جائے گا کہ اپنی ماں کا دودھ کس نے پیا ہے"

عبدالرحمٰن فرازی کے ساتھیوں نے دیکھا تو اور بھی حیران رہ گئے کہ یہ تو اکیلا آدمی ہے اور وہ تیروں کی بوچھاڑ سے اندازہ کئے بیٹھے تھے کہ ان پر کسی بڑے گروپ نے مسلح ہوکر حملہ کردیا ہے۔

سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کو اکیلا جان کر انہوں نے بھاگنے کی بجائے انہیں پکڑنے کی کوشش کی اور جواب میں تیر اندازی کرتے ہوئے ان کی طرف بڑھنے لگے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے کمال ذہانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے گوریلا انداز اپنایا اور خود کو درختوں میں چھپا کر ان پر تیر برسانے شروع کردیئے۔ وہ ایک جگہ درخت کی اوٹ میں ہوجاتے اور عبدالرحمٰن فرازی کا کوئی ساتھی ان کی طرف بڑھتا ہوا قریب پہنچتا تو وہ اچانک اس پر حملہ کردیتے یوں انہوں نے عبدالرحمٰن فرازی کے کئی ساتھی شدید زخمی کردیئے۔

جب سلمہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ان کی کوئی تدبیر کامیاب نہ ہوئی تو انہوں نے وہاں سے بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔ یوں جلدی جلدی انہوں نے اپنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامان سمیٹا اور تیزی سے وہاں سے نکل گئے ۔ وہ جلد بازی میں اپنا کچھ سامان بھی وہیں چھوڑ گئے ۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سامان کو اکٹھا کیا ان پر پتھر رکھ دیئے تا کہ پیچھے سے آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے یہ پتھر پہچان رہے۔

فرازی اور اس کے لٹیرے ساتھی جان کی امان پاتے ہوئے بھاگتے جارہے تھے اور سلمہ رضی اللہ عنہ اکیلے پیدل ان کے پیچھے پیچھے تھے کسی جگہ تیراندازی کی ہلکی سی جھڑپ بھی ہوجاتی لیکن جلد ہی وہ جان گئے کہ سلمہ سے جان چھڑانا ان کے لئے مشکل ہے ۔ اب ان کے بھاگنے میں اور بھی تیزی آگئی جو سامان ان کے بھاگنے میں رکاوٹ بن رہا تھا وہ راستے میں پھینکتے جاتے اور خود کو ہلکا کرتے گھوڑے دوڑاتے بھاگتے رہے۔ پیچھے پیچھے سلمہ رضی اللہ عنہ ان کے پھینکے ہوئے سامان پر پتھروں کے نشان رکھتے جاتے۔ بھاگتے بھاگتے عبدالرحمٰن کے ساتھی ایک تنگ درے پر جا پہنچے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ پہاڑی پر چڑھ گئے اور وہاں سے ان پر تیر برسانے لگے۔

راستہ تنگ تھا اور ان کے چلنے کی رفتار انتہائی کم اوپر سے تیروں کی بوچھاڑ میں ان کے لئے جان بچانا مشکل ہوگیا تھا ۔ فرازی کے ساتھیوں نے اونٹنیوں کو وہیں تنگ درے میں چھوڑا اور وہاں سے پھر دوڑ لگادی۔ ان کا خیال تھا کہ جو اونٹنیاں وہ حملہ کر کے لائے تھے ۔ سلمہ ان ہی کی وجہ سے ان کا پیچھا کر رہا ہے وہ اونٹنیاں اگر چھوڑ دیں گے تو سلمہ ان کا پیچھا بھی چھوڑ دے گا لیکن سلمہ رضی اللہ عنہ نے اونٹنیوں کو وہیں تنگ درے میں رہنے دیا اور بھاگتے ہوئے لٹیروں کے پیچھے ہولئے ۔ جب فرازی کے ساتھیوں نے سلمہ رضی اللہ عنہ کو پیچھے آتے دیکھا تو وہ اور پریشان ہوگئے ۔ بھاگتے بھاگتے ان کے گھوڑوں کا برا حال ہوگیا تھا اور وہ خود بھی تھکاوٹ سے چُور تھے لیکن ان کا پیچھا کرنے والے سلمہ رضی اللہ عنہ پیدل ہی ان کے پیچھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چڑھے تیر برسا رہے تھے۔ اونٹنیوں کے بعد انہوں نے اپنے پاس جو بڑے ہتھیار جن میں نیزے شامل تھے وہ راستے میں پھینک دیئے اور کچھ فاصلے پر تیں کے قریب چادریں پھینک دیں۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان پر بھی کچھ پتھر رکھے اور پھر ان کے پیچھے ہو لئے۔ فرازی کے ساتھی گھوڑے دوڑاتے ایک پہاڑ کی اوٹ میں بیٹھ کر ستانے لگے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئے اور وہاں سے ان پر تیر چلانے لگے، خود فرازی اور اس کے ساتھی بھاگ بھاگ کر تھک گئے تھے اور اب مزید بھاگنا ان کے بس میں نہ تھا۔ انہوں نے سوچا کہ جیسے بھی ہو اس آدمی سے پیچھا چھڑانا چاہیے اور بھاگ کر اس سے بچنا مشکل ہے۔ چنانچہ انہوں نے سلمہ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے کی دوبارہ کوشش کی۔ ان کے کچھ افراد نے چاروں طرف سے ان کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ سلمہ رضی اللہ عنہ خاموشی سے ایک پتھر کی اوٹ میں بیٹھ گئے۔ پکڑنے کے لئے جو آدمی پہاڑ پر چڑھ رہے تھے جب وہ اتنے قریب آ گئے کہ وہ آواز سن سکیں تو سلمہ رضی اللہ عنہ نے انکو مخاطب کر کے کہا:

''تم لوگ مجھے اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کون ہوں! مجھے سلمہ بن اکوع کہتے ہیں تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں تم میں سے جس کے پیچھے بھی دوڑوں گا اسے پکڑ لوں گا اور اگر تم میں سے کوئی میرے پیچھے بھاگے گا تو یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ مجھے پکڑ لے'' ان کی طرف بڑھتے ہوئے آدمی وہیں رک گئے جیسے وہ ان کی بات پر غور کر رہے ہوں۔

سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کی بات سو فیصد درست بھی تھی اور وہ صبح سے ان کے پیچھے پیدل ہی دوڑ رہے تھے اور انہوں نے انہیں فرار نہیں ہونے دیا تھا۔

فرازی کے ساتھیوں کے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی اور انہوں نے سلمہ رضی اللہ عنہ کو پکڑنے کی بجائے نیچے اترنا شروع کر دیا۔ اتنے میں مدینہ سے آنے والا ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دستہ بھی ان تک جا پہنچا۔ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے پہاڑی کی چوٹی سے دیکھا درختوں کی اوٹ میں کچھ گھڑسوار آرہے ہیں۔ سیدنا اخرم رضی اللہ عنہ سب سے آگے ایک برق رفتار گھوڑے پر سوار چلے آرہے تھے ان کے پیچھے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ایک گھوڑے پر سوار تھے۔

خود فرازی اور اس کے ساتھی اب دو طرف سے گھیرے میں آگئے تھے۔ ان کے لئے بھاگنا ناممکن تھا لہٰذا وہ مقابلے پر اتر آئے۔ اخرم رضی اللہ عنہ سب سے آگے تھے۔ عبدالرحمٰن فرازی نے ان کا راستہ روکا اور ان کے گھوڑے کو نشانہ بنایا۔ گھوڑا شدید زخمی ہوگیا اس سے پہلے کہ اخرم رضی اللہ عنہ سنبھل کر وار کرتے ،عبدالرحمٰن فرازی نے تیزی سے ان پر نیزے سے وار کیا اور اخرم رضی اللہ عنہ نیزہ لگنے سے شہید ہوگئے۔ خود فرازی کا گھوڑا مسلسل سفر کی وجہ سے تھک چکا تھا۔ فرازی نے اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کو قابو کیا اور اس پر سوار ہوگیا اس سے پہلے کہ وہ بھاگنے کی کوشش کرتا۔ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے گھوڑا دوڑا کر اس کے سامنے لا کھڑا کیا۔ اب دونوں کے درمیان معرکہ شروع ہوگیا۔ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اخرم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا خوب بدلہ لیا اور نیزے سے فرازی پر اس قدر تیزی اور شدت سے حملہ کیا کہ عبدالرحمٰن فرازی کے لئے بچنا مشکل ہوگیا۔ نیزہ فرازی کے سر پر لگا اور اپنا کام کر گیا۔ عبدالرحمٰن فرازی چکرا کر گھوڑے سے نیچے گرا اور گرتے ہی جہنم واصل ہوگیا۔

اپنے سردار کا یہ حال دیکھا تو فرازی کے کچھ ساتھی وہاں سے بھاگ نکلے وہ جان بچانے کے لئے سرپٹ دوڑ رہے تھے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے یہاں بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور پیدل ہی ان کے پیچھے دوڑ لگادی۔ بھاگتے بھاگتے وہ لوگ ایک چشمے کے قریب پہنچے، سلمہ رضی اللہ عنہ جان گئے کہ وہ یہاں ستانے کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھہریں گے اور یہاں سے پانی پی کر تازہ دم ہوں گے۔ چنانچہ سلمہ رضی اللہ عنہ نے پہلے سے ہی اس چشمے پر جا کر ایک جگہ گھات لگادی۔ وہ دوڑتے ہانپتے چشمے کے قریب پہنچے تو سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے ان پر تیر برسانا شروع کر دیئے۔ مرتے کیا نہ کرتے وہ پانی کی ایک بوند بھی نہ پی سکے اور انہیں وہاں سے بھی بھاگنا پڑا۔

سورج غروب ہونے کے قریب تھا اور سلمہ رضی اللہ عنہ کو ان لٹیروں کا پیچھا کرتے سارا دن گزر چکا تھا۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے پھر ان کے پیچھے چلنے کا ارادہ کیا، ابھی وہ اٹھے ہی تھے کہ دور سے دکھائی دیا کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ آ رہے تھے وہ سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ سب پیاسے ہیں اور تھکے ہوئے ہیں اگر آپ مجھے چند آدمی ساتھ دے دیں تو میں ان کو پکڑ لوں گا اور ان سے گھوڑے بھی چھین لوں گا۔

نبی اکرم ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

''اکوع کے بیٹے! تم نے ان پر قابو پالیا ہے اور اب ذرا نرمی سے کام لو۔''

نبی اکرم ﷺ نے سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کی تیز رفتاری اور بہادری کی داد دیتے ہوئے فرمایا: ''سب سے بہترین شہسوار ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور سب سے بہترین پیادہ سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع ہیں''۔

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بہت سی جنگوں میں حصہ لیا اور اسلام کی اشاعت کے لئے سے بہترین کردار ادا کیا، انھوں نے جنگی مہمات میں قابل فخر اور حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے اور اپنی برق رفتاری سے دشمن کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاص نقصان کیا، سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں بھی شرکت کی۔

جنگوں مین ان کی برق رفتاری بہت مشہور تھی، وہ پیادہ بھی تیز تھے اور اگر گھوڑے پر سوار ہوتے تو پھر ان کا کوئی ثانی نہ ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے عضباء اونٹنی پر سوار تھے، اونٹنی مدینہ کے قریب پہنچی تو ایک انصاری شخص نے انھیں دیکھ لیا، وہ جانتا تھا کہ سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع دوڑنے کے ماہر سمجھے جاتے ہیں اور یہ مدینے میں مشہور ہو چکا ہے کہ دوڑنے میں ان کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

وہ انصاری شخص خود بھی بلا کا تیز رو تھا اس نے خود کو بہتر ثابت کرنے کے لیے مقابلے کی ٹھانی اور بلند آواز میں بولا:

"ہے کوئی بہادر! جو میرے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کرے .....اگر کوئی بہادر ہے تو آئے میدان میں اور مدینے تک میرے ساتھ دوڑنے کا مقابلہ کرے۔"

اصل میں وہ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کو سنا رہا تھا۔

خود سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع بھی یہ جان گئے تھے کہ اس کا مخاطب میں ہوں اور وہ مجھے ہی مقابلے کی دعوت دے رہا ہے، لیکن وہ اس مصلحت کے تحت خاموش رہے کہ وہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں ان کی موجودگی میں مقابلہ بازی کوئی اچھی بات نہیں اس بناء پر وہ سب کچھ سننے کے باوجود بھی چپ چاپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اونٹنی پر بیٹھے رہے۔

ادھر اس انصاری شخص نے جب سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کو خاموش دیکھا تو وہ سمجھا کہ سلمہ رضی اللہ عنہ مقابلے سے ڈرتا ہے چنانچہ اس نے اپنی آواز کو اور بلند کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دوبارہ مقابلے میں آنے کی آوازیں دینا شروع کر دیں۔

جب وہ حد سے بڑھ گیا اور سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کی برداشت جواب دے گئی تو وہ اس آدمی کو مخاطب کر کے بولے:

''اللہ کے بندے! تمھیں کسی کی عزت کا خیال نہیں.....؟ کسی شریف آدمی کی عزت کا تو احساس ہونا چاہیے۔''

سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کا اشارہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تھا ان کی موجودگی میں ایسا کرنا زیب نہیں دیتا لہٰذا تمھیں بات کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا خیال کرنا چاہیے..... لیکن وہ آدمی تو کچھ اور ہی سمجھے بیٹھا تھا اس نے جواب دیتے ہوئے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا مجھے کسی کا کوئی ڈر نہیں۔''

سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع نے جب یہ سنا تو دھیرے سے بولے:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے اس شخص کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرنے کی اجازت دیجیے!''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آدمی کی طرف سے مقابلے کی دعوت اور سلمہ رضی اللہ عنہ کا اس کو سمجھانا دیکھ چکے تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا:

''اگر تمھارا دل چاہتا ہے تو اس سے مقابلہ کر لو۔''

اجازت ملتے ہی سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع نے اونٹنی سے چھلانگ لگائی اور نیچے اتر آئے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس انصاری شخص کے پاس جا پہنچے۔

سلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا اور تھپکی دیتے ہوئے کہا:

''اللہ کی قسم! آج میں تم سے یہ مقابلہ جیت جاؤں گا اور دوڑ میں تجھ سے آگے بڑھوں گا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواباً اس شخص نے بھی کہا: ''میرا بھی یہی خیال ہے کہ یہ مقابلہ آج میں جیت جاؤں گا اور دوڑ میں تم سے آگے بڑھوں گا۔''

چنانچہ دونوں کے درمیان مقابلہ ہوا اور دونوں نے مدینہ کی طرف رخ کر کے دوڑ لگا دی، بالآخر سلمہ رضی اللہ عنہ انصاری آدمی سے پہلے مدینے پہنچ گئے۔

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع جس تیز رفتاری سے مدینہ پہنچے یہ دیکھ کر تو وہ تیز رو انصاری بھی دنگ رہ گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے اور اکثر کہیں آتے جاتے انہیں اپنے ساتھ رکھتے انھیں سواری پر اپنے ساتھ پیچھے بٹھاتے اور ان کے لیے دعائے خیر فرماتے۔

اس طرح سلمہ رضی اللہ عنہ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت پیار تھا وہ اپنی جان سے بڑھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان و مال کے لیے ہر طرح کی قربانی دیتے رہتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے تو سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع جاگ کر آپ کی حفاظت کرتے اور پہرہ دیتے رہتے۔

ایک مرتبہ مدینے میں باہر سے ایک آدمی آیا اور اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کی خواہش ظاہر کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسافر کا استقبال کیا اسے اچھے طریقے سے بٹھایا اور ساتھ مل کر کھانا کھایا۔

اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کچھ باتیں کیں اور پھر واپس چلا گیا۔ اس دوران اللہ رب العزت نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی کے ذریعے بتا دیا کہ وہ ایک جاسوس تھا جو مشرکین کی طرف سے جاسوسی کرنے آیا تھا۔

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی رہتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''سلمہ! یہ آدمی جو میرے پاس آیا تھا جاؤ اسے قتل کر دو۔''

سلمہ رضی اللہ عنہ نے حکم ملتے ہی ہتھیار اٹھائے اور سرپٹ دوڑ لگا دی، ان کی دوڑ تو تیز رفتار گھوڑے کی مانند تھی وہ آدمی ابھی مدینہ کے کچھ ہی دور تھا کہ سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع نے اسے جالیا، مسافر نے جب دیکھا کہ کوئی آدمی بڑی تیزی کے ساتھ دوڑتا چلا آرہا ہے تو وہ حیران ہوگیا۔

سلمہ رضی اللہ عنہ اس کے قریب پہنچے تو جاتے ہی انھوں نے اس کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی، آدمی حیران رہ گیا اس کا رنگ اڑ گیا سلمہ رضی اللہ عنہ رعب دار لہجے میں بولے:

''نیچے اتر آؤ! اس آدمی نے اونٹنی بٹھائی اور نیچے اتر آیا سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع نے پہلے ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا جاسوس اپنے انجام کو پہنچ گیا تو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کا سامان سمیٹا ہتھیار اٹھائے اور اونٹنی پر بیٹھ کر واپس مدینے آ گئے۔''

مدینے پہنچ کر انھوں نے نبی اکرم رضی اللہ عنہ کو تمام احوال سنایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور مسکراتے ہوئے آپ نے سارا سامان سلمہ رضی اللہ عنہ کو بطور انعام دے دیا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے موت پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی ان میں سے ایک سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔

درخت کے نیچے جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کو بلایا وہ حاضر ہوئے تو فرمایا:

''سلمہ تم نے بیعت کر لی.....؟''

سلمہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے تو بیعت کر لی ہے سب سے پہلے ابو سنان اسدی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور اس کے بعد میں نے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''پھر بھی بیعت کرو۔''

سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع نے موت پر دوبارہ بیعت کی، جب سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بیعت کر چکے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کو بلایا وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سلمہ! کیا تم بیعت نہیں کرو گے.....؟''

سلمہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو دو مرتبہ بیعت کر چکا ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایسے ہی پھر بیعت کرو۔''

سلمہ رضی اللہ عنہ نے پھر تیسری مرتبہ بیعت کی۔

یوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محبت و شفقت کی بناء پر سلمہ رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ اللہ کے راہ میں مرنے پر بیعت کروا کر خصوصی شرف سے نوازا۔

ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امارت میں ایک لشکر تیار کیا اور اسے بنو فزارہ کی طرف روانہ کیا، سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع بھی اس لشکر میں شامل تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہدین کا سفر جاری تھا کہ ایک جگہ پانی کا چشمہ نظر آیا وہاں پانی پینے اور جانوروں کو تازہ دم کرنے کے لیے کچھ دیر کا پڑاؤ ہوا۔

بنو فزارہ یہاں سے کچھ دیر کے فاصلے پر آباد تھے طے یہ ہوا کہ یہاں رات بسر کی جائے اور صبح ہوتے ہی دشمن پر حملہ کر دیا جائے۔

چنانچہ طے شدہ منصوبے کے تحت بنو فزارہ پر مجاہدین نے حملہ کیا تو ان میں بھگدڑ مچ گئی کچھ لوگ سنبھل کر فرار کی راہ اختیار کرنے لگے تو سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع ان کے پیچھے ہو لیے تیروں سے ان کا مقابلہ کیا اور ان کے فرار کی تمام کوششیں ناکام بنا دیں جب انھوں نے محسوس کیا کہ ان کے نکلنے کی ساری راہیں مسدود ہیں تو وہ مقابلے پر اتر آئے سلمہ رضی اللہ عنہ بلا کے تیر انداز تھے انھوں نے ایسے تاک تاک کر تیر پھینکے کہ کچھ دیر بعد مقابلہ کرنے والے موت کی نیند جا سوئے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کا سامان ''مال غنیمت'' اٹھایا اور امیرِ لشکر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیش کر دیا۔

جنگ کا مجموعی نتیجہ مجاہدین کے حق میں رہا دشمن کے بہت سے آدمی مارے گئے جو باقی بچے وہ قیدی بنا لیے گئے جبکہ لشکر اسلام کو بہت سا مال غنیمت میں ملا۔

مال غنیمت کی جب تقسیم ہوئی، تو سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کے حصے میں ایک کنیز بھی آئی۔

لشکر واپس مدینہ آیا تو سلمہ رضی اللہ عنہ نے وہ کنیز نبی اکرم ﷺ کی خدمت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ کر دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کنیز کو قبول کر کے مکہ والوں کو دیا اور اس کے بدلے بہت سے قیدی مسلمانوں کو آزاد کروایا۔

سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع اس بات پر بہت خوش ہوئے ان کی چھوٹی سی قربانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے کئی مسلمان آزاد ہوئے۔

سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع نے اپنی زندگی میں جن جنگوں میں شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے ان مین ایک غزوۂ خیبر بھی ہے۔

غزوۂ خیبر میں وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دستے میں شامل تھے اس غزوہ میں وہ دشمن پر اس قدر بڑھ کر حملے کر رہے تھے کہ ایک موقع پر تو ایسا لگا کہ سلمہ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ہیں۔

انھوں نے یہودیوں پر برق رفتاری سے حملہ کیا تو ایک یہودی نے ان کی پنڈلی پر اس قدر تیزی سے وار کیا کہ پنڈلی پر بہت بڑا زخم ہوگیا۔ ضرب کاری ہونے کی وجہ سے سلمہ رضی اللہ عنہ گر پڑے اور لوگوں میں مشہور ہوگیا کہ وہ شہید ہوگئے ہیں، زخم گہرا تھا اس سے خون بہہ رہا تھا اور درد کی وجہ سے لڑنا دشوار تھا لیکن پھر بھی وہ ہمت اور بہادری کی داستان رقم کرتے ہوئے لڑائی میں حصہ لیتے رہے۔

معرکہ ختم ہوا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہوئے تو حسب معمول سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے آپ نے دیکھا کہ سلمہ کی پنڈلی پر بہت بڑا زخم ہے اور درد کی شدت ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پنڈلی کو سامنے کیا اور دم کر کے تین مرتبہ پنڈلی پر پھونک ماری پنڈلی سے درد ایسے ختم ہوا جیسے کبھی ہوا ہی نہ ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع نے ستتر (۷۷) کے قریب احادیث روایت کیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وہ حدیث پڑھایا کرتے تھے اور مدینہ منورہ میں لوگوں کے سوالوں کے جواب دیا کرتے تھے۔

اللہ رب العزت نے انھیں کمال حافظہ عطا کیا تھا وہ جو بات ایک مرتبہ سن لیتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے انہیں یاد ہو جاتی تھی۔

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سب کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اور اسلام کی اشاعت کے لئے وقف کر رکھا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد وہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی بہت سی جنگوں میں شریک رہے۔

وہ مدینہ میں رہے تو دین سیکھنے اور سکھانے کے کام میں مصروف رہے جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا المناک واقعہ پیش آیا تب وہ اس قدر رنجیدہ ہوئے کہ مدینہ چھوڑ کر ربذہ کے مقام پر چلے گئے اور اپنی باقی زندگی یہیں پر گزار دی۔ بڑھاپے کی عمر میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ آئے اور مدینہ آئے ابھی انھیں کچھ دن ہی ہوئے تھے کہ وہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انھوں نے ۹۰ سال کی عمر پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ

غلاموں کی منڈی لگی ہوئی تھی، خریدار غلام خرید رہے تھے اور فروخت کرنے والے بلند آواز میں گاہکوں کو متوجہ کر رہے تھے۔ منڈی میں ہر رنگ، نسل اور ہر عمر کا غلام موجود تھا۔ یہ عرب کی مشہور منڈی تھی جس میں دور دراز سے غلام بکنے کے لیے آتے تھے اور خریدار بھی بڑی تعداد میں منڈی کا رخ کرتے تھے۔

ام انمار مکہ شہر کی بڑی معروف خاتون تھی، اس کا تجارت کا کاروبار تھا جو مکہ کے آس پاس کے علاقوں میں پھیلا ہوا تھا، ویسے تو اس کے پاس مال و دولت اور غلاموں کی کثرت تھی لیکن پھر بھی اس کو ایک غلام کی ضرورت تھی۔

وہ چاہتی تھی کہ کوئی چھوٹی عمر کا غلام مل جائے، جو اس کے گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتا رہے۔

غلام کی ضرورت ہی اسے منڈی میں کھینچ لائی۔

منڈی میں بہت سے غلام موجود تھے، بیچنے والے اپنے اپنے غلاموں کو قطار میں کھڑا کر کے آوازیں لگا رہے تھے اور خریدار غلاموں کو دیکھتے چلے جا رہے تھے اور فروخت کرنے والوں سے غلام کے کام اور علاقے کے متعلق پوچھ رہے تھے۔

ام انمار بھی قطار در قطار کھڑے غلاموں کو دیکھتی جا رہی تھی۔ ایک جگہ پہنچ کر وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رک گئی۔ اس کا چہرہ مسرت سے دمک اٹھا۔ جس چیز کی تلاش میں تھی وہ اسے مل گئی تھی۔

اس کے سامنے ایک بچہ کھڑا تھا صحت مند بچے کے چہرے سے شرافت کا نور ٹپک رہا تھا۔ بچہ ابھی بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچا تھا یہ اس کے کھیل کود کے دن تھے مگر وہ غلام تھا منڈی میں بکنے کے لیے کھڑا تھا۔

پہلی نظر میں ہی بچہ ام انمار کے دل کو لگا، پسند آتے ہی اس نے مالک سے بات کی، قیمت طے ہوئی اور وہ ادائیگی کر کے بچے کو گھر لے آئی۔

''تمھارا نام کیا ہے.....؟''

گھر پہنچتے ہی ام انمار نے بچے سے پوچھا:

''خباب''

بچے نے جھجکتے ہوئے جواب دیا۔

''تمہارے باپ کا نام.....؟''

''ارت''

''کہاں سے آئے ہو.....؟''

''نجد سے.....''

''کیا تم عربی ہو.....؟''

''ہاں!''

''کس قبیلے سے تعلق ہے۔''

''بنو تمیم سے۔''

''پھر تم غلام کیسے بن گئے.....؟''

خباب کی آنکھوں میں اداسی چھا گئی، اسے اپنے بچپن کے حسین دن یاد آ گئے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب وہ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا، ماں باپ اور بہن بھائیوں میں خوش رہتا تھا..... وہ آزاد تھا جو چاہتا کھاتا جو پسند آتا وہ کرتا۔

''تم مکہ کے سوداگروں کے ہاتھ کیسے آئے اور یہاں منڈی میں کیسے پہنچے.....؟''

ام انمار نے دوبارہ پوچھا تو خباب خیالات کی دنیا سے باہر آ گیا۔

ام انمار کے سوال پر اس نے ایک سرد آہ بھری پھر دکھی لہجے میں بولا: '' کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے بنو تمیم کے جس محلے میں ہم رہتے تھے عرب کے کچھ لیٹروں نے اس محلے پر حملہ کر دیا۔ ڈاکوؤں نے گھروں میں موجود تمام سامان لوٹا۔ بڑے مردوں کو قتل کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

میں جس ڈاکو کی قید میں تھا، اس نے مجھے ایک آدمی کے ہاتھ بیچ دیا اور میں آزاد آدمی سے غلام بن گیا جس آدمی نے مجھے خریدا اس نے کچھ دیر اپنے پاس رکھا پھر اگلے آدمی کے ہاتھ بیچ دیا اسی طرح بکتے بکاتے میں اس منڈی میں پہنچ گیا اور آج آپ مجھے خرید کر لے آئی ہیں۔

ام انمار نے خباب کی درد بھری کہانی سنی تو اداس ہو گئی۔

خباب کی عمر چھوٹی تھی، چھوٹی عمر میں ہی اس نے بہت دکھ درد سہے اور کئی افراد کی غلامی میں رہ کر بہت کچھ سیکھ لیا۔ اس میں صلاحیت تھی اور وہ کچھ کرنے کا عزم بھی رکھتا تھا، ام انمار نے اس کی صلاحیتوں کو بھانپ کر اپنا ارادہ بدلا اور گھر کا کام کاج کروانے کی بجائے اسے مکہ کے مشہور اسلحہ ساز آدمی کا شاگرد بنا دیا۔

وقت گزرتا گیا اور خباب آہستہ آہستہ اسلحہ سازی میں مہارت حاصل کرتا رہا، پھر ایک روز وہ بھی آیا کہ خباب ایک ماہر اسلحہ ساز بن گیا لوگ دوکان پر آ کر اس کی تلواریں دیکھتے اور پسند کرتے تھے، جب اسے تلوار بنانے میں اس قدر مہارت ہو گئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ اکیلا کام کرسکتا تھا اور عرب میں اس کی تلواریں بھی مشہور ہوگئیں تو ام انمار نے اسی بازار میں ایک دوکان کرایہ پر لی اور خباب کو اس دوکان پر تلوار بنانے اور بیچنے کا کام سونپ دیا۔

ام انمار نے جس خباب کو چھوٹی عمر میں منڈی سے خریدا تھا اب وہ جوانی کی حدوں کو چھونے لگا تھا اور مکہ میں اس کی شہرت دن بدن پھیل رہی تھی۔

ایک روز خباب دوکان پر ہی تھا کہ اس کے پاس قریش کا ایک آدمی آیا اس نے کہا خباب! سنا ہے بنو ہاشم کے ایک نوجوان نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے....."کیا واقعی.....؟"

خباب نے بے یقینی سی کیفیت میں پوچھا:

"ہاں! بڑی عجب باتیں کرتا ہے کہ یہ بت کسی کو کوئی نفع یا نقصان نہیں دیتے سب کام اللہ کرتا ہے، جو آسمانوں پر ہے اسی نے سب کو پیدا کیا ہے لہٰذا بتوں کی بجائے اس اکیلے اللہ ہی کی عبادت کرنی چاہیے....."

خباب نے قریش کے نوجوان کو کچھ جواب تو نہ دیا البتہ دل میں یہ ارادہ کرلیا کہ میں اس آدمی سے ضرور ملوں گا یہ تو بڑی حکمت کی باتیں ہیں اسی شام خباب نے دوکان بند کی تو ام انمار کے گھر جانے کی بجائے سیدھے اس جگہ پہنچے جہاں نبی اکرم ﷺ ان اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، خباب چپ چاپ چھوٹی سی مجلس میں بیٹھ گئے اور باتیں سننے لگے انہیں وہاں بیٹھتے زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ نبی اکرم ﷺ کی باتوں نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا، دین اسلام کی سچی باتیں دل میں گھر کر گئیں تو وہ مجلس میں اٹھے اور پکار کر کہا:

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ"

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔"

خباب نے اسلام قبول کیا تو اسے چھپانے کی بجائے علی الاعلان کہا کہ آج کے بعد میں مسلمان ہوں۔

یہ اعلان بنو خزاعہ کے ایک نوجوان نے سنا تو بھاگم بھاگ ام انمار کے پاس گیا۔

"ام انمار تمہیں خبر ہے کہ تمھارے غلام نے کیا کام کیا ہے.....؟"

نوجوان نے جاتے ہی مالکہ کو خبر دیتے ہوئے کہا:

"کیا کیا خباب نے.....؟"

ام انمار نے الٹا سوال کیا۔

"خباب بے دین ہو گیا ہے۔"

نوجوان نے بے دھڑک جواب دیا۔

یہ سنتے ہی ام انمار منہ سے تو کچھ نہ بولی البتہ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، یہ اس بات کی علامت تھی کہ خباب کے اس کام پر ام انمار کو سخت غصہ ہے اور وہ اس کا سختی سے نوٹس لے گی ایسا ہی ہوا اگلے روز ام انمار اپنے بھائی سباع بن عبدالعزیٰ کے پاس گئی اور اسے تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔

سباع بھی خباب کے ایمان لانے کی خبر سن کر سیخ پا ہو گیا وہ اسی وقت طیش سے اٹھا اور خباب کی دوکان پر پہنچ گیا۔

"خباب! سنا ہے تم بے دین ہو گئے ہو.....؟"

سباع نے غصے سے پوچھا:

"نہیں! ایسی بات تو نہیں، بلکہ میں تو اب دین دار ہوا ہوں۔"

خباب نے نرمی سے جواب دیا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کیا تم نے بنو ہاشم کے نوجوان (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی نہیں شروع کر دی.....؟''

سباع نے تلملاتے ہوئے سوال کیا:

''ہاں! یہ بات تو ہے! اصل میں مَیں بے دین نہیں ہوا، بلکہ میں تو اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لایا ہوں، اب چونکہ میں ایک اللہ کو اپنا الٰہ مانتا ہوں اس لیے میں نے تمام بت بھی پھینک دیئے ہیں.....''

خباب ابھی اپنا جواب بھی مکمل نہ کر پائے تھے کہ سباع نے انہیں مارنا شروع کر دیا..... وہ خباب کے اسلام کا یوں اظہار اور اپنے خداؤں کی نفی برداشت نہ کر سکا۔ سباع کے ساتھ جو لڑکے آئے تھے انہوں نے بھی جو ہاتھ آیا دوکان سے اٹھایا اور خباب رضی اللہ عنہ کو پیٹنا شروع کر دیا۔

خباب رضی اللہ عنہ کو ہر طرف سے گھونسوں ڈنڈوں لوہے کی سلاخوں سے پیٹا جا رہا تھا اور ظالموں نے انہیں اس قدر مارا کہ وہ اتنی مار برداشت نہ کر سکے لڑکھڑا کر گرے اور بے ہوش ہو گئے، ان کے جسم پر ہر طرف زخموں کے نشان تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا، خباب رضی اللہ عنہ اپنی دوکان پر بے ہوش پڑے تھے، انہیں اسلام قبول کرنے کی وجہ سے پڑنے والی مار کی خبر پورے مکے میں گھوم رہی تھی..... ایک غلام کی جرأت اور انہیں یوں مارنے پر جو سنتا وہ حیرت میں ڈوب جاتا۔

قریش کے سرکردہ لوگوں تک خبر پہنچی تو وہ بھی حیران ہوئے.....

''جب سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دین کی دعوت شروع کی ہے تب سے کئی آدمی اس کے ساتھ ملے تو ہیں لیکن یوں علی الاعلان ہمارے بتوں کو برا کہنے کی جرأت آج تک انہیں نہیں ہوئی۔''

ایک لوہار غلام سے یہ توقع ہرگز نہ تھی، قریش کے سردار نے مجلس میں بیٹھے آدمی سے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو بھی ہے یہ بات اپنی جگہ ہے کہ جس جرأت کا مظاہرہ اس غلام نے کیا ہے اس کا جواب نہ دیا گیا تو کل کوئی بھی ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دے گا۔"

دوسرے سردار نے جواباً کہا:

اسی روز قریش کے تمام سردار خانہ کعبہ کے پاس جمع ہو گئے انہیں جب کوئی اہم فیصلہ کرنا ہوتا تھا تو مشاورت کے لیے وہ اسی جگہ جمع ہوتے تھے۔

میٹنگ شروع ہوگئی کہ اس نوجوان سے کیسے نمٹا جائے، تاکہ کسی اور کو ہمارے خداؤں کی توہین کرنے کی جرأت نہ ہو۔

اجلاس کی صدارت ابوسفیان بن حرب، ابوجہل بن ہشام اور مغیرہ کا بیٹا ولید کر رہے تھے، جبکہ سرداروں کے علاوہ خباب کی مالکہ ام انمار اور اس کا بھائی سباع بھی اپنے حواریوں کو لیے بیٹھا تھا۔

ابوجہل نے غصے سے بھرے لہجے میں کہا:

"محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت دن بدن پھیل رہی ہے اسے روکنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ جس قبیلہ کا فرد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دین پر ایمان لائے وہ قبیلہ نہ صرف اس نوجوان کا بائیکاٹ کرے، بلکہ اسے ہر طریقہ سے اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دین چھوڑنے پر مجبور ہو جائے۔ چاہے اسے مارنے کی نوبت ہی کیوں نہ آئے۔"

ابوجہل اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کر کے چپ ہوا تو مجلس میں خاموشی چھا گئی کسی کو اس بات سے کوئی اختلاف نہ تھا گویا کہ سب کی بات اکیلے ابوجہل نے کہہ دی تھی۔

جونہی مجلس ختم ہوئی فیصلے کے تحت سباع بن عبدالعزیٰ نے اپنے قبیلے کے سرکش نوجوانوں کو ساتھ لیا اور خباب رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچا۔

خباب! روز کی طرح دوکان پر بیٹھے تلواریں بنا رہے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سباع نے دوکان پر جاتے ہی گرجدار آواز میں کہا:

''خباب! ہمارے ساتھ چلو۔''

خباب رضی اللہ عنہ غلام تھے لہٰذا چپ چاپ اس کے ساتھ چل دیئے۔

سباع خباب رضی اللہ عنہ کو لے کر مکہ سے باہر کھلے میدان میں آ گیا، دوپہر کا وقت تھا اور گرمی کے دن، سورج کی تپش سے میدان میں پڑے ریت اور پتھر جھلس رہے تھے۔

خباب! کپڑے اتار دو۔ سباع نے غصیلے لہجے میں حکم دیا۔

خباب رضی اللہ عنہ نے قمیص اتار دی۔

''یہاں لیٹ جاؤ۔'' سباع نے گرم ریت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''خباب چپ چاپ جھلستی ہوئی ریت پر لیٹ گئے۔

سباع نے پاس کھڑے لڑکوں کو اشارہ کیا، وہ اشارہ پاتے ہی ایک بھاری بھرکم پتھر اٹھا لائے۔

''پتھر خباب کے سینے پر رکھ دو۔'' سباع نے لڑکوں کو نیا حکم دیا۔ حکم پاتے ہی لڑکے بڑھے اور انہوں نے بھاری بھرکم پتھر خباب رضی اللہ عنہ کے سینے پر رکھ دیا۔

سباع نے لاٹھی اٹھائی اور سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کو پیٹنا شروع کر دیا۔ جب تھک گیا تو اس نے لڑکوں کو حکم دیا وہ بھی بے رحمی سے خباب رضی اللہ عنہ کو پیٹنے لگے۔

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ نیم بے ہوشی کی حالت میں پڑے مار کھاتے رہے، ان کے جسم پر لگے زخموں سے خون رس رہا تھا، جب مارتے مارتے لڑکے بھی تھک گئے تو سباع سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔

خباب زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے کراہ رہے تھے وہ مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بولا:

''خباب! اب بتاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے.....؟''

خباب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ ہماری طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں تاکہ ہمیں ہدایت کا راستہ دکھائیں اور نیکی کے کاموں کی طرف راہنمائی کریں۔''

سباع نے سنا تو وہ آگ بگولہ ہوگیا۔

اور خباب رضی اللہ عنہ کو دوبارہ پیٹنے لگا، سیدنا خباب رضی اللہ عنہ حق کی خاطر پھر مار کھانے لگے، مارتے مارتے سباع کی ہمت جواب دے گئی تو بولا:

''ہاں! اب بتاؤ، لات وعزیٰ کیا ہیں.....؟''

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ بولے: ''پتھر کے بت ہیں اور کچھ نہیں..... یہ نہ کسی کو کوئی نفع دے سکتے ہیں اور نہ کسی کو کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔''

سباع جواب سنتے ہی آپے سے باہر ہوگیا، طیش میں آ کر بولا: ''لڑکو! ذرا اسے اس گستاخی کا مزہ چکھاؤ، نوجوانوں کا ٹولا، سیدنا خباب رضی اللہ عنہ پر پھر ٹوٹ پڑا اور انہیں گھونسوں، سلاخوں اور پتھروں سے پیٹنے لگا، سیدنا خباب رضی اللہ عنہ مار کھاتے کھاتے بے ہوش ہو گئے، ان کے جسم سے خون بہنے لگا۔

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ استقامت کا پہاڑ بنے مار کھاتے اور اسلام پر ڈٹے رہے، سباع اور قریش مکہ کا یہ روز کا معمول بن گیا، سورج جونہی تپتا اور اس کی گرمی سے ریت گرم ہوتی، سباع سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کو میدان میں لے جاتا اور انہیں گرم ریت پر لٹا کر ان کے سینے پر بھاری بھرکم پتھر رکھتا اور پیٹنا شروع کر دیتا۔

ایک روز خباب رضی اللہ عنہ اپنی دوکان پر بیٹھے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وآلہ وسلم کا اس بازار سے گزر ہوا، سیدنا خباب رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے، دوکان سے باہر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کرنے لگے۔ اسی دوران ان کی مالکہ ام انمار ادھر آ نکلی اس نے اپنے غلام خباب کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ باتیں کرتے دیکھا تو تلملا اٹھی۔ جونہی پیارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گئے وہ غصے سے بپھری ہوئی اپنے بھائی سباع کے ساتھ خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور انہیں وہیں پیٹنا شروع کر دیا، خباب رضی اللہ عنہ کو پیٹنا تو سباع کا روز کا معمول تھا اور وہ خباب کو مار مار کر تھک چکا تھا سباع نے خباب رضی اللہ عنہ کو پیٹنا بند کیا اور دوکان کے اندر گیا بھٹی سے گرم انگارے نکالے انہیں زمین پر بچھایا اور خباب رضی اللہ عنہ کو دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیا۔

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو گئے، ان کے جسم کا چمڑا جل گیا اور گوشت سے خون رسنے لگا۔

ام انمار کا غصہ اس سے بھی ٹھنڈا نہ ہوا تو وہ بھٹی سے گرم سلاخ نکال لائی اور جھلتی ہوئی سلاخ خباب رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھ دی۔ ام انمار کا ظلم اس قدر بڑھا کہ وہ آئے روز گرم سلاخوں سے خباب کا جسم داغنے لگی، سباع انہیں دہکتے انگاروں پر لٹا کر پتھر رکھ دیتا۔

ایک روز جب دونوں بہن بھائی سیدنا خباب رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم کر رہے تھے تو سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کی زبان سے دونوں کے لیے بددعا نکلی..... ''یا اللہ! جیسے یہ مجھے سزا دیتے ہیں تو ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کر۔''

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کی اس دعا کو چند روز نہ گزرے تھے کہ خباب رضی اللہ عنہ کی مالکہ ام انمار کو دورہ پڑا اس کے سر میں شدید درد اٹھا اور وہ چیخنے چلانے لگی اس کی آواز ایسی ہوتی تھی جیسے کوئی کتا شدت تکلیف سے بھونکتا ہے۔ ام انمار کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سر درد کا دورہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد پڑنے لگا۔

جب سر درد کی تکلیف ام انمار کی برداشت سے بھی زیادہ ہوگئی تو اس کی حالت غیر ہونے لگی، ام انمار کے بیٹوں نے ماں کو درد سے کراہتے دیکھا تو اٹھا کر حکیم کے پاس لے گئے۔

اس زمانے میں حکیم داغنے سے علاج معالجہ کیا کرتے تھے، ام انمار کے لیے بھی انہوں نے یہی دوا استعمال کی اور آگ میں لوہے کی سلاخیں گرم کر کے ام انمار کے سر پر لگاتے یوں سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی اور ام انمار کو اس کے کیے کی سزا کی جھلک دنیا میں ہی دیکھنا پڑی۔

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ اسلام کی خاطر دکھ اور تکلیفیں سہتے رہے مگر انہوں نے اپنی زبان سے کلمہ شہادت نہ چھوڑا۔ ان کی اس قربانی کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نگاہوں میں وہ بڑی عزت رکھتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی بات ہے۔

کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی زمین پر بچھی ہوئی تھی جو ''مسندِ خلافت'' کہلاتی تھی خلیفہ اس پر بیٹھے کام کر رہے تھے کہ اچانک کمرے میں ایک آدمی داخل ہوا اسلام علیکم رحمتہ اللہ وبرکاتہ کی آواز سے کام کرتے خلیفہ کے ہاتھ رک گئے خلیفہ نے سر اوپر اٹھایا خوشی سے ان کا چہرہ دمک اٹھا۔

مسندِ خلاف سے اٹھے اور آنے والے فرد کو بڑے تپاک سے ملے اور اپنے برابر مسند خلافت پر بٹھایا۔

پھر آہستگی سے بولے: ''اس مسند پر بیٹھنے کے حقدار دو افراد ہیں ایک بلال اور دوسرا خباب (رضی اللہ عنہما)۔

خباب رضی اللہ عنہ چپ رہے خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بولے: ''خباب! آج ذرا وہ واقعات تو سناؤ جو تمھارے ساتھ مکہ میں بیتے، جب کفار نے اسلام قبول کرنے کے جرم میں تم پر ظلم کیا.....؟

امیر المومنین کے سوال پر خباب رضی اللہ عنہ نے زبان سے تو کچھ نہ کہا البتہ اپنی پیٹھ سے کپڑا اٹھا دیا۔

خلیفۃ المسلمین نے دیکھا تو حیران رہ گئے، خباب کی کمر پر اتنے گہرے زخم تھے کہ انگلی زخم میں اتر جاتی تھی۔

سیدنا فاروق اعظم حیرت سے بولے:

''خباب! اتنے گہرے زخم کیسے.....؟

خباب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: امیر المومنین!'' مکہ میں جب میں نے اسلام قبول کیا تو میری مالکہ ام انمار اور اس کا بھائی سباع مکہ کے غنڈوں کو ساتھ لے آتا وہ مجھے تپتی ریت پر لٹا دیتے اور لوہے کی سلاخیں لے کر آگ پر گرم کرتے جب سلاخیں آگ کی شدت سے دہک کر انگارہ بن جاتیں وہ انہیں میری پیٹھ پر پورے زور سے لگا دیتے، انگارہ بنی سلاخیں جب کمر پر پڑتیں تو کمر کا گوشت جل جاتا اور ہڈیوں سے الگ ہو جاتا۔

کمر سے نکلنے والا خون اور چربی پگھل کر گرم سلاخوں کو ٹھنڈا کرتی تھی اب یہ زخم اسی دور کے ہیں۔

خباب رضی اللہ عنہ صبر و استقامت کے ساتھ ان انگاروں پر کباب ہوتے رہتے حتیٰ کہ زخموں سے خون رس رس کر ان انگاروں کو بجھا دیتا، ایسے لرزہ خیز مظالم استقامت سے برداشت کرتے رہے اور پایۂ استقلال میں ذرا بھر لغزش نہ آئی اور اسی طرح کچھ عرصہ گزر گیا، ایک دن رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنی داستان الم سنا کر عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے لیے دعا فرمائیں کہ ان ظالموں سے مجھے نجات مل جائے، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے گزشتہ زمانہ میں ایسے لوگ بھی گذرے ہیں کہ لوہے کی کنگھیوں سے ان کا گوشت نوچ ڈالا گیا، سوائے ہڈیوں اور پٹھوں کے کچھ نہ چھوڑا گیا، ایسی سختیوں نے بھی ان کا دین پر اعتقاد متزلزل نہ کیا ان کے سروں پر آرے چلائے گئے اور وہ درمیان سے دولخت کر دیئے گئے تاہم انھوں نے دین کو نہ چھوڑا، اللہ تعالیٰ اس دین کو ضرور کامیاب کرے گا اور تم دیکھ لو گے کہ اکیلا سوار صنعاء یمن سے حضر موت تک جائے گا اور سوائے اللہ عزوجل کے کسی سے نہیں ڈرے گا۔''

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سن کر سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کا حوصلہ دوگنا ہوگیا اور وہ خاموشی سے اپنے گھر چلے گئے۔

ربیع الاول یکم ہجری کو خباب رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے۔

مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں روایت ہے سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہجرت کی تھی، غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ بن ارت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں شروع سے لے کر آخر تک تمام غزوات میں شریک ہوئے اور بہادری اور شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ سنہرے حروف میں لکھنے کے قابل ہیں، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب فتوحات کا دروازہ کھلا تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ بن ارت بعض اوقات بہت رویا کرتے اور فرماتے: ''ہم نے رضائے الٰہی کی خاطر رحمت دو عالم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ رہا، پھر ہم میں سے بعض تو ایسے تھے کہ اس دنیا سے کوچ کر گئے اور دنیا میں اپنے اجر کا کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی پھل نہ کھایا لیکن بعض کا پھل پک گیا تو وہ اسے توڑ کر کھا رہے ہیں۔

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ اور جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے تھے وہ انتہائی صابر، بردبار، مصائب کو برداشت کرنے والے ،فدا کار جانثارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، تھے، انھوں نے اسلام کے ابتدائی زمانے میں قرآن مجید پڑھ لیا تھا، کچھ راویوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے واقعہ میں ان کا اسم گرامی واضح طور پر لیا ہے ان کا بیان ہے کہ جس زمانے میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے انتالیس جانثاروں کے ساتھ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں پناہ گزین تھے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب (حضرت عمر فاروق کی ہمشیرہ) کے گھر انھیں قرآن مجید پڑھانے جایا کرتے تھے، قبول اسلام سے قبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہن اور بہنوئی کی تنبیہ کے لیے ان کے گھر پہنچے تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے، وہ تو کوٹھڑی میں چھپ گئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن اور بہنوئی سے ہاتھ پائی ہوئی، جب وہ زخمی ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں نرمی آ گئی اور ان سے قرآن مجید سنانے کے لیے کہا: انھوں نے سورۂ طٰہٰ کی چند ہی آیات پڑھی تھیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل کی دنیا بدل گئی اور انھوں نے کہا: ''مجھے محمد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے چلو۔'' عین اس موقع پر حضرت خباب کوٹھڑی سے باہر آئے اور فرط مسرت سے کہا: ''اے عمر میں تمھیں خوشخبری دیتا ہوں کہ کل رات بروز جمعرات سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی تھی کہ یا الٰہی عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) میں جو تجھے پسند ہو، اس سے اسلام کو قوت عطا فرما۔'' معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا تمھارے حق میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول ہوگئی۔'' اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شانۂ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بن ارت سے تینتیس ۳۳ حدیثیں مروی ہیں اور ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ بن ابی حازم حضرت مسروق بن اجدع، حضرت علقمہ بن قیس اور حضرت امام شعبی رضی اللہ عنہم جیسے اکابرین امت شامل ہیں۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ اپنی زندگی کے آخری دور میں بہت مالدار ہو گئے اور اتنے سونے چاندی کے مالک بن گئے جس کا انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا، لیکن انھوں نے اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرنے کا ایک ایسا انوکھا طریقہ اختیار کیا جو پہلے کسی نے بھی اختیار نہیں کیا تھا، یہ درہم و دینار گلی میں ایک ایسی جگہ رکھ دیتے جس کا ضرورت مندوں، فقراء و مساکین کو بھی پتہ تھا، نہ تو اس پر کسی کو نگران مقرر کیا اور نہ تالا لگایا، ضرورت مند ان کے گھر آتے اور پوچھے اور اجازت طلب کیے بغیر اپنی ضرورت کے مطابق وہاں سے مال لے جاتے، اس کے باوجود انہیں اندیشہ تھا کہ اس مال کے متعلق قیامت کے روز میرا حساب لیا جائے گا اور مبادا کہ مجھے اس کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

آخری سفر:

حضرت خباب رضی اللہ عنہ آخری عمر میں کوفہ میں اقامت پذیر ہو گئے اور وہیں پیٹ کی تکلیف سے شدید بیمار ہو گئے، علاج کی غرض سے سات جگہ سے پیٹ داغا گیا، انھیں بہت زیادہ تکلیف ہوئی اور فرمانے لگے اگر رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم نے موت کی تمنا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اپنی موت کی دعا کرتا، اسی نازک حالت میں کچھ دوست بیمار پرسی کے لیے آئے اور خباب رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے۔

''ابو عبداللہ خوش ہو جایئے کہ دنیا چھوڑنے کے بعد حوض کوثر پر اپنے بچھڑے ہوئے ساتھیوں سے ملاقات کرو گے، یہ سن کر ان پر گریہ طاری ہوگیا جب پاس بیٹھے لوگوں نے دیکھا کہ خباب رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں تو ان کو مخاطب کر کے فرمایا واللہ میں موت سے نہیں ڈرتا، تم نے ان ساتھیوں کا ذکر کیا ہے جنھوں نے دنیا میں کوئی اجر نہیں پایا، آخرت میں انھوں نے یقیناً اپنا اجر پالیا ہوگا، لیکن ہم ان کے بعد رہے اور دنیا کی نعمتوں سے اس قدر حصہ پایا کہ ڈر ہے کہیں وہ ہمارے اعمال ثواب ہی میں نہ محسوب ہو جائے۔''

وفات سے کچھ دیر پہلے ان کے سامنے کفن لایا گیا تو اشکبار ہو کر بڑی حسرت سے فرمایا: ''یہ تو پورا کفن ہے، افسوس کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک چھوٹی سے چادر میں کفنایا گیا جو ان کے تمام بدن کو بھی نہیں ڈھانپ سکتی تھی، اگر پاؤں کو ڈھانپتے تو سر کھل جاتا اور سر کو ڈھانپا جاتا تو پاؤں کھل جاتے آخر ہم نے ان کے پاؤں کو اذخر سے ڈھانپ کر کفن پورا کیا۔

پھر انھوں نے وصیت کی کہ اہل کوفہ کے معمول کے مطابق مجھے شہر کے اندر دفن نہ کرنا، بلکہ میری قبر شہر کے باہر کھلے میدان میں بنانا، اس وصیت کے بعد انھوں نے اس دنیائے فانی سے کوچ کیا اور اس وقت ان کی عمر بہتر ۷۲ سال کے لگ بھگ تھی اور وصیت کے مطابق شہر سے باہر سپردِ خاک کیا گیا اس کے بعد اہل کوفہ نے بھی اپنی میتوں کو یہاں دفن کرنا شروع کر دیا۔

سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنگ صفین کے بعد ۳۷ھ ہجری میں اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالخلافہ کوفہ کو واپس تشریف لائے تو شہر کے باہر آپ رضی اللہ عنہ کی نظر سات قبروں پر پڑی، لوگوں سے پوچھا: ''یہ کس کس کی قبریں ہیں، جب ہم کوفہ سے چلے تھے تو یہاں کوئی قبر نہ تھی، جواب ملا امیر المومنین وہ پہلی قبر حضرت خباب رضی اللہ عنہ بن ارت کی ہے جنھیں ان کی وصیت کے مطابق سب سے پہلے یہاں دفن کیا گیا ، باقی قبریں دوسرے لوگوں کی ہیں ، یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں ، حضرت خباب رضی اللہ عنہ اور دوسرے اہل قبور کے لیے دعائے مغفرت کی اور اپنے وقت کے اس برگزیدہ ترین انسان کی زبان سے بے ساختہ الفاظ جاری ہوگئے، خباب رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہو وہ برضاء ورغبت اسلام لائے اور اپنی خوشی سے ہجرت کی، ساری زندگی جہاد میں گزاری اور راہ حق میں سخت سے سخت مصیبتیں اٹھائیں ، اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے اعمال ضائع نہیں کرتا، خداوند کریم ان کی لحد پر کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ

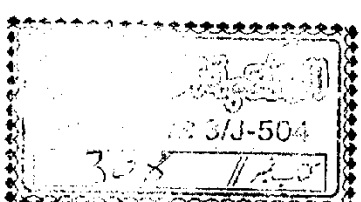

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

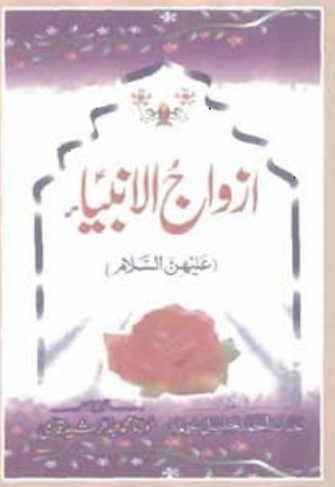

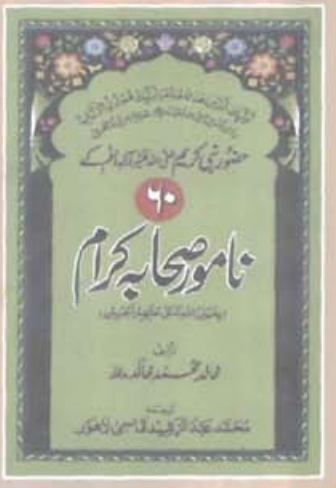

کتب خانہ شانِ اسلام
راحت مارکیٹ، اردو بازار لاہور، پاکستان